۱۳۲۰ھ ۱۹۰۳ء

حیاتِ حمید

حصہ دوم

یعنی اعلیٰ حضرت سلطان المعظم السلطان عبد الحمید خان غازی

والیٔ ترکی کے حالات زندگی

ترتیب مرزا حیرت دہلوی

مصنف موصوف کے اہتمام سے

کرزن پریس دہلی واقع کوچہ چیلان میں چھپی

حیات حمید

حصہ دوم

یعنی

اعلیٰحضرت سلطان المعظم عبد الحمید خان ثانی مرحوم و مغفور

کی سوانح عمری

مرتبہ مرزا حیرت دہلوی

کرزن پریس دہلی واقع فراشخانہ میں چھپ کر شائع ہوئی

حمیدیہ حصہ سوم

پہلا باب

ترقی مسئلہ اور بعض

عجیب واقعات

چونکہ ترکی کو شکست کے ساتھ تمام یورپ کی [illegible] ہے البتہ [illegible] اس کے [illegible] اور [illegible] قوم کی توجہ جنگ کی طرف [illegible] ہوئی تھی اور [illegible] انتہا شوق سے [illegible] کی جا رہی تھی [illegible] کو کل [illegible] سلطنت [illegible] بعض ترکی [illegible] شکست پر [illegible] کی بڑی معمولی سلطنت [illegible] اگر [illegible] واقعات [illegible]

تیسرا باب

مصطفیٰ کا سلیم کی جگہ تخت نشین ہونا جاں نثاریوں کی مدد سے اس کی حکومت کا آغاز۔ جاں نثاریوں کا [illegible] کا موقوف ہونا۔
روسی حملہ۔ مصطفیٰ بیرقدار کا فوج [illegible] سلیم کو دوبارہ تخت نشین کرنے کی کوشش۔ حرم سرائے سلطانی میں سلیم [illegible] محمود کو مصطفیٰ کا گردن مارنے کا حکم دینا۔ [illegible] حکم کی تعمیل ہونا۔
مصطفیٰ کی معزولی اور قید۔

مصطفیٰ رابع جسے جاں نثاریوں اور ان کے مددگاروں نے [illegible] تخت سلطنت پر بٹھایا پورا [illegible] برس کا جوان تھا۔ یہ سلطان بالکل مفتی کے تابع تھا اور اس کی کوشش [illegible] حکومت کرنے کے [illegible] کی اطاعت کرے [illegible] کہ وہ ناراض ہو کے مجھے تخت سے نہ اتار دے۔ اس کی شان [illegible]

لیکن ایک زمانہ میں مدت تک دنیا کے بڑے حصہ پر حکومت کر چکی تھی اب بھی یورپ۔ ایشیا اور افریقیہ میں اس کے مقبوضات موجود ہیں قسطنطنیہ پر تو اسی کا قبضہ ہے جس دن جنگی بیڑا درست ہو جائیگا تمام بحیرۂ متوسط پر اس کا قابو چل جائے گا اور وہ اس بحر بے پایاں پر مطلق العنان ہو کے حکومت کرے گی۔ ایشیائے کوچک اور آرمینیا کے بڑے حصہ پر قبضہ ہونے سے دریائے فرات اور دجلہ اسی کے قدموں کے نیچے بہہ رہے ہیں اور ان دریاؤں کی طرف کوئی آنکھ بھر کے نہیں دیکھ سکتا۔ نہر سوئیز پر بھی براہ راست اس کی بادشاہت قائم ہے اور ابھی تک اس کے حقوق وہاں سے زائل نہیں ہوئے ہیں۔

اسی وجہ سے ایک عام پریشانی چھا رہی تھی اور مدبرین سلطنت چونک پڑتے تھے کہ اگر ترکی کو شکست ہوئی تو کیا غضب نازل ہوگا اور روسیہ ان مقامات پر قبضہ کر کے کیا سوانگ دکھائیگا جو کچھ شہنشاہان یورپ اور بعض وزرائے یورپ کے خیالات تھے وہ دوسرے حصہ میں بیان ہو چکے ہیں مگر فرانس کا ذکر نہیں آیا تھا۔ اصل میں فرانس ۱۸۷۰ء کی جنگ میں اس قدر جھوجرا

سلطان نے تمام اصلاحوں کو موقوف کر دیا اور اب اسی پرانے طریقہ سے سلطنت ہونے لگی۔ اس نے بہت سے جدید ٹیکس بھی اڑا دیئے اور ملک سے وعدہ کر لیا کہ میں قدیم قوانین کو بھی مدنظر رکھوں گا اور سلطنت کو بھی اتنی وسعت دوں گا کہ اس کی حدود ابتدائے زمانہ کی سی وسیع ہو جائیں یعنی وہ ممالک جو ہمارے ہاتھ سے نکل گئے ہیں پھر قبضہ میں آجائیں۔

یہ وعدے وعید سنکے لوگ بہت خوش ہوئے سب نے خوشی کے نعرے مارے اور وہ بیچارے سمجھے کہ ہمارا نجات دہندہ پیدا ہوگیا۔ مگر رعایائے ترکی کی امیدیں بہت جلد مایوسی کے ساتھ بدل گئیں۔ کیونکہ سلطان خاک نہ کرسکے۔ تمام ممالک میں طوائف الملوکی پیدا ہوگئی اور ایک بے انتظامی سی اس کونہ سے اس کونہ تک معلوم ہونے لگی۔

بڑے بڑے مدبرین اور ہمدردان قوم اپنی پشت دست کاٹنے لگے کہ ہم نے سلیم کو معزول کرکے کچھ حاصل نہیں کیا۔ اگرچہ وہ کمزور دل ودماغ کا سلطان تھا پھر بھی اس کی غرض تو یہی تھی کہ سلطنت میں استحکام اور ترقی ہو اسی دھن میں وہ اخیر تک رہا اور اس نے اپنی قدرت کے موافق کوئی دقیقہ سلطنت کی

ہو گیا تھا کہ وہ عمداً ان اہم معاملات کی طرف مطلق توجہ نہ کرتا تھا نہ بولنے کی قوت نہ ہاتھ پیر ہلانے کی طاقت پھر بھی اس کی آنکھیں اس جنگ کی طرف لگی ہوئی ہیں۔

۱۳ر ستمبر کو ایک ایم تھیئرس وزیر اعظم فرانس کا مرض سکتہ میں انتقال ہو گیا اخبارات میں اُس کے واقعات زندگی چھپنے لگے۔ لنڈن ٹمس کے نامہ نگار مقیم پیرس نے لکھا کہ جب قسطنطنیہ میں یورپی دولتوں نے کانفرنس کی اس سے کچھ پہلے میں وزیر متوفی سے پیرس میں ملا تھا جو کچھ انہوں نے ترکی۔ یورپ یا مسئلہ مشرقی کے بارے میں اس وقت کہا تھا اس کا شائع کرنا میں نے مناسب خیال نہیں کیا تھا لیکن اب میں وزیر متوفی کی رائے کا اظہار کر دینا نامناسب نہیں خیال کرتا۔ اس مدبر اعلیٰ نے یہ بیان کیا تھا "آیا یورپ چاہتا ہے کہ ترکی دنیا سے نیست و نابود ہو جائے اور کیا یورپ کی یہ خواہش ہے کہ پُرانی دنیا کا یہ سب سے اچھا حصہ ایسی سلطنت کے قبضہ میں چلا جائے کہ پھر اس کی طرف کسی کو خیال کرنیکی مجال نہ ہو۔ اسے خوب سمجھ لو کہ روسیہ قوی ترین سلطنت ہے۔ اس کے پاس فوج بھی بہت ہے۔ جس وقت وہ اپنے پنجے ترکی پر دراز کرے گی یورپ چیخ مار کے بھوچکا ہو جائے گا اور بیٹھے گا کہ کیا کروں۔ اور اگر یورپ نے

ترقی دینے کا فرو گزاشت نہیں کیا۔ انہیں خوف معلوم ہوا کہ اگر ہم کھلم کھلا کہتے ہیں کہ سلیم کو تخت نشین کر دو تو خبر نہیں کیا آفت آئے اس خیال سے انہوں نے سلیم کا تو نام لیا نہیں مگر یہ کہنا شروع کیا کہ موجودہ طرز سلطنت میں لازمی طور پر تبدیلی ہونی چاہئیے اور جب تک حکومت میں انقلاب نہ پیدا ہو گا کوئی صورت سلطنت کے بچنے کی نہیں معلوم ہوتی۔

مصطفیٰ کی چند مہینے حکمرانی میں خاص پائے تخت میں لوگوں کے یہ خیالات ہو گئے تھے۔

جوں ہی سواحل ڈینیوب پر جدید تخت نشینی کی خبریں پہنچیں فوجوں میں ایک ہلچل پیدا ہو گئی۔ جاں نثاریوں کو یہ خیال پیدا ہوا کہ ان وزیروں پر ہاتھ صاف کرنا چاہئیے جو سلیم سے ملے ہوئے تھے کیونکہ سلیم ہمارے حقوق غصب کرنا چاہتا تھا اور ان معاملات کا یہی وزیر شورہ دیتے تھے۔ وہ فوجیں جو سلیم نے ترتیب دی تھیں ان سے بھی سخت ناراض تھے غرض جاں نثاری اندھے بن کے جدید طرز کی فوجوں پر ٹوٹ پڑے اور آپس میں ان کوتاہ اندیشوں نے خونریزی شروع کر دی روسی سپاہ سالار نے جب یہ دیکھا کہ یہ نادان آپس میں لڑ رہے ہیں تو اس نے موقع کو غنیمت جان کر

یہ سمجھ رکھا ہے کہ ترکی کا یورپی حصہ روسیہ کو نگل لینے دو اس بات کو خوب سمجھ لیا جائے کہ ترک اپنا یورپی حصہ آسانی سے روسیہ کے حوالہ نہیں کرنے کے خوب خونریزی ہوگی اور جب ترک ناکام ہونے لگیں گے تو یورپی قومیں وولنٹر بن بن کے ان کی طرف سے جنگ کرنے نکلیں گی۔ جب یہ کیفیت ہوگی تو ہمیں ایک مہیب جنگ یا خونریزی میں پھنسنا پڑیگا اور جبتک اس کا فیصلہ نکرلیا جائیگا بیچ میں چھوڑ دینا کسی طرح جایز نہوگا۔ ہم سب آپس ہی کٹ مریں گے اور یورپ میں ہر طرف خون کے دریا بہتے ہوئے نظر آئیں گے اور اس کے معنی یہ ہوں گے کہ یورپ بالکل زیروزبر کردیا جائیگا اور آج یورپ جس قوم سے نفرت کررہا ہے پھر یہ چاہے گا کہ وہی قوم حکمراں رہے اسوقت ترکی سے جو نفرت کا اظہار کیا جارہا ہے مطلق نہیں رہنے کا میرے خیال میں تو اسی سے یورپ کا یہ فرض ہے کہ ترکی کا ساتھ دی ورنہ اس کی مخالفت اس کے حق میں کوئی مفید نتیجہ نہیں پیدا کرسکتی۔

ابتدا میں مسٹر ہیرس کو یہ معلوم ہوا تھا کہ تین شہنشاہ بجائے خود اس اہم مسئلہ کا فیصلہ کرنا چاہتے ہیں اور یہ بھی چاہتے ہیں کہ اگر ضرورت ہوئی تو بعد میں انگلستان اور فرانس سے بھی مشورہ لیلیا جائیگا

حملہ کردیا اور خوب کامیابی حسب مراد حاصل کی۔ اس نے ترکی فوجوں کو مجبور کردیا کہ وہ بلغاریہ کے اندرون حصص میں چلی جائیں۔ ترکوں کا نقصان عظیم ہوا اور بکثرت جاں نثاری روسیوں کے شکار ہوئے حالانکہ باہمی نااتفاقی سے ایسی بھاری شکست مل چکی تھی پھر بھی جاں نثاریوں کے حواس درست نہیں ہوئے وہ اپنی اسی حماقت پر قائم رہے انہوں نے اپنی سلطنت سے بغاوت کی اور یہ مصمم ارادہ کرلیا کہ جس طرح ممکن ہو سلیم کے وزیروں کی گردنیں اتار لی جائیں اخیر یہ کوتاہ اندیش فوج اپنی ارادہ میں کامیاب ہوئی۔ وزیر اعظم جو تمام فوجوں کی کمان کررہا تھا گرفتار کرلیا گیا اور عین میدان میں اسکی گردن اتار لی گئی باقی کل وزرا کی بھی یہی خونی قسمت ہوئی۔

مصطفیٰ تو اب شاہ شطرنج ہوگئے تھے فوج ہی نے انہیں تخت پر بٹھایا تھا اور فوج ہی اصل میں حکومت کررہی تھی اور تمام ملک میں سخت بدامنی پھیلی ہوئی تھی۔ نہ حکومت تھی نہ قانون ایک اندھیر مچا ہوا تھا۔ اسی اثنا میں روسیوں کے ساتھ ایک معاہدہ ہوا کیونکہ چالیس ہزار روسی فوجیں ترکی لشکر کو شکست دیتی ہوئیں آندھی اور مینھ کی طرح قسطنطنیہ پر بڑھی چلی آرہی تھیں مصطفیٰ بیرق بردار

مسٹر تھرس کا بیان ہے کہ اول الذکر بہت زبردست قوت کی سلطنت ہے اور ابھی تک یورپ اور ایشیا میں اسے کسی قسم کا صدمہ بھی نہیں پہنچا ہے۔ مگر فرانس کی یہ کیفیت نہیں ہے چونکہ وہ شکست پاچکا ہے اس لئے دل شکستہ اور مایوس ہے رہا انگلستان اس کا اگر ایک جہاز ڈوب جائے تو دوسرا وہیں موجود ہو جاتا ہے اس وقت تو انگلستان ہی دنیا کے راستہ کا مالک ہے اب خیال کرنے کی جگہ ہے کہ بعض مافوق الفطرہ حادثات سے دنیا کا راستہ مخدوش ہو گیا ہے۔ رہا وہ راستہ جو مشرق کی طرف جاتا ہے انگلستان اسے ہاتھ نہ لگانے دے گا اور نہ کسی کی دست اندازی قبول کرے گا۔ خواہ اس کا کتنا ہی نقصان کیوں نہ ہو جائے لیکن محال عقل ہے کہ وہ کسی کو اس راستہ میں اپنا سدِ راہ نہ ہونے دے۔ اب تین شہنشاہوں نے جو کچھ مشورہ کیا ہے وہ انگلستان کے خلاف پڑتا ہے اگر یہ شہنشاہ سوچیں گے تو انہیں معلوم ہو جائے گا کہ انگلستان سے بگاڑنے سے یورپ کا ستیاناس ہو جائے گا اور ایک آفت برپا ہو جائے گی۔ اس کے بعد مسٹر موصوف نے یہ بیان کیا کہ ترکی سے یورپ عجیب وغریب درخواست کرتا ہے

جس نے روسیہ سے شکست کھائی تھی بڑا چالاک شخص تھا اور وہ محض اپنی دلیری سے اس عہدہ تک پہنچا تھا اس کے ماں باپ بہت غریب کسان تھے اور جب یہ بڑا ہوا تو گھوڑوں کی تجارت کرنے لگا تھا۔ جب ملکی فوجوں نے بغاوت کی تھی تو اس میں اس شخص نے بڑا نام پیدا کیا تھا اس نے عین میدان جنگ میں باغی فوجوں کے سرغناؤں کو گرفتار کر لیا تھا اگرچہ خود بھی سخت زخمی ہوا تھا لیکن اپنی شجاعت کی بانگی سپاہ کو دکھادی تھی۔ اسی وجہ سے فوج کو اس پر بڑا بھروسہ ہو گیا تھا اور اس کے کہنے سے فوج نے ترسانک اوغلو رشطک کے آغا کو اس کا جانشین تسلیم کر لیا تھا۔ روسیہ سے معاہدہ ہونے کے بعد وہ قسطنطنیہ واپس آیا جب شہر چند میل رہ گیا تو راستہ میں اس نے قیام کیا اور اپنی فوج کے کل اعلیٰ عہدہ داروں کو بلایا کئی گھنٹے تک مشورہ ہوتا رہا آخیر اس بات پر فیصلہ ہوا کہ مصطفےٰ کو تخت سے اتار دیا جائے اور سلیم کو پھر تخت نشین کیا جائے کیونکہ بغیر سلیم کے یہ بے انتظامی دور نہیں ہونے کی۔ فوج کو بیرق بردار پر کچھ ایسا بھروسہ تھا کہ سب نے اس بات کو قبول کر لیا اور ساتھ ہی فوج نے مقدس

کہ کل جنگ آوروں کے ہتھیار چھین لئے جائیں اور ٹیکس بالکل کم کردیئے جائیں رعایا کی مرضی پہ چھوڑ دیا جائے خواہ وہ ٹیکس ادا کرے یا نہ کرے۔ اور ترکی کے ہر معاملہ کی دول خارجہ نگرانی کرتی رہیں۔ یہ کہہ کے مسٹر نے کہا آپ سمجھ لیجے جب روسیہ اور ترکی کی لڑائی ہوگی تو یورپ ایک زمانہ تک تماشہ دیکھے گا۔ روسیہ کو تو یورپ سے ذرا بھی خوف نہ ہوگا۔ جب تک ترک روسیوں کا مقابلہ کرتے رہیں گے یورپ خاموش دیکھا کرے گا اور جب ترک پس پا ہوں گے اور روسیہ چیرہ دست نظر آئے گا تو یورپ سوچے گا آیا روسیہ کو فتحمند ہو جانے دے یا روک دے۔ یورپ کی خوش قسمتی ہوگی کہ وہ روسیہ کو پورا چیرہ دست ہونے دے اگر ایسا نہ ہوا اور روسیہ فتحمند ہوا تو سمجھ لینا کہ سارے یورپ میں آگ لگ جائیگی اور پھر یورپ کی شاہراہوں میں خون کے ندی نالے بہ جائیں گے۔

اسی قسم کی بہت سی رائیں یورپی مدبروں کی تھیں میں کہتا ہوں کہ وہ تو وزیر اعظم تھا معمولی آدمی بھی جو ترکی تاریخ سے واقف ہوگا آغاز جنگ سے پہلے یہ حکم لگا سکتا تھا کہ ترکوں کو شکست ہوگی

جھنڈا کھول کے قدم آگے بڑھایا۔ جھنڈا لئے ہوئے فوج قسطنطنیہ کی فصیلوں کے نیچے آکے پہنچی اور وہیں اس نے اپنا ڈنڈا ڈیرہ ڈال دیا۔

مصطفےٰ بیرق بردار نے نہایت ہوشیاری سے یہ مشہور کیا کہ میں صرف سلطان المعظم کا آداب بجالانے کے لئے آیا ہوں۔ سلطان کو اس پر پورا بھروسہ تھا اس لئے کسی قسم کا شبہ نہ ہوا۔ فوراً اپنے کل وزرا کے ساتھ پاک جھنڈے کے استقبال کے لئے اُس کے لشکرگاہ میں چلا گیا۔ یہاں سلطان کی اس کے مرتبہ کے موافق عزت کی گئی اور وہ بخوشی و خرمی اپنے محل میں واپس چلا آیا۔ چند مہینے یوں ہی گزر گئے۔ اور اس اثناء میں مصطفےٰ بیرق بردار سلطنت ترکی میں انتظام قایم کرنے کی تدبیریں کرتا رہا۔

اس کے کچھ دن بعد باسفورس کے گورنر کو پوشیدہ طور پر چند آدمیوں نے قتل کر ڈالا۔ اور رفتہ رفتہ نہایت خوش اسلوبی سے بیرق بردار نے کل وزرا کا جنہوں نے سلطان کو شاہ شطرنج بنا رکھا تھا ایک ایک کرکے فیصلہ کر دیا۔ پھر آٹھ ہزار فوج لیکے شہر میں چلا آیا اور صاف طور پر

کیونکہ تین سلطانوں کا تغیر و تبدیل ہو چکی ہے۔ خزانہ خالی ہے۔ شایستہ فوج کا بہت بڑا حصّہ باغی صوبوں کی سرکوبی میں کام آچکا ہے اور سلطنت میں اس وقت کچھ بھی دم نہیں ہے۔ سلطان حال ہی میں تخت نشین ہوا ہے اور اسے مطلق تجربہ نہیں ہے ایسی حالت میں کون کہہ سکتا ہے کہ ترکوں کو ایسی عظیم سلطنت پر فتح ہوگی جو اس سے کئی درجہ بڑی بے انتہا فوجیں رکھنے والی اور سارا یورپ اس کی مدد کو آمادہ رہا یہ خیال کہ روسیہ قسطنطنیہ نہیں فتح کرنے پائے گا یہ بھی ایک ادنٰے سے ادنٰے شخص جسے یورپی معاملات اور قسطنطنیہ کے جغرافیہ کی معلومات ہوگی جان سکتا ہے کہ کسی قوی تریں دولت کا قبضہ قسطنطنیہ پر نہیں ہوسکتا۔ ورنہ کل یورپ میں زلزلہ آجائے۔ یہ ساری باتیں معمولی ہیں اگر ایسی پیشین گوئی کوئی مشرقی شخص کرے تو اس پر توجہ بھی نہ کی جائے گی ہاں کسی مغربی کی زبان سے نکلے پھر وہ نہ صرف اخباروں میں شائع ہوگی بلکہ مستقل کتابوں میں اُسے درج کیا جائے گا۔

دیکھنا صرف یہ ہے کہ اس کثرت سے حسب دستور روسیہ اور ترکی کی آیندہ قسمت پر رائے زنی بھی

بیان کر دیا کہ مصطفےٰ تخت سے اُتارا جائے گا اور سلیم تخت نشین کیا جائے گا۔ یہ سنتے ہی سلطان نے محلسرائے کے دروازے بند کر دیئے۔ افسوس ہے کہ بیرق بردار کو محل کا دروازہ توڑنے اور اندر چلے جانے میں دیر ہوئی۔ سلطان نے جب یہ دیکھا کہ محض سلیم کی وجہ سے میں تخت سے اُتارا جاتا ہوں اُس نے فوراً اپنے خدّام کو حکم دیا کہ ابھی جا کے سلیم اور اس کے بھائی کو قتل کر ڈالا جائے چنانچہ بیرق بردار کے پہنچتے پہنچتے بیچارا سلیم قتل کر ڈالا گیا۔ قتل کا واقعہ یوں ہوا کہ تین محل کے اعلیٰ افسر ہتھیار بند اس کمرہ میں گئے جہاں سلیم اپنی آیندہ قسمت کی بھول بھلیوں میں چکر کھا رہا تھا سلیم یہ دیکھ کے سنّاٹے میں رہ گیا اُس نے قاتلوں کو للکارا کہ قریب نہ آنا لیکن وہ جھپٹ پڑے سلیم نے بھی اپنی حفاظت کا کوئی دقیقہ اُٹھا نہ رکھا لیکن یہ تینوں آدمی تلواریں لیکے اس بیگناہ سلطان پر آپڑے ایک شخص کو سلیم دبا بیٹھا مگر دوسرے شخص نے زہر سے بجھا ہوا خنجر اس کے کلیجہ میں بھونک دیا۔ خنجر نے اپنا پورا کام کیا سلیم کے منہ سے ایک لفظ بھی نہ نکل سکا کہ وہ بیگناہ سلطان وہیں شہید ہو گیا۔ یہاں یہ آفت برپا تھی اور وہاں فوج بڑا دروازہ توڑ کے محلسرا میں

کی جاتی تھی اور یورپ کے کسی نہ کسی گوشہ سے اس کی ہمدردی کی صدائیں بھی مسموع ہوتی تھیں مگر عملی ہمدردی جیسی روسیہ کی جاتی تھی ترکی سے نہیں کی گئی۔ عام طور پر یورپ کی یہ مرضی تو نہ تھی کہ ترک بالکل مٹا دیئے جائیں لیکن یہ خواہش ضرور تھی کہ انہیں کمزور ایسا کر دیا جائے کہ پھر نہ پنپیں۔ اور ہم ناک پکڑ کے جدھر چاہیں پھیر دیا کریں۔ قسطنطنیہ تو ہزار دفعہ نکل جاتا ہاں تو اپنی جانوں کی پڑی ہوئی ہے کہ دنیا میں آگ لگ جائے گی اور یورپ کی بہت سی کمزور اور مریض سلطنتیں بقول لارڈ سالسبری ہمیشہ کے لئے نیست و نابود ہو جائیں گی۔ اور پھر مشرقی سرزمین میں جو کچھ خونریزی ہو گی وہ الگ رہی کیونکہ ترک آسانی سے تو بے دخل ہونے والے نہیں ہیں۔ خون کے دریا بہا کے جیسا ہمیشہ سے چلا آتا ہے ملک دیدیں گے۔

مسٹر فاکٹ انگریزی کونسل جنرل جس کو ترکوں سے کچھ بھی لگاؤ نہ تھا۔ بلقان کے جنوبی ڈھلوان حصوں کے پناہ گزینوں کا حال مفصلہ ذیل بیان کرتا ہے اور لکھتا ہے کہ یہ وہ بدنصیب بچے اور عورتیں تھیں جن سے نامرد اور بزدل بلغاریوں نے انتقام لیا تھا۔ یہ سب بچے اور عورتیں کیا مسلمانوں کی تھیں

آچکی تھی جب بیرق بردار فوج لئے ہوئے اندر داخل ہوا تو سلیم کی لاش کو سفید چادر میں لپیٹ کے ایک شخص نے اس کے آگے پھینک دیا اور یہ آواز دی "دیکھو تو وہی سلطان ہے جس کو تم تلاش کرتے ہو"۔ یہ خطرناک منظر دیکھ کے بیرق بردار کے ہوش اڑ گئے بے انتہا محبت سے اس لاش کو لپٹ گیا اس کے رخساروں پر بوسہ دیا اور کہا اے بیگناہ فدائے ملک و ملت تجھے کس نے شہید کر ڈالا خدا کو گواہ کر کے کہتا ہوں کہ میں تیرا پورا انتقام لوں گا"

اس وقت مارے صدمہ کے بیرق بردار کے ہوش بجا نہ تھے مگر پھر بھی اس نے اپنے اوسان درست کئے اور سیدھا اس کمرہ میں پہنچا جہاں سلطان مصطفےٰ تخت پر بیٹھا ہوا تھا۔ بیرق بردار کو دیکھ کے مصطفےٰ اس خیال میں تھا کہ میری اسی طرح عزت کی جائے گی مگر یہ بات نہ ہوئی بیرق بردار نے سلطان کو ہاتھ پکڑ کے تخت سے اتار لیا اور کہا تیری سلطنت کا زمانہ ختم ہو گیا اب کوئی قابل شخص اس تخت پر بیٹھ کے حکومت کرے گا۔

اس طرح چوالیس سال کی عمر میں سلیم کا خاتمہ ہو گیا وہ سلیم جو سلاطین ترکی میں بڑا نامور گزرا ہے

اور یا یہودیوں کی دو مہینے تک کال میں تحقیق حالات کرتا رہا تو ان مقامات پر جو واقعات ہوئے ان کا اصلی پتہ مجھے لگ گیا۔

کپتان برنابائی اپنی ۳ر دسمبر کی مارننگ فنڈ والی رپورٹ میں بیان کرتے ہیں کہ اثنائے تحقیقات میں مجھے کپتان فائف حضور ملکہ معظمہ کے جنگی اتاچی متعینہ ترکی ملے۔ انہوں نے بیان کیا کہ روسی سپاہ سالار اسکی زگرا کی طرح میں نے کوئی ظالم نہیں دیکھا۔ مردوں نے عورتوں اور بچوں کو اپنے ہاتھ سے قتل کیا ہے اور ذرا اُف تک نہیں کی۔ کپتان فائف کی ملاقات ایک پادری صاحب سے ہوئی جو ایسے قیامت خیز موقع پر اس بات کی تلاش میں پھر رہے تھے کہ شاید خداوند مسیح کے نام پر کوئی بپتسمہ لینے والا نکل آئے۔ کپتان نے پادری صاحب سے پوچھا کہ روسیوں کے مظالم کی بھی کوئی بات سُنی یا اپنی آنکھ سے کوئی نئی بات دیکھی۔ پادری صاحب نے فرمایا نہیں روسیوں کو تو ظلم کرتے میں نے نہیں دیکھا انہوں نے کوئی ظلم کیا ہاں بلغاریوں نے واقعی بہت زیادتی کی۔ پادری صاحب جن کو بوقت شب ہمیشہ روح القدس پکارا کرتی تھی اور جو حضرت مسیح کے دائیں بازو پر

اور وہ لوگ جو اس سے ملے ہیں کہتے ہیں کہ ہم نے اپنی عمر میں ایسا روشن ضمیر سلطان نہیں دیکھا۔ اس میں شک نہیں اگر سلطان زندہ رہتا اور جس روش پر اس نے اصول سلطنت کو قائم کیا تھا اس میں کامیاب ہو جاتا اور کوتاہ اندیش جاں نثاری بغاوت نہ کرتے تو ترکی میں زندگی کی پھر روح پھونک جاتی اور سلیمان کے زمانہ کا عروج پیدا ہو جاتا۔ اگرچہ سلیم دنیا سے ناکام چلا گیا لیکن غور سے دیکھنے کے بعد معلوم ہوتا ہے کہ اس نے ترقی کی بنیاد سلطنت میں ڈال دی تھی فوجوں کو یورپی طرز کی قواعد سکھانے میں اس نے سب سے پہلے پیش قدمی کی۔

تقدیر کے آگے کسی کا بس نہیں چلتا جو خدا کو منظور ہوتا ہے وہی ہوتا ہے اس کی قدرت میں کوئی دم نہیں مار سکتا۔

اسے معلوم تھا کہ سلطنت کی ترقی کا ستارہ کیوں کر غروب ہو رہا ہے اور وہ آنکھوں سے اس کی بربادی کی تصویر دیکھ رہا تھا کہ روز بروز کیسی بڑھتی جاتی ہے۔ اور وہ جان گیا تھا کہ ابھی تک مرض قابل علاج ہے اگر کچھ دن اور گزرے تو پھر لاعلاج ہو جائے گا۔ مگر آئندہ کی حالت کچھ اسکی

بیٹھ کے انگور کا تازہ شیرہ پیا کریں گے صداقت اور راستبازی میں اپنا ثانی نہیں رکھتے روسیوں کو اپنی راست بیانی کے صدقہ میں صاف بچا گئے کیوں کہ روح القدس ایسے ہی راستبازوں کی رہنما ہوتی ہے۔

وہ فنڈ جو انگریزی چندہ سے بے پناہ ترکی عورتوں اور بچّوں کی امداد کے لئے کھولا گیا تھا اس کا کمشنر ایک روشن دماغ انصاف پسند انگریز تھا اس نے روح القدس صاحب پر مطلق توجہ نہ کی۔ بطور خود تحقیقات کی تو معلوم ہوا کہ روسی سردار برابر حکم دیرہے تھے اور بلغاریوں کو تاکید کر رہے تھے کہ مسلمان کے نام کا ایک بچّہ اور ایک عورت بھی نہ چھوڑنا۔ صرف ان ہدایتوں ہی پر تکیہ نہیں کیا گیا بلکہ روسی کوہ قافی افسر خود چلے آئے تھے اور اپنی آنکھوں کے آگے مسلمان عورتوں اور بچّوں کو قتل کروا رہے تھے۔ انگریزی کمشنر کا بیان ہے کہ مفلس میں مجھے ڈیڑھ سو عورتوں اور بچّوں سے واسطہ پڑا۔ کہ یہ پناہ گزیں آکے ٹہیرے ہی تھے کہ بلغاری اُن پر آپڑے اور نہایت بے رحمی سے گودی کے بچّوں کو بھی مع حاملہ اور ضعیفہ عورتوں کے قتل کر ڈالا۔ اُف کیا خطرناک منظر تھا یا اللہ ایسا منظر کبھی دکھائیو

آنکھوں میں تاریک نظر آتی تھی۔ اس لئے کہ جو کچھ وہ کرنا چاہتا تھا اور کچھ کیا بھی تھا اس نے رعایا اور سلیم میں بعد المشرقین کر دیا تھا۔ وہ سمجھ گیا تھا کہ اگر مغربی علوم رعایا میں نہ آئیں گے وہ ہرگز زندہ نہیں رہ سکتی۔ اور یہ خیال سلیم کا بہت ہی درست تھا اس نے چھاپے خانے کل سلطنت میں کھول دیئے تھے اور ہر قسم کے صنعت و حرفت کے مدارس جاری کر دیئے تھے اس کی بڑی کوشش یہ تھی کہ تعصب اور ہچاہٹ کو مسلمانوں کے دل سے ہٹا دوں اور انہیں انصاف پسند بنادوں۔ اُس کی ذات اس کی شریفانہ ضمیری صفات کا آئینہ تھی۔ وہ بہت ہی خندہ پیشانی تھا اور اس کی آنکھوں میں ایک چمک ایسی تھی جو بہت کم ترکوں میں دیکھنے میں آئی ہے۔ اس کے خال و خط شجاعانہ تھے۔ ایک بڑی گھمنڈار سیاہ ڈاڑھی تھی اور اس کا سڈول جسم اور سانچے میں ڈھلے ہوئے ڈنڈ ہمیشہ دیکھا گیا ہے درباریوں میں اُسے ممتاز کرتے تھے جس وقت دربار میں بیٹھتا تھا یہ معلوم ہوتا تھا ایک شیر بیٹھا ہوا ہے۔ بہت ہی خوبصورت معلوم ہوتا تھا اور ہر شخص اس سے مل کے خوش ہوتا تھا۔

ظالموں نے ترکیب یہ کی کہ پہلے ان عورتوں اور بچوں کو پہاڑوں پر لے گئے۔ بعض سے اپنا نامہ اعمال سیاہ کیا۔ اور پھر مزے لے لیکے انہیں وہیں قتل کر ڈالا۔ پھر مقتولین کے مردہ اجسام کو روند ڈالا۔ اور وہ بے حرمتی کی کہ میں نہیں لکھہ سکتا۔ میرے ہموطنوں نے مجھے لکھہ کے بھیجا کہ وہاں کی پوری کیفیت لکھہ دو میں افسوس کرتا ہوں کہ ایسے شرمناک اور ظالمانہ حالات میں اپنے قلم سے نہیں ادا کر سکتا۔ قصبہ اسوور میں جو شیکا سے چھہ میل کے فاصلہ پر ہے ایک سو انتیس مرد ایک گڑھے میں مقتول پڑے ہوئے دیکھے۔ روسی کوہ قافی فوج کے سرداروں نے ان کے قتل کا حکم دیا تھا اور اس حکم کی بجا آوری بلغاریوں نے کی تھی جس وقت یہ مظلوم مسلمان قتل ہو رہے تھے ایک بلغاری پادری موقع پر وعظ کہتا جاتا تھا کہ جو شخص کافروں کو قتل کرے گا اس سے خداوند مسیح بہت خوش ہوگا۔ جب یہ ظالمانہ کام ختم ہو گیا تو قاتلوں نے غل مچا کے کہا "خدا زار روس کی عمر دراز کرے"۔ دو آدمی بہ مشکل اس قتل عام سے بچ کے نکل آئے تھے جنہوں نے یہ ساری حقیقت بیان کی"۔
اس کے چند روز کے بعد انگریزی کمشنر جیسا کہ اوپر بیان ہوا خود اس موقع پر گیا اور سارے بیانات کی

مصطفےٰ جب ایسے بے نظیر سلطان کو قتل کرا چکا تو اس نے حکم دیا کہ محمود کو بھی قتل کر ڈالو۔
مصطفےٰ کا خیال یہ تھا کہ جب عثمانی نسل میں کوئی زندہ نہ بچے گا پھر مجھے تخت سے کوئی نہیں اُتارنے کا۔ مصطفےٰ کے اس حکم کی تعمیل نہیں ہوئی کیونکہ محمود کو ایک جاں نثار خادم نے اپنے پاس چھپا رکھا تھا اور ایسا چھپایا تھا کہ تلاش کرنے پر بھی کسی کو پتہ نہ لگا۔
غرض مصطفےٰ تخت سے اُتار اگیا اور اسی کمرہ میں قید کیا گیا جہاں سلیم محبوس تھا۔ علی الصباح محلسرائے سے توپیں سر کی گئیں کہ مصطفےٰ رابع کی سلطنت ختم ہو گئی۔

تصدیق کی۔ جس طرح بلغاری مسلمانوں کے دشمن تھے اسی طرح یہودیوں کے دشمن تھے۔
اسٹینڈرڈ کا نامہ نگار مقیم بوچرسٹ لکھتا ہے کہ میں نے تین سو پچاس یہودی عورتوں اور بچوں کو رومانی پائے تخت میں پناہ گزین دیکھا۔ یہ گویا اُس یہودی خاندان کے بچے کھچے تھے جو کیزلیک اور اسکی زگرا میں آباد تھا۔ ان کے علاوہ سارے خاندان کے لوگ قتل کر ڈالے گئے تھے۔
اسی اثناء میں یہ بات مشہور ہوئی کہ ترکوں اور روسیوں میں باہم صلح ہونے کو ہے مگر اس افواہ کی بہت جلد تردید ہوگئی کیونکہ دونوں طرف جنگی جوش و خروش دکھائے جا رہے تھے۔ لوگوں کی زیادہ تر توجہ ایشیا کی طرف مبذول تھی کہ وہاں کیا گزری۔ چند مہینے تک تو ترکی کمان افسر کی حالت اچھی رہی اور سلطان المعظم نے مختار پاشا کی اعلیٰ خدمات کو دیکھ کے غازی کا خطاب عنایت کیا تھا۔ اور اسی زمانہ میں عثمان پاشا کو شیر پلونا کے لقب سے ملقب کیا تھا۔ ترک یہ کہتے تھے کہ ہماری بدقسمتی کا ستارہ ذرا پستی میں آگیا ہے ہم اس سے کچھ ہراساں نہیں ہیں روسیے مقابلہ سے کبھی قدم پیچھے نہیں ہٹانے کے۔ کیا کہئے اگر ابتدا میں غلطیاں نہ ہوتیں تو ترک روسیوں کو

اکتیسواں باب ۳۱

محمود ثانی تیسواں شہنشاہ یا سلطان

۱۸۰۸ء سے ۱۸۳۹ء تک

محمود ثانی کا سلطان ہونا۔ مصطفیٰ بیرق بردار کا وزیر اعظم مقرر ہونا۔ معزول سلطان مصطفیٰ اور اس کے کل لواحقین کو قتل کا حکم دینا۔ جاں نثاریوں کی بغاوت۔ قسطنطنیہ کی متزلزل حالت۔ وزیر اعظم کی وفات۔ جاں نثاریوں کا خوش ہونا۔ یونان کی جنگ آزادی۔ محمود کا جاں نثاریوں کو برباد کرنا۔ پائے تخت میں خطرناک جنگ۔ فرانس۔ انگلستان اور روسیہ کا دخل دینا۔ اہل یونان کی طرف سے میدان جنگ میں آنا۔ مقام ناوارینو کی جنگ۔ روسیہ سے لڑائی۔

کچا چبا جاتے۔ مگر خود کردہ را علاج نیست۔
دو ترکی افسر جن کی نیکنامی کا ستارہ ایسا چمک گیا تھا یکا یک پستی میں آنا شروع ہو گیا۔ کیونکہ آرمینیا میں روسی بہ نسبت ترکوں کے زیادہ قوی ہو گئے تھے اور جو کیفیت گزشتہ ہفتہ میں اُن کی تھی وہ اب نہ رہی تھی پورے دو ڈویژن آرمینیا میں پہنچ گئے تھے اور ان کے ساتھ سولہ ہزار کوہ قافی فوج علیحدہ تھی سب جنگ کے جوش میں بھرے ہوئے اور اعلیٰ درجہ کے ہتھیاروں سے آراستہ۔ اور بہت ہی زبردست تھے۔ روسیوں کا یہ زور شور اس بات کی شہادت دیرہا تھا کہ ضرور کچھ گُل کھلے گا اور مختار پاشا پر بڑا دھواں دھار حملہ کیا جائے گا۔ کرنیل ٹاپی کی کھائیوں پر مختار پاشا کی بہت توجہ تھی انہوں نے انہیں گہرا بھی کرایا تھا اور ان پر مورچہ بندی بھی کرائی تھی اور مٹی کی بوریاں بھر بھر کے اپنے مورچوں کو خوب مضبوط کر لیا تھا۔ روسی ایک زمانہ دراز سے حملہ کی تیاریاں کر رہے تھے اور اُن کا ارادہ تھا کہ یکا یک ترکوں پر جا پڑیں اور انقطاعی جنگ کے بعد کامیابی حاصل کر لیں۔ اب روسی فوجی قوت ترکوں سے بدرجہا

محمد علی سے جنگ۔ محمود کی وفات۔

مصطفےٰ کی معزولی کے بعد اس کا بھائی محمود ۲۸ جولائی ۱۸۰۸ء میں سلطان نامزد ہوا۔ پائے تخت میں بڑی خوشی منائی گئی۔ اس وقت سلطان کی عمر کل ۲۳ سال کی تھی دوسرے مہینے وہ جامع مسجد میں گیا تاکہ باقاعدہ سلطان بنایا جائے۔ اس وقت مصطفےٰ بیرقدار بھی موجود تھا۔ فوراً اُسے وزیر اعظم بنایا گیا اور سب نے اس عہدہ کو بخوشی و خرمی منظور کر لیا۔
اب ہم ترکی کے نئے زمانہ میں داخل ہوتے ہیں۔ نوجوان سلطان زبردست دل و دماغ کا شخص تھا ابتدائے عمر میں اسے تعلیم و تعلم کا بہت شوق تھا یہ محلسرائے میں ایرانی اور ترکی ادب کی کتابیں پڑھا کرتا تھا۔ تخت نشینی سے ایک سال پہلے سلیم کے ساتھ یہ بھی قید کر دیا گیا تھا۔ بس شب و روز سلیم جدید اصلاحات کی عمدگی کی تعلیم دیا کرتا تھا اور کہتا تھا کہ جب تک جاں نثاری غارت نہ کر دیئے جائیں گے سلطنت میں کسی قسم کی اصلاح ہونی محال ہے۔ غرض ان باتوں میں سلیم نے محمود کو بہت پختہ کر دیا تھا۔

بڑھ گئی تھی اور اب انہیں اپنی فتح میں کچھ شک نہ رہا تھا۔ وہ سمجھتے تھے کہ ترک کچھ مال نہیں اب چونکہ ہماری تعداد بہت زیادہ ہو گئی ہے اس لئے اُن کا مار لینا کوئی بات نہیں ہے۔

ستمبر کی ۳۰ ویں تاریخ ترکوں کو یہ خبریں پہنچیں کہ جنرل کمروف کے پاس اور مدد آگئی ہے ایک ڈویژن فوج اکالتش سے آئی ہے اور چار بٹالن کا ایک برگیڈ ایک میدانی توپخانہ اور رسالہ کی ایک رجمنٹ دوسرے مقام سے آئی ہے جس سے روسیوں کا قلب لشکر خوب زبردست ہو گیا ہے۔

حسن احمد بے جو مقام بینیاک کی کمان کر رہا تھا حفظ ماتقدم کے لئے اس نے عربوں کی ایک رجمنٹ روانہ کی کہ دشمن کی نقل وحرکت کا خیال رکھیں اور امدادی فوج کی مزاحمت کریں۔

عربوں نے جاتے ہی قارص تاشی کے سواحل پر قبضہ کر لیا اور روسی برگیڈ کو وہاں سے مار کے ہٹا دیا اور اس بات کی خبرداری کرنے لگے کہ کوئی حملہ بے خبری میں نہ ہو جائے۔ مگر شب کو عربوں نے زیادہ نگرانی نہ کی روسیوں نے موقع دیکھ کے شب خون مارا اور عربوں کو سواحل پر سے ہٹا دیا اس شبخون میں چالیس پچاس عرب کام آئے۔ اس خیال سے مبادا جنگ ہو جائے

سلطان بظاہر خوش نصیب معلوم ہوتا تھا کہ اُسے مصطفیٰ بیرق بردار جیسا شخص وزیر اعظم مل گیا جب ۱۸۰۸ء وزارت مصطفیٰ کو مل گیا تو اس نے کچھ عرصہ تک بڑی دلیری اور ہوشیاری سے وزارت کی۔ وزیر نے اس گروہ کو جس نے سلیم کو معزول کیا تھا اور سابق سلطان کے رشتہ داروں اور دوستوں کو کیا تو قتل کر دیا یا جلاوطن کر دیا۔ جاں نثاریوں کی قوت توڑنے کے لئے اس نے تھوڑی سی فوج یورپی طرز کی ترتیب دی جو قواعد داں اور شائستہ تھی۔

اگرچہ ترکی میں شائستہ لوگ مصطفیٰ بیرق بردار کے تقرر اور کارگزاری سے بہت خوش تھے لیکن جاں نثاری وزیر کو دیکھ دیکھ کے خون کے سے گھونٹ پی رہے تھے کہ اس دشمن کو جس طرح ہو نیچا دکھایا جائے۔ اس مخالفت کا یہ اثر ہوا کہ دو گروہ بن گئے ایک وزیر کا طرفدار ہوا اور ایک جاں نثاریوں کا۔ جب وزیر نے یہ دیکھا کہ جاں نثاری اور علما برسر پرخاش ہیں اس نے مقبوضہ جات کی فوجوں کو موقوف کر دیا اور صرف چار ہزار یا پانچ ہزار یورپی فوج رہنے دی اور جب وزیر اپنے ارادہ میں کامیاب ہو گیا تو اس نے علانیہ جاں نثاریوں پر حملہ کرنا چاہا۔ پہلے اس نے

اور رسد لئے روانہ کئے گئے۔ گرانڈ ڈیوک میکائیل کا یہ ارادہ تھا کہ پے در پے حملے کر کے مختار پاشا کی فوجوں کو پراگندہ کر دیا جائے اور ترکوں کو روسی حدود سے بھگا دیا جائے جب وہ اپنی حدود میں پہنچ جائیں اور جب وہ ارض روم پہنچیں تو قارص پر فوراً قبضہ ہو جانا کوئی بات نہیں ہے کیونکہ قارص اور ترکی فوجوں کے بیچ میں روسی فوجیں آ جائیں گی اور اس صورت سے سلطان کا کل ایشیائی لشکر بالکل بے قابو کر دیا جائے گا۔

مختار پاشا کو روسی سپاہ سالار کے اس ارادہ کی مطلق خبر نہ تھی لیکن وہ اپنی دھن میں لگے ہوئے تھے۔ انہوں نے شوغانلی داغ کے سواحل کو فوجوں کے جمع کرنے کے لئے منتخب کیا۔ قارص میں سامان حرب اور سامان خورونوش جہاں تک ہو سکا جمع کیا اور شہر کے مسیحی باشندوں کو اطلاع دیدی کہ تمہارے مکانات میں سپاہی رکھے جائیں گے۔ ترکی سپاہ سالار کو یہ یقین تھا کہ روسی ابھی عرصہ تک تیاری کریں گے پھر کہیں حملہ کر سکتے ہیں۔ فی الحال حملہ کا کوئی خیال نہ تھا پھر بھی محض دور اندیشی سے مختار پاشا نے مقامات یانی کوجک اور کنیریل تاپی پر مورچے

افسروں کو جن کا بہت اثر تھا موقوف کر دیا اور اب اسے موقع ملا کہ جتنا جلد ممکن ہو جاں نثاریوں کو برباد کر دیا جائے۔

ہر شخص سمجھ سکتا ہے کہ جس وزیر کا یہ خطرناک ارادہ ہو اس کی آیندہ قسمت کیا ہونی ہے کیونکہ یہ کام کچھ آسان تو تھا نہیں ایسے جری لشکر کا برباد کرنا بہت ہی کٹھن معاملہ تھا۔ بغاوت کا پیدا ہونا لازمی تھا اور خونریزی ہونی لابدی تھی۔ تو بھی بہادر وزیر اپنے ارادہ پر مضبوط تھا اور یہ بڑی بات تھی کہ اپنے آقا کی اعلیٰ درجہ کی فرمانبرداری کرتا تھا۔

محمود کی تخت نشینی کو صرف تین مہینے ہوئے تھے کہ جدید مشکلات کا دروازہ کھل گیا۔ دردانیال اور روسیلیا کے اندرونی حصص سے فوجوں پر فوجیں قسطنطنیہ میں آنی شروع ہو گئی تھیں۔ جاں نثاریوں کی قوت اس فوج سے روز بروز بڑھتی جاتی تھی جب انہوں نے اپنی جمعیت پوری دیکھ لی تو جدید شائستہ فوج پر حملہ کیا یہ فوج وہ تھی جو یورپی طرز کی مصطفےٰ بیرق بردار نے بھرتی کی تھی۔ لڑائی کا بازار گرم ہوا ہر بار جدید فوج کو شکست ہوئی۔ تمام قسطنطنیہ میں قتل و غارت کی

بنا کے خوب مضبوط کر دیا تھا۔ ان مورچوں پر صرف آٹھ توپیں نصب کیں اور چھ بٹالین ان پر کھڑی کر دیں اور جنرل کمان پرچھ پاشا کو متعین کیا۔ اگرچہ یہ مقام روسیوں کے لئے حملہ کی جان تھا لیکن حملہ کا رخ کسی مصلحت سے دوسری طرف پھر گیا۔ سپاہ سالار شول کینیکف کو جو چودھویں ڈویژن کی کمان کر رہا تھا حکم ہوا کہ پانچ بٹالین اور ایک توپخانہ کے ساتھ مختار پاشا کے عقب پر حملہ آور ہو اور سپاہ سالار ہیمان کو حکم ہوا کہ تو قلب لشکر پر حملہ کر۔ مقام یانی کلاں پر حملہ کرنے کا خیال روسیوں کو نہیں رہا یا انہوں نے اس پر حملہ کرنا کچھ ضروری نہیں سمجھا۔ خیال یہ کیا گیا کہ جس طرح ہو سکے یانی کلاں کو فتح کر لیا جائے کیونکہ یہی مقام ہے جس سے قارص کی طرف راستہ جاتا ہے اگر یہ پہاڑی جگہ ہاتھ آگئی تو پھر قارص کا لیلینا کوئی بات ہی نہیں ہے۔ ۸ار اگست کو روسیوں نے ایک حملہ کیا تھا لیکن وہ مار کے بھگا دیئے گئے تھے اب چونکہ اُن کی تعداد بہت ہو گئی تھی اس لئے انہیں اپنی فتحمندی کی کامل امید تھی۔ ارادہ یہ تھا کہ جس صورت سے ہو سکے مختار پاشا سے قارص کی آمد و رفت کا راستہ قطع کر دیا جائے۔ رہی

آگ لگ گئی۔ اخیر وسط نومبر ۱۸۰۸ء میں کل جان نثاریوں نے وزیر کی محلسرائے کو گھیر لیا اور اس میں آگ لگا دی محلسرائے کے گرد جان نثاریوں نے گھیرا ڈال دیا کہ اگر آگ سے کوئی متنفس بچکے نکلے تو اُسے قتل کر ڈالا جائے۔ اس پر بھی وزیر نے کمال کیا کہ صاف بچکے نکل آیا اور سلطانی حرمسرائے میں آکے پناہ لی جہاں اور بھی بہت سی ملکی افسر پناہ گزیں موجود تھے۔ باغیوں نے شہر کے دروازے بند کر دیئے کہ باہر سے وزیر کی مدد کو اور فوجیں نہ آنے پائیں۔ اب اس وقت تمام قسطنطنیہ پر جان نثاریوں کا قبضہ تھا۔ مضافات قسطنطنیہ پر ابھی تک وزیر کی جدید فوج قابض تھی اور سلطانی حرمسرائے کی پوری فوج حفاظت کر رہی تھی۔ اخیر محلسرائے سلطانی کا بھی محاصرہ ہو گیا اور سلطان سے درخواست کی گئی کہ اپنے وزرا کو ہمارے حوالہ کر دیں۔ سلطان کی طرف سے کوئی جواب نہ آیا۔ باغیوں نے حملہ کیا۔ سپاہی مزاحم ہوئے باہم جنگ ہونے لگی۔ ادھر چار جنگی جہازوں نے باغیوں پر گولہ باری شروع کی۔ دو دن تک یعنی ۱۵ار اور ۱۶ار نومبر ۱۸۰۸ء برابر جنگ جاری رہی اور اس قدر خونریزی ہوئی کہ قسطنطنیہ کی شاہراہیں

خوب جانتے تھے جہاں یہ راستہ قطع ہوا پھر کل ترکی فوجوں کا ہتیار ڈال دینا کوئی بات ہی نہیں ہے۔ اور بات بھی یہ سچ تھی راستہ کٹ جانے کے بعد ترکوں کا مار لینا کوئی بات ہی نہ تھا۔

جو فوج آگے بڑھنے کے لئے نامزد ہو چکی تھی اُسے حکم اکتوبر کو آٹھ بجے شب اپنے کیمپ پیچھے چھوڑنے پڑے۔ جب وہ فوج یانی کوچک کے پاس پہنچی تو اُسے مورچہ بندی وغیرہ معلوم ہوئی۔

علی الصباح دوسری اکتوبر کو دشمن کی نقل وحرکت کی اطلاع ترکوں کو ہو گئی تھی اور اولیاتابالی سے ایک توپ سر کی گئی تھی تاکہ تمام ترکی فوجوں میں اس بات کی اطلاع ہو جائے کہ دشمن کی فوج حملہ آور ہونے کے لئے اپنے لشکر گاہ سے روانہ ہو گئی ہے۔

روسی ٹڈّی دَل فوجیں جانب قارص روانہ ہوتی ہوئیں دیکھی جا رہی تھیں۔ دوسری فوجیں یانی کوچک پر حملہ کرنے کی دہمکی دے رہی تھیں۔ اور باقی ٹڈی دل افواج نے تمام ترکی حلقوں کو گھیر لیا تھا یہ حملہ بڑا ہی خطرناک تھا اور ایسا خطرناک تھا کہ آغاز جنگ سے ابھی تک ہوا تھا

خون سے تر بتر ہو گئیں۔

وزیر اعظم اخیر فوج کا سر کردہ بن کے نکلا۔ باغیوں پر جان توڑ کے حملہ کیا اور نہایت شجاعت سے فوجوں کو اس شاہراہ سے اس شاہراہ میں لڑاتا پھرا۔ ہر خطرناک سے خطرناک موقع میں چلا جاتا اور اپنی اس بے جگری سے سپاہ کے دل کو بڑھاتا۔

بیس بیس دفعہ اس نے جاں نثاریوں کو تہ وبالا کر دیا۔ اور انہیں دور دور تک بھگا دیا اور پھر جاں نثاریوں نے اسی طرح لوٹ کے اس پر حملہ کیا اور خوب ہی تلواریں چلیں۔ توپ اور بندوق سے گزر کے تلواروں پر نوبت پہنچ گئی تھی اور خچاخچ آوازیں خون اور کرب وبلا کے ساتھ برابر مسموع ہو رہی تھیں۔ کبھی جاں نثاریوں کا قبضہ مشہور مقامات پر ہو جاتا تھا اور کبھی شاہی فوج کا۔ طرفین کے قبضہ میں بارہا مقامات آئے اور نکل نکل گئے۔ قتل۔ غارت۔ بیرحمی اور خونریزی کی انتہا ہو گئی تھی۔ قسطنطنیہ کے اعلیٰ اعلیٰ درجہ کے محلات اور شاندار حویلیاں جل رہی تھیں۔ بہت سی عمارتوں میں آگ روشن تھی اور بہت سی عمارتیں جل بھنکے خاکستر ہو گئی تھیں

روسیوں کی تعداد کہیں زیادہ تھی اور کل سپاہ شائستہ اور اعلیٰ درجہ کے ہتیاروں سے آراستہ تھی۔ سات بجے صبح کو چونتیس بٹالین اکسٹھ توپیں اور رسالہ کی چھ رجمنٹیں یانی کوچک کے مقابلہ میں حملہ کرنے کی غرض سے لائی گئیں اور روسیوں میں ایک عام حملہ کی تیاری ہونے لگی۔ اخیر بڑی تیاری کے بعد روسیوں نے حملہ بولدیا کئی گھنٹے تک کٹا چھنی کی جنگ ہوتی رہی مگر ہر حملہ میں روسی فوجیں پس پا کردی گئیں اور ان کا سارا جوش و خروش فرو ہوگیا۔ لیکن جانب چپ روسی سپاہ سالار سمین نے مقامات الاجاداغ اور اولیا تاپی پر حملہ کردیا۔ اور یہ حملہ پہلے سے بھی زیادہ بیجگری سے کیا گیا۔ جب حملہ آور فوجیں اپنی تعداد اور قوت کے نشہ میں چور ہو کے آگے بڑھیں تو ترکوں نے بندوقوں کا فیر کرنا شروع کیا اور اتنی گولیاں برسائیں کہ روسی بہادروں کا استراؤ ہوگیا۔ جب روسی سپاہی آموں کی طرح سے ٹپاپٹ گرنے لگے تو سر پر پاؤں رکھ کے بھاگے اور جب تک ترکی گولیوں کی زد سے نہ بچ لئے ایک لمحہ قرار نہ پکڑا۔ اب روسیوں کو معلوم ہوا کہ جس بات کو ہم منہ کا نوالہ سمجھتے تھے وہ نہیں ہے "کہ عشق آساں نمود اول و لے افتاد مشکلہا"۔ ترکوں سے

بہت دیر تک تو یہی نہیں معلوم ہوا کہ فتح کس کی طرف ہوگی اخیر ۱۶ ارنومبر کی شام باغی جاں نثاریوں کو کامل فتح حاصل ہوئی۔ ۱۷ تاریخ کی صبح کو معاملات کا رنگ بالکل بدل گیا۔ مصطفیٰ بیرق بردار میدان جنگ میں مقتول پایا گیا۔ جدید سلطانی لشکر ہر سمت سے ہزیمت خوردہ پس پا ہو رہا تھا اور فوج شاہی کا بڑا حصہ بھاگ کھڑا ہوا تھا۔ جب جنگی بیڑے نے یہ دیکھا تو اس کے افسروں نے جاں نثاریوں سے کہلا بھیجا کہ ہم تمہاری طرف ہیں۔ اب باغیوں کی بالکلیہ حکومت تھی۔ باغیوں کے قبضہ میں کل میگزین۔ اسلحہ خانہ۔ کل جنگی جہازی بیڑا اور سارا گلاٹا آگیا تھا۔

محمود نے جب یہ دیکھا کہ تمام کوششوں کا خاتمہ ہوگیا تو اس نے بڑی چالاکی اور ہوشیاری سے اپنے مصاحبوں کو حکم دیا کہ میرے بھائی مصطفیٰ کو معہ اس کے شیرخوار بچہ کے قتل کرڈالو ان خونی احکام کی بجا آوری اسی وقت ہوگئی۔ محمود جانتا تھا کہ اگر ترکی شاہی نسل میں ایک شیرخوار بچہ بھی زندہ رہے گا تو جاں نثاری مجھے قتل کرڈالیں گے اور اسے تخت نشین کردیں گے اور جب ایک بچہ بھی سوائے میرے باقی نہ بچے گا تو انہیں مجبوراً مجھے سلامت چھوڑ کے مجھ ہی کو بادشاہ

بازی لیجانا بہت ہی کٹھن کام ہے۔ جب تک خون کے دریا نہ بہ جائیں گے اور کشتوں کے پشتے نہ لگ جائیں گے کامیابی محال ہے۔ خدا کی قدرت کا نمونہ دیکھنا چاہئے کہ یہ ٹڈی دل فوجیں کیسی تتر بتر ہو گئیں۔ رسالے روئی کی طرح دھنکے گئے اور ہزار ہا پیادہ فوج ادھر اُدھر لڑتی ہوئی پڑی پھری اور جس طرف سے حملہ کیا گیا نہایت ذلت اور شکستہ حالی کے ساتھ پس پا ہوا۔

کوہ قافی بہادر سپاہی جو اپنی شجاعت کی ڈینگیں مار رہے تھے دو تین ہی جھوڑیوں سے چھپنے کے لئے بلے ٹٹولتے پھرتے ہیں اور ترکوں کی وہ ہیبت چھائی ہے کہ جنگ کے نام سے کانوں پر ہاتھ رکھتے ہیں۔

ہر روسی سپاہی پتھروں کے پیچھے چھپ گیا تھا اور وہیں سے گولی چلا رہا تھا ان نامردی کے فیروں سے کچھ بھی نہ ہوا۔ کھلے میدان میں حملہ کرنے کی طاقت نہ رہی تھی اور صرف چوری چھپے گولیاں چلائی جاتی تھیں۔ بتایئے اس سے کیونکر کام نکلتا۔

جب چاروں طرف سے ناکامی ہوئی تو اب روسی سپاہ سالار اس تاک میں لگے کہ کسی کمزور

تسلیم کرنا پڑے گا کیونکہ ترکوں کا یہ عقیدہ ہے کہ شاہی خاندان میں سے ایک متنفس کا ہونا ضروری ہے اور جب تک ایک متنفس باقی ہے سلطنت محفوظ ہے۔ اور وہ ایک ایسے شخص کو جو تمام خاندان میں تنہا ہو اور خواہ اُس سے کیسی ہی دشمنی کیوں نہ ہو ہرگز آسیب نہیں پہنچاتے۔ یہی کیفیت محمود کے ساتھ بھی ہوئی جب جاں نثاریوں نے یہ دیکھا کہ اب کوئی بھی سلطانی خاندان میں نہیں رہا تو محمود کو چھوڑ دیا۔ محمود نے جاں نثاریوں سے معاملہ کر لیا اور ان کے کل مطالبات کی تعمیل کر دی۔

اس خونریز جنگ کے بعد اس نے ایک فرمان جاری کیا کہ یورپی طریقے سب چھوڑ دیئے جائیں وہی پرانی وضع سے کام کیا جائے نہ جنگی اور نہ ملکی محکموں میں یورپی طرز یا یورپی قواعد کا نام ہو۔ پرانے قاعدے اپنی اسی بے ڈھنگی صورت میں بڑی استواری سے کئے گئے۔ یہ ساری عارضی باتیں تھیں محمود اس تاک میں لگا ہوا تھا کہ کوئی مناسب موقع آئے اور میں دشمنانِ قوم کی بیخ و بنیاد اُکھیڑ کے پھینک دوں۔

مقام پر جا پڑنا چاہئے کہ ان پے در پے شکستوں کی کچھ تو تلافی ہو جائے چنانچہ دوربین کے ذریعہ سے ہر طرف نظر دوڑائی گئی تو مقام یانی کلاں کو بالکل بے پناہ پایا۔ چند چھوٹی توپیں مورچوں پر نصب پائیں اور گنتی کے کچھ سپاہی دیکھے روسی سپاہ سالاروں کے منہ میں پانی بھر آیا۔ پوشیدہ پوشیدہ لوکل فوجوں میں احکام جاری ہو گئے کہ یانی کلاں پر حملہ کیا جائے۔ چنانچہ حملہ ہوا اور بڑا سخت حملہ ہوا۔ تیس چالیس ہزار فوج حملہ آور تھی۔ اور یانی کلاں پر کل پانسو ترک پہرے پر تھے۔ بہادر ترکوں نے اس قلیل تعداد پر بھی بڑی بے جگری سے مقابلہ کیا اور اپنے سے کئی گنا دشمن کو خاک و خون میں لت پت کر دیا۔ اور جب تک قریب کل سپاہیوں کے نہ شہید ہو گئے مورچہ ہاتھ سے نہ دیا۔ ترکوں کی غفلت اور روسیوں کی ہوشیاری سے یہ مقام ایک سخت خونریزی کے بعد روسیوں کے قبضہ میں پہنچ گیا صرف تین ماتحت ترکی افسر اور ۷۳ سپاہی بچے جنہوں نے اس غمناک واقعہ کی اطلاع اپنی سپاہ میں دی۔ سوائے غفلت اور بے پروائی کے یہاں بھی ترکی سپاہیوں کا

اس خطرناک اور مہیب جنگ کے چار روز بعد حرسرائے سلطانی کے دروازے کھلے اور محمود جمعہ کی نماز پڑھنے شہر میں گیا۔ بیرق بردار کے دوست اور رشتہ دار کیا جلاوطن کر دیئے گئے تھے۔ اور کیا قتل کر ڈالے گئے تھے۔ اب کسی قسم کی شکایت باغیوں کو نہ رہی تھی دو ہفتے میں قسطنطنیہ کی حالت درست ہو گئی اور اس میں امن قایم ہو گیا۔

دکانیں کھل گئیں اور لوگ بآرام بازاروں میں چلنے پھرنے اور کام کرنے لگے۔ پولیس کا بھی باقاعدہ اسی طرح انتظام قایم ہو گیا۔ اور کچھ ایسا امن ہوا کہ کوئی مسافر اگر اس وقت وارد شہر ہو تو یہ نہ پہچان سکتا تھا کہ یہاں کسی قسم کی بھی بے انتظامی ہوئی یا کچھ بھی خونریزی ہوئی تھی۔ اس جنگ میں چالیس ہزار مسلمان مارے گئے تھے۔ ان کی لاشیں اس پھرتی سے دفن کی گئیں کہ یہ بھی نہ معلوم ہوا کہ یہاں کوئی قتل بھی ہوا تھا یا نہیں۔ ہاں جلی ہوئی عمارتوں کے ڈھیر ضرور چغلی کھاتے تھے اور ان کی صورت حال یہ گویا تھی کہ کوئی عظیم حادثہ اس شہر میں ضرور ہوا ہے۔

کوئی قصور اور روسی سپاہ کی کسی قسم کی شجاعت نہیں ظاہر ہوئی چالیس ہزار فوج کے مقابلہ میں پانسو آدمی کیا کر سکتے تھے۔ جتنی شکستیں ترکوں نے روسیوں سے کھائیں ان سب کی نوعیت قریب قریب ایسی ہی سمجھنی چاہئے۔

روسیوں نے یانی کوچک پر جو حملہ کیا تھا وہ ابھی کامیاب نہیں ہوا تھا۔ روسی فوجوں کے کالم پر کالم جان توڑ کے حملہ کر رہے تھے لیکن ہر بار سخت نقصان کے بعد انہیں پس پا ہونا پڑتا تھا۔ اس چھوٹی سی پہاڑی پر محمد پاشا کمان کر رہے تھے۔ ان کے پاس اول تو آدمی کم تھے دوسرے باقاعدہ فوج کا ایک سپاہی بھی نہ تھا سب ردیف یا دوسرے درجہ کی فوج مستحفظ میں سے تھے۔ روسی ساٹھ بڑی لمبی توپوں سے گولہ باری کر رہے تھے مگر محمد پاشا اپنے ارادہ کا پورا ان دھواں دھار حملوں پر بھی قدم جمائے کھڑا تھا اور اس کا ارادہ یہ تھا کہ اگر یہ پہاڑی ہاتھ سے نکلے تو اپنے سے چوگنے روسی باقاعدہ سپاہیوں کو خاک و خون میں ملا کے نکلے۔ حالانکہ اب بھی روسی ٹڈی دل فوجیں حملہ کر رہی تھیں لیکن محمد پاشا کو ان کی مطلق پروا نہ تھی وہ ہر حملہ میں

یہ وقت سلطنت کے لئے سخت خطرناک تھا اور ایک عاقل شخص کو کسی طرح بھی اس کے بچنے کی امید نہ ہو سکتی تھی مگر خدا کی مرضی تھی کہ سلطنت کو کوئی جوکھوں نہ آئے اور اس کی بنیادیں متزلزل نہ ہوں۔ جب اس معبود برحق کی یہ مرضی تھی تو اس کے آگے کون دم مار سکتا ہے۔ مگر ہاں یہ ضرور ہوا کہ کوتاہ اندیش جاں نثاریوں نے سلطنت کا کچومر کر دیا۔ ادھر تو قسطنطنیہ میں یہ خونریز بغاوت ہو چکی تھی کہ ادھر روسیہ نے موقع کو غنیمت جان کے سرحدات پر فوجیں اتار دیں۔ سلطنت میں ایک تہلکہ مچ گیا کہ اس بے سروسامانی میں روسیوں سے کیونکر مقابلہ کیا جائے گا۔ چنانچہ روسیہ نے حملہ کر دیا اور جنگ ہونی شروع ہوئی۔ شکستہ دل بے سروسامان ترکوں نے مجبوراً اپنے مہیب تریں دشمنوں کا مقابلہ کیا اور اس حالت میں بھی روسیوں کو ناک چنے چبوا دیئے۔ ڈینیوب پر روسیوں کو ترکوں نے اس قدر مار اس قدر مارا کہ بھاگتے ہی بن پڑی۔ اس وقت ترکی افواج کو کامیابی تو ہو گئی تھی لیکن اندیشہ یہ تھا اگر روسی فوجیں اور بھی امداد کو آ گئیں تو ان کا مقابلہ کیونکر ہو سکے گا۔

روسی شائستہ فوج کا بہت بڑا حصہ کھیرے ککڑی کی طرح کاٹ ڈالتا تھا اور روسی
سپاہی روئی کی طرح دھنکے جاتے تھے۔ مگر محمد پاشا یہ ضرور جانتے تھے کہ اگر روسی فوجیں
ان کی مدد کو آگئیں تو پھر یاتی کوچک کو قایم رکھنا دشوار ہو جائے گا۔ اس لئے مناسب ہے
کہ قارص سے مدد طلب کرلی جائے یہ سوچ کے محمد پاشا نے مختار پاشا کو خط بھیجا کہ جہاں تک
جلد ممکن ہو مدد بھیجنی چاہئے وہ قاصد ابھی قارص پہنچا بھی نہ تھا کہ روسی افواج کا
ایک ڈویژن پندرہ سولہ بٹالن کا آموجود ہوا۔ اب واقعی مٹھی بھر ردیف سپاہیوں سے
پہاڑی کو بچانا امر محال تھا۔ اس پہاڑی پشتہ کی جنوبی سمت پر ترکوں کا کوئی مورچہ نہ تھا
وجہ یہ تھی کہ محمد پاشا کے پاس آدمی تھوڑے تھے وہ انہیں کہاں کہاں تقسیم کرتا۔ یاتی کلاں
کے مضافات بھی ترکوں نے نظر انداز کر رکھے تھے اگر وہ ان کو اچھی طرح مضبوط کرتے تو روسی
قبضہ نہ پاسکتے۔ اب روسیوں کا یہ ارادہ ہوا کہ یاتی کلاں کے مضافات پر جو بے پناہ پڑے
ہوئے ہیں حملہ کیا جائے۔ اس ارادہ کی تکمیل کے لئے جنرل ہیمن۔ جنرل سیلیکاف اپنے

اسی اثناء میں نپولین بوناپارٹ اور روسیہ میں بمقام ہلسٹ معاہدہ ہو گیا اور دوسرے
سال ترکوں اور روسیوں میں بھی معاہدہ ہوکے جنگ موقوف ہو گئی۔ شہنشاہ روسیہ نے
چند شرطیں عجیب و غریب ترکوں سے کیں جن میں بعض حسب ذیل ہیں۔ سرویا بالکل آزاد کردیا
جائے اور دریائے ڈینیوب کی کل ریاستیں مجھے دیدی جائیں۔ چونکہ ترکوں میں دم نہ رہا
تھا اس لئے انہوں نے مجبوراً ایسا ہی کیا اور کل ریاستیں روسیہ کے حوالے کردیں۔
دو سال تک قریب قریب جنگ موقوف رہی لیکن جب روسیہ نے مالڈیویا اور والاچیا
پر دست درازی شروع کی تو ترک چونکنے ہوئے کہ روسیہ یہ کیا غضب کرنے لگا پہلے تو
باہم نامہ و پیام ہوئے اور اخیر میں اعلان جنگ ہو گیا۔
اس سے پہلے باب عالی اور نپولین بوناپارٹ میں کچھ اتحاد قایم ہو گیا تھا اور ترکوں کو بہت
بڑی امید تھی کہ نپولین اس موقع پر مدد دے گا مگر نپولین اس قسم کا شخص نہ تھا اس
نے شہنشاہ روسیہ سے صاف کہدیا کہ کمزور سلطنتوں سے دوستی رکھنا مناسب نہیں ہے

اعلیٰ افسر سے ملنے آیا اور اس سے کہا آپ یقین ہی جانئے میں حملہ کرکے اولیا تاپی کو فتح کرسکتا ہوں وہاں ترک بہی کم ہیں اور یہ مقام بہت آسانی سے قابو میں آجائیگا۔ جنرل سیلیکاف نے تو تسلیم کرلیا لیکن اس کے ماتحت افسروں نے اس ارادہ سے رضامندی ظاہر نہ کی اور کہا ہماری رائے ہرگز نہیں ہے کہ اولیا تاپی پر حملہ کیا جائے اگر وہاں سے ہمیں ناکامی ہوئی تو سخت چشم زخم اُٹھانی پڑے گی ان ماتحت افسروں کی رائے پر توجہ نہ کی گئی اور ایک حملہ اولیا تاپی پر کردیا گیا۔ اُف خدا ایسا ہیب منظر نہ دکھائے جس وقت روسیوں نے حملہ کیا ہے اور ترکوں نے توپیں ماری ہیں صفیں کی صفیں بہادر سپاہیوں کی غائب ہوتی چلی جاتی تھیں اور غضب کا بھاڑ بھن رہا تھا۔ روسیوں کو یہ یقین تھا کہ اگر اولیا تاپی پر قبضہ ہوگیا تو یاتی کوچک اور قارص کا لیلینا پھر کوئی مشکل نہ ہوگا اس لئے وہ اور بہی جان توڑ کے حملے کررہے تہے اور صفوں کی صفیں اُلٹ پلٹ ہورہی تہیں لیکن بہادر روسیوں کے جوش میں کسی قسم کی کمی نہیں آتی ہتی۔ ترک بہی اسبات کو

میں ترکوں سے کسی قسم کا تعلق نہیں رکھنے کا تمہیں اختیار رہے کہ تم تمام ڈینیوبی ریاستوں اور ٹرکی کو ہضم کرجاؤ۔ اسپین فرانس کے رحم پر چھوڑ دیا جائے اس میں شک نہیں کہ نیپولئن بونا پارٹ نے ترکوں سے وعدہ کرکے ترکوں کی مدد سے دست کشی کی ہتی لیکن خدا نے اپنی سرپرستی کا ہاتھ ترکوں کے سر پر سے نہیں اٹھایا تھا اس لئے ترکوں کو اتنا غم نہ تھا پھر باہم روسیہ اور بونا پارٹ میں یہ سمجھوتہ ہوا کہ بلقان کو حد فاصل رکھنا چاہیئے فرانس۔ البانیا۔ یونان اور خاندیہ لیلے بوسینا اور سرویا اسٹریا کو دیدیا جائے۔ اور اس سے یہ شرط کرلی جائے کہ وہ ڈینیوب پر روسیوں کی نگرانی کرے۔ جب آسٹریا نے یہ سُنا تو وہ سخت برہم ہوئی اور کہا جب تک میں مقدونیہ نہ لونگی ہرگز بوسینا اور سرویا پر قانع نہیں ہوں گی۔ فرانس کی گورنمنٹ نے یہ کہا کہ میں البانیا۔ یونان اور خاندیہ کے علاوہ تمام مجمع الجزائر۔ سائپرس۔ شام اور مصر پر بہی قبضہ کروں گی اور میرے آگے مجال نہیں کہ کوئی دوسری سلطنت انہیں آنکھ بھر کے بہی دیکھ سے۔ روسیہ نے یہ کہا کہ میں ولاچیا۔ مالڈیویا۔

سمجھے ہوئے تھے انہوں نے اولیا تاپی کے بچانے میں جان لڑا دی اور روسیوں کے حملہ کا ایسا کچ کچا کے جواب دیا کہ حملہ آور فوجوں کا بڑا حصّہ اُن کی توپوں کے گولوں کے نذر ہوا۔ جب ایسی سخت ہزیمت روسیوں کو حاصل ہوئی تو ترکوں نے چاروں طرف سے ان پر حملہ کر دیا اب نئے سرے سے بازار کشت و خون گرم ہوا خدا جھوٹ نہ بلائے تو جنگان اور میدان روسیوں کی لاشوں سے پٹ گئے تھے۔ اور میدان جنگ کی ساری زمین خون میں تر بتر ہوگئی تھی۔ غرض روسی ہر طرف سے مار کے نکال دیئے گئے صرف یانی کلاں پر اُن کا قبضہ رہگیا باقی کل مقامات ترکوں نے چھین لئے۔

کسی اخبار کا ایک نامہ نگار یانی کلاں کی چوٹی سے اس خطرناک جنگ کا تماشا دیکھ رہا تھا اس نے بعض واقعات کا یہ بیان کیا ہے" ایسی خطرناک اور مہیب جنگ کے دیکھنے کا بابت کم اتفاق ہوا ہی تمام گڑھے اور کھائیاں روسیوں کی لاشوں سے پٹی پڑی تھیں اور ہر مقام پر مقتولین کا ڈھیر لگا تھا کوئی سپاہی چت اور کوئی اوندھا کسی کا سر ندارد اور کوئی نصف ہی دھڑ کا کسی کی کھوپری پھٹی ہوئی کوئی دست و پا بریدہ غرض یہ خونریز سماں تھا جو دیکھا نہ جاتا تھا۔

بلغاریہ۔ تھریس۔ ایشیائی صوبجات جو باسفورس کے قریب ہیں اور خود قسطنطنیہ پر میں قبضہ کروں گا۔ نپولین نے کہا اچھا یہ بھی منظور ہے مگر دردانیال پر فرانس قابض رہے گا تاکہ شام کی آمد و رفت کا راستہ اس کے لئے کھلا رہے۔ روسیہ نے کہا میں یہ ہرگز نہیں تسلیم کرنے کا۔ یہ ساری خیالی تقسیم تھی اور اس خیالی تقسیم پر قضا و قدر ہنس رہے تھے۔

اس کا خیال ہی نہ تھا کہ عنقریب ماسکو پر فرانسیسی قبضہ ہونے والا ہے۔ اور یہ بھی نہیں معلوم تھا کہ چند سال کے بعد پیرس پر روسی توپوں کے گولے برسیں گے۔ کیا خدا کی شان ہے آج یہ سلاطین یورپ بیٹھے ہوئے ترکی کے حصّے بخرے کر رہے ہیں اور کل ان ہی میں باہم وہ خونریزی ہوگی جسکا کچھ حساب نہیں۔ فرانسیسیوں کے ہاتھ سے ماسکو کی اینٹ سے اینٹ بج جائے گی اور روسیوں کے ہاتھ سے پیرس کے لینے کے دینے پڑ جائیں گے۔ اس موجودہ مشورہ پر تقدیر ہنس رہی تھی کہ قسطنطنیہ پر تو کسی کو آنکھ اُٹھانے کی بھی فرصت نہوگی اور ان ہی سلطنتوں کے پائے تخت برباد ہو جائیں گے۔

ترکی میں اس بات کا غل مچنے لگا کہ جنگ کرو بعزتی کی زندگی دو کوڑی کی۔ عزت سے مرجانا

دن کے ختم ہونے پر روسی سپاہ سالار شیل کو نیکف نے عارضی طور پر مقام الاجا داغ پر قبضہ کر لیا
یہ مقام ایسا تھا جہاں سے مختار پاشا کے عقب کو دھمکی ہو سکتی تھی لیکن مختار پاشا اس بات کو پہلے ہی
سمجھے بیٹھے ہوئے تھے انہوں نے بذات خود روسی سپاہ سالار پر حملہ کیا اور ایک بڑی خونریز جنگ کے بعد
روسیوں کو مقام مذکور سے نکال باہر کیا۔ روسی سپاہ سالار سیلیکف نے اپنی تجاویز کو عمل میں لانے کے
لئے ہزارہا جانوں کو بھی قربان کیا لیکن جب آفتاب غروب ہوا تو دیکھا اسی مقام پر موجود ہیں جہاں سے
ترکوں پر حملہ کیا تھا۔ یعنی یانی کلاں کے سوا کوئی مقام روسیوں کے قبضہ میں نہ تھا اس بیچارے
سپاہ سالار کی تدبیروں پر خاک پڑ گئی اور اس نے ناحق مختار پاشا کے خلاف اتنی جانوں کا ستراؤ
کرا دیا۔ روسیوں نے اخیر اسی مقبوضہ مقام کو غنیمت جان کے اس کے گرد کھائیاں کھودنی شروع
کیں اور بڑے زبردست مورچے قائم کئے۔ چاروں طرف سے فوجیں امڈی چلی آتی تھیں اور
یانی کلاں کو ہر طرح سے خوب مضبوط کیا جا رہا تھا۔ مگر مختار پاشا ایسے نہ تھے کہ خواہ مخواہ اس
مضبوط مقام پر حملہ کر کے اپنے بہادر سپاہیوں کا نقصان کرتے وہ نہایت سوچ سمجھ کے کام

ہزار درجہ بہتر ہے۔ چنانچہ جنگ شروع ہوئی اور روسیوں نے تین طرف سے ڈینیوب سے عبور کیا۔
اپریل ۱۸۱۰ء میں روسیوں کے قلعہ جات تلشا اور اسمٰعیل پر جو دریا کے کنارے پر بنے ہوئے تھے
قبضہ کر لیا مگر مقامات شملہ اور سلسٹریا پر روسیوں کو فاش شکست ملی۔ اول الذکر مقام پر ایک ہی
دن کی جنگ میں آٹھ ہزار روسی قتل ہوئے۔ ترک بیچارے تو بہت ہی بہادری سے لڑے لیکن کرتے
کیا جب ان کے افسر ہی ناکارہ ہوں تو کامیابی کیونکر ہوتی۔ ہر طرف سے ترکوں کو شکست ملی اور
آخر سلطان کی طرف سے پیام صلح پہنچا لیکن کامیابی نہیں ہوئی شہنشاہ روسیہ الکزینڈر نامی
یہ کہتا تھا کہ بسرابیا۔ مالڈیویا اور ولاچیا مجھے دیدیا جائے تو میں صلح کرتا ہوں اسپر سلطان
محمود نے انکار کیا کہ نہیں یہ کبھی نہیں ہونے کا ہم ایسی بیعزتی کی صلح نہیں کرنا چاہتے۔ اسی اثناء
میں شہنشاہ روسیہ کو خبر لگی کہ نپولین بوناپارٹ تیری سلطنت پر حملہ کرنا چاہتا ہے۔ یہ سنتے ہی
وہ ڈر گیا اس نے سلطان محمود کو لکھ کے بھیجا کہ جس صورت سے آپ چاہیں صلح کر لیں مجھے منظور ہے
چنانچہ مقام بوچرسٹ میں بتاریخ ۲۸ مئی ۱۸۱۲ء ترکوں اور روسیوں میں عہدنامہ ہوا اور یہ بات

کر رہے تھے اور ان کا یہ کام کرنا بہت بڑی جنگی حکمت پر مبنی تھا۔ یانی کلاں کے ارد گرد دس میل تک پانی کے ایک قطرہ کو دیکھنے کے لئے آنکھیں ترس گئی تھیں ہاں شیریں پانی کا ایک چھوٹا سا چشمہ تھا جو ترکی لینوں میں بہہ رہا تھا وہاں تک روسیوں کا ہاتھ نہ پہنچ سکتا تھا۔ آدمی اور جانوروں کی پیاس کے مارے زبانیں نکلی پڑتی تھیں اور خیال تھا کہ اگر زیادہ عرصہ ہوگیا تو سب کی جانوں پر بن جائیگی تیسری اکتوبر بھی بخیر و عافیت نہیں گزری اور اطراف میں سخت خونریز لڑائیاں ہوئیں۔ سہ پہر کو روسیوں کے کراجال کیمپ پر ترکوں نے حملہ کرنا شروع کیا کیونکہ انہیں یقین تھا کہ روسیوں کی ٹڈی دَل فوجیں دوسری اطراف میں مشغول ہیں۔ حملہ آور ترکی فوج پندرہ ہزار تعداد میں تھی اور تین میل تک پھیلی ہوئی تھی دو توپخانے بھی اس فوج کے ساتھ تھے۔ اس فوج کا بازو نہایت جوش اور تیزی سے آگے بڑھا۔ روسی سپاہ سالار لزارف نے بھی دشمن سے مقابلہ کرنے کے لئے بڑی تیاری کر رکھی تھی۔ جب اس نے ترکوں کو آتا ہوا دیکھا تو تھوڑی سی فوج مقابلہ کے لئے روانہ کی اور باقی ماندہ کثیر تعداد فوجیں پشتوں کے پیچھے چھپا رکھیں۔ ترک یہ سمجھ گئے کہ ہمارے مقابلہ کے لئے

قرار پائی کہ بجائے دریا ستر کے پر تھ آیندہ سے دونوں سلطنتوں کی حدّ فاصل رہے گا اور ڈینیوب کی جہاز رانی بالکل آزاد رہے گی اور تمام ولاچیا اور مالڈیویا کا بڑا حصّہ ترکی قبضہ اقتدار میں آ جائیگا مگر ترکی کو اپنی رعایا کے ساتھ روا داری کرنی پڑے گی۔ اور دو برس تک ٹیکس معاف کر دیا جائیگا اور ایشیائی حدود جوں کی توں قایم رکھی جائیں گی۔ سرویا والے اپنا اندرونی انتظام آپ خود کرینگے اور سال بسال ترکی کو خراج دیتے رہیں گے۔ سرویا کے کل قلعہ جات پر ترکوں کا قبضہ ہو جائیگا اور تمام بسرابیا پر روسی قبضہ تصوّر ہوگا تاکہ وہ اپنی حدود یورپ میں قایم کر سکے۔

ترکی کی اندرونی حالت اب بھی خطرناک تھی۔ بہت سے صوبے خود مختار ہو کے بغاوت پر اتر آئے تھے۔ اس پر بھی محمود اپنے ارادہ پر مستقل رہا اور باغی پاشاؤں سے برابر مقابلہ کرتا رہا یہاں تک کہ سب کو پسپا کر دیا۔

ادہر شہزادہ سرویا نے علم بغاوت بلند کیا۔ محمود نے نہایت مستقل مزاجی سے اس باغی شہزادہ کی سرکوبی کے لئے فوجیں روانہ کیں اور ۱۲۳۰ھ کے موسم گرما میں ایک سخت جنگ کے بعد باغی

صرف یہ تھوڑی سی فوج ہے اس کا چٹنی کر لینا کوئی بات ہی نہیں ہے انہیں یہ خبر مطلق نہ تھی کہ پشتوں کے پیچھے ٹڈی دل فوجیں روسیوں کی چھپی پڑی ہیں۔ ترکوں نے توپوں سے گولے برسانے شروع کئے اور اسی اثناء میں کرنل تاپی سے بھی میدان جنگ میں گولوں کا مینھ برسنے لگا۔ جب ترک قریب پہنچے تو روسیوں کی چھپی ہوئی فوجوں نے بندوقیں مارنی شروع کیں اور بہت شدت سے گولیوں کی بارش ہونے لگی۔ اب ترکوں کی آنکھیں کھلیں کہ ہاتھی کے دکھانے کے دانت اور ہوتے ہیں اور کھانے کے اور۔ اور انہیں اس بات کا علم ہوگیا کہ ایک کثیر تعداد فوج سے ہمارا مقابلہ ہے بجائے اس کے کہ وہ شکستہ خاطر ہوتے اور جوش میں بھر گئے اور انہوں نے نہایت شجاعت سے ارادہ کیا کہ جہاں تک ہو جان توڑ کے جنگ کرنی چاہئے۔ ہر ترکی سپاہی کا یہ مقولہ تھا۔

من آنگاہ عناں باز پیچم ز راہ ✝ کہ یا سر دہم یا ستانم کلاہ

اب لڑائی ہونے لگی اور خوب کٹ کٹ کے بہادر جنگ کرنے لگے۔ روسیوں کی تعداد بدرجہا بڑھی ہوئی تھی حالانکہ قوانین جنگ کے مطابق حملہ آور فوج کی تعداد دگنی اور تگنی ہونی چاہئے تھی مگر ترک

شہزادہ کے حواس درست ہوئے اور اس نے ترکی کی اطاعت قبول کر لی۔ ایشیا میں بھی سلطان کو بھی کامیابی ہوئی۔ محمد علی پاشائے مصر نے وہابیوں کا بالکل قلع و قمع کر دیا اور جتنے باغی صوبے تھے اخیر سب نے اطاعت قبول کی۔ محمد علی ایک روشن ضمیر حکمراں تھا اس کے خیالات ترقی یافتہ اور حوصلے بلند تھے وہ ۱۷۶۵ء مقدونیہ میں پیدا ہوا تھا اور کئی میدان فرانسیسوں سے لڑ چکا تھا اُسے خوب معلوم تھا کہ جب تک ترکی فوجیں شائستہ نہ بنائی جائیں گی اور یورپی اسلحہ سے آراستہ نہ ہوں گی کبھی یورپی فوجوں کے مقابلہ میں کامیابی حاصل نہیں کر سکتیں۔

جب محمد علی پاشائے مصر بنایا گیا ہے تو اس نے بتدریج مصری رعایا اور حکومت کو مملوکیوں کے جور و ظلم سے بالکل آزاد کر لیا تھا۔ بڑی بڑی چالبازیاں اور ترکیبیں کرنی پڑی تھیں اور ساتھ ہی فریب و دغا سے بھی کام لینا پڑا تھا پھر کہیں مملوکی زیر ہوئے تھے۔ اس نے ترکیب سے بڑے بڑے مملوکی سرداروں سے دوستی پیدا کی اور ان کو ایک جگہ دعوت کے بہانہ سے اکٹھا کر کے اپنے البنی گارڈ کو اشارہ کر دیا۔ گارڈ نے حکم ہوتے ہی گولیاں مار دیں اور سب کا وہیں ڈھیر ہوگیا۔

بہت کم تھے۔ شام تک بازار قتل و غارت گرم رہا۔ اخیر شام کو ترکوں نے نہایت ہوشیاری سے قدم پیچھے ہٹایا۔ روسی آگے بڑھے اور ترک ہٹتے چلے آئے یہاں تک کہ ایک مقام پر توپوں اور بندوقوں سے گزر کے دست بدست کی جنگ ٹھیر گئی خوب ہی گٹا جھٹی کی جنگ ہوئی۔ اس پر بھی ترکوں کو رات ہو جانے کی وجہ سے قدم پیچھے ہٹانا پڑا روسی سپاہ سالار نے تعاقب کرنا چاہا مگر کثرت تعداد پر بھی اُسے جرأت نہ ہوئی اور رات بھی ایسی اندھیری تھی کہ ہاتھ کو ہاتھ نہ دکھائی دیتا تھا۔ اتنی سی کامیابی پر روسیوں نے بڑی بغلیں بجائیں۔ گرانڈ ڈیوک نے اپنے سپاہ سالار کی پیٹھ ٹھوکی۔ کہ کس شجاعت سے ترکوں کو پسپا کیا ہے۔

مگر مختار پاشا کے اب بھی وہی دم خم تھے اور مختار جیسا شخص ان ناکامیوں سے شکستہ خاطر ہونے والا نہ تھا۔ ۲ اکتوبر روسیوں نے مقام سوباتن پر حملہ کیا۔ مختار پاشا نے فوراً بذریعہ جنگی تار برقی موسٰے پاشا کو اطلاع دی کہ تم تیار رہنا اور چند بٹالن دشمن کے مقابلہ کے لئے پہلے ہی سے روانہ کر دینا۔ موسٰے نے تعمیل تو کی لیکن جتنی فوج حملہ آوروں کے مقابلہ کے لئے روانہ کی تعدادمیں

ایک معزز انگریز نے اپنا چشم دید واقعہ اس طور پر بیان کیا ہے" اس قتل عام کے نظارہ سے دنیا میں کوئی منظر بھی ایسا خطرناک نہ ہوگا۔ مملوکی ایوان سے روانہ ہو کے ایک تنگ راستہ سے شہر کی فصیل کے پاس پہنچے۔ کہ اتنے میں دو ہزار البینیوں نے فصیلوں سے آگ برسانی شروع کی اور ہر طرف سے مملوکیوں پر فیر ہونے لگے۔ اب مملوکی کیا کرتے نہ مقابلہ کر سکتے ہیں اور نہ کہیں پناہ کی جگہ ملتی ہے عجب مصیبت میں آگئے سخت پریشان ادہر اُدہر بھاگنے لگے مگر کہیں پناہ نہ ملی جو مملوکی گولی کھا کے نہ گرے وہ یوں ہی پریشانی میں آکے اپنے گھوڑوں پر سے گر پڑے اور معاً گرفتار ہو کے پاشا اور اس کے بیٹے کے حضور میں حاضر کئے گئے اور سر دربار اُن کی گردنیں ماردی گئیں جب یہ کیفیت ہوئی تو بوڑھے بوڑھے مملوکی اور بڑھیا عورتیں بھاگی ہوئیں محمد علی کے پاس گئیں کہ للہ رحم کیجے محمد علی نے کہا جب تک ایک ایک مملوکی نہ قتل کر ڈالا جائے گا محض ناممکن ہے کہ تلوار نیام میں دی جائے۔ اطمینان مجھے اس وقت ہوگا جب میں یہ سنوں گا کہ مملوکیوں میں سے ایک بچہ بھی نہیں رہا۔ غرض کل مملوکی قتل کر ڈالے گئے اور مصر میں ان کا نام و نشان مٹ گیا

اس قدر کم تھی کہ روسی فوجوں سے کچھ مناسبت نہیں ہو سکتی تھی۔ غرض مقابلہ ہوا اور جنگ ہوتی شروع ہوئی۔ گولیوں کا مینھ آتھی تو بہ لندن کے کسی اخبار کا نامہ نگار لکھتا ہے گولیوں کی بھرمار دیکھ کے میں یہ کہہ سکتا ہوں شاید آیندہ مجھے اس پُر خوف نظارہ کے دیکھنے کا موقع نہ ملے دھوئیں کی تاریک گھٹائیں پگھلے ہوئے لوہے کی تابش توپوں کے چھٹنے کی برق جہاں سوز اور دھوئیں میں سے تپّی پڑنے کی چمک یہ معلوم ہوتا تھا کہ گھٹا ٹوپ گھٹائیں بجلی بہت جلد جلد اور تیزی سے تڑپ رہی ہے۔ ترکوں کے پے در پے فیر ایک اور آفت برپا کر رہے تھے۔" روسیوں نے بھی ترکوں کے ان دھواں دھار فیروں کا جواب نہایت دلیری اور استحکام سے دیا لیکن پھر بھی ترکوں کے آگے ان کی دال نہ گلی۔ شام تک اسی شدت اور غضب کی جنگ ہوتی رہی مگر آفتاب کو غروب ہوئے تھوڑی ہی دیر ہوئی تھی کہ بہادر روسیوں کے پیر اکھڑ گئے بہتیری کوشش کی گئی کہ کوہ قافی شیر ذرا دم لیں تو پورا مزا چکھا دیا جائے لیکن توبہ توبہ وہاں جانوں کے بھی لالے پڑ گئے اور بڑے بڑے روسی سپاہ سالار سر پر پاؤں رکھ کے

چند روز کے بعد محمود سلطان ترکی نے بھی جاں نثاریوں کے برباد کرنے کا یہی طریقہ اختیار کیا اور ایک ایک جاں نثاری کو چُن چُن کے قتل کر ڈالا۔

بد قسمت ترکی سلطنت کے لئے مشکلات کا ایک نیا دروازہ کھلا یعنی یونان اپنی مربّی سلطنت کے خلاف آمادہ فساد ہو گیا۔ سلطان محمود ثانی علی پاشا والی جینیا سے پہلے ہی کھٹکا ہوا تھا اور اُسے یقین تھا کہ علی پاشا کبھی نہ کبھی ضرور رنگ لائے گا چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ علی پاشا اصل میں البینی تھا اور اس کی زندگی کا ابتدائی حصّہ ڈاکہ زنی میں گزر چکا تھا۔ مدّت تک وحشیانہ زندگی بسر کرنے کے بعد اس کی شہرت البانیا میں بہت ہو گئی کہ یہ ایسا بہادر ہے اور ایسا اچھا سپاہ سالار ہے۔ ۱۷۸۷ء میں جو ترکی فوج آسٹریا والوں کا قلع قمع کرنے بھیجی گئی تھی اس جنگ میں اس نے کچھ کارنمایاں بھی کئے تھے۔ یہ دیکھ کے وزیر اعظم اس پر مہربان ہو گیا اور سلطان سے سفارش کر کے ترخالہ کا گورنر بنوا دیا بعد ازاں وہ خود اپیرس میں جینیا کا پاشا بن بیٹھا۔ مدّت تک علی پاشا اس صوبہ کو ترقی دیتا رہا اور بتدریج ترکی حکومت سے

بھاگے۔ اپنے مقتولین اور مجروحین کے اُٹھانے کا بھی ہوش نہیں رہا وہ بیچارے دشمن کے رحم پر چھوڑ دیئے گئے۔ اس وقت ترکوں اور روسیوں کا فاصلہ چھ سو گز سے سات سو گز تک تھا۔ لیکن پھر بھی ترکوں کے غضبناک فیروں نے چنوں کی طرح بھون دیا۔ ایک بھاڑ تھا کہ چاروں طرف بھن رہا تھا اور ایک تنور تھا جو بہت شدّت سے روشن ہو رہا تھا۔ غرض اس طرح ترکوں کو پوری فتح حاصل ہوئی اور روسیوں کے سارے منصوبے خاک میں مل گئے۔

جب یانی کلاں پر روسیوں کا قافیہ تنگ ہوا اور پانی کی ضرورت کی وجہ سے اسپر قبضہ نہ رکھ سکے تو ناچار اس سے فوجیں اُٹھالیں کیا خدا کی شان ہے جس مقام کو صدہا قیمتی جانوں اور لاکھوں روپے سے خریدا تھا آج وہی مقام ہے کہ روسی مجبور ہو کے چھوڑ رہے ہیں۔ روسیوں نے یانی کلاں کو چھوڑ کے اپنا لشکرگاہ کبک تاپی کو بنالیا جوں ہی غازی مختار پاشا نے یہ دیکھا کہ روسیوں نے یہ مقام خالی کر دیا ہے فوراً مع اپنے عملہ کے اسپر قبضہ کر لیا۔

آزاد ہو کے خود مختار حکمراں بن گیا۔

ترکی حکومت اپنی مصیبتوں میں آپ مبتلا تھی، اور مدّت سے سوچ رہی تھی کہ علی پاشا پر حملہ کیا جائے یا نہیں۔ علی پاشا اب ضعیف بہت ہو گیا تھا اور اس کی اس کبر سنی پر یہ امید نہیں کی جاتی تھی کہ شل جوانوں کے مقابلہ کرے گا اور مصائب جنگ برداشت کر سکے گا۔ یہ ساری باتیں دیکھ کے محمود نے اخیر اپنے نافرمان پاشا کو سخت سزا دینی چاہی۔ سنہ ۱۸۲۰ء میں علی پاشا نے ایک سخت جرم کیا یعنی اپنے دو ایجنٹ قسطنطنیہ روانہ کئے کہ وہاں جا کے اسمٰعیل پاشا بے کو جو جینیا سے فرار ہو کے قسطنطنیہ چلا گیا تھا اور یہاں محلسرائے سلطانی میں ملازمت کر لی تھی قتل کر ڈالیں۔ بس یہ بات علی پاشا کے حق میں زہر ہو گئی فوراً ایک فتویٰ لیا گیا کہ ایسی حالت میں علی پر جہاد فرض ہے چنانچہ کل پاشاؤں کے نام احکام جاری ہو گئے کہ سب مل کے علی پر حملہ کریں۔ غرض جنگ شروع ہو گئی جنگ خطرناک اور طولانی تھی۔ یونانیوں نے علی سے پہلے مخالفت کی تھی لیکن اخیر میں وہ علی کی طرف ہو گئے

جب روسی کبک تاپی پر آنے لگے تو راستہ میں مقام پانی کو جک پر محمد پاشا نے مزاحمت کی اور حاجی والی پر حسن پاشا نے بڑی بھاری دونوں مقامات پر جنگ ہوئی اور پانچ گھنٹے تک طرفین سے برابر گولہ باری ہوتی رہی۔ چار بجے سہ پہر کو مختار پاشا کے احکام آگئے کہ روسیوں کا تعاقب نہ کرنا چاہیئے ان کو نکل جانے دو یہ حکم ہوتے ہی محمد پاشا اور حسن پاشا نے ڈھیلی ڈوری چھوڑدی روسیوں نے غنیمت جانا اور بیچارے کوہ قافی دو منزلہ کا ایک منزلہ کرتے ہوئے آگے بڑھے۔ جب ترک یانی کلاں میں داخل ہوئے تو دیکھا کہ روسیوں نے پیادہ فوج کے کھڑا ہونے کے لئے نہ صرف مورچے بنا رکھے ہیں بلکہ توپوں کے گرُج بھی تعمیر ہیں اردگرد کھائیاں بھی کھُدی ہوئی ہیں۔ اگرچہ جاتے وقت روسی ان مورچوں اور گرجوں کو مسمار کر گئے تھے لیکن پھر بھی وہ معمولی مرمت سے کام کے قابل ہو سکتے تھے اور ابھی تک جوں کے توں باقی تھے۔
۵ رتاریخ کی صبح کو ترکی سپاہ سالار نے ایک توپخانہ اور کچھ سوار اوجی تاپی پر حملہ کرنے کی غرض سے روانہ کئے۔ دن بھر لڑائی ہوتی رہی لیکن کوئی بیّن نتیجہ طرفین کے لئے نہیں نکلا۔ یکم اکتوبر سے

کیونکہ وہ جانتے تھے کہ ترکوں کا ساتھ دینے میں یہ آزادی قایم نہیں رہ سکتی۔
اگرچہ یونانی علی کے طرفدار بن گئے تھے مگر اس پر بھی اس کی کم نصیبی نے اس کا ساتھ نہ چھوڑا اور بالآخر اس کی فوج نے ترکوں سے شکست کھائی اور فروری ۱۸۲۲ء میں علی نے ترکوں کی اس شرط پر اطاعت قبول کرلی کہ اس کی جائداد اور جان کو کوئی خطرہ نہ پہنچایا جائے جس طرح علی دوسروں سے وعدہ خلافی کرتا تھا اس کے ساتھ بھی ایسا ہی برتاؤ کیا گیا یعنے کلیسیائی پاشا جو فوج محاصرین کا افسر تھا ۵ ر فروری ۱۸۲۲ء کو سر کاٹ کے قسطنطنیہ بھیجدیا گیا اور محلسرائے سلطانی کے دروازہ پر لٹکایا گیا۔
یونانیوں میں اس واقعہ سے اور اشتعال پیدا ہو گیا اور انہوں نے کھُلم کھُلا ترکوں سے بغاوت شروع کردی۔ پیلپنیز پر صدیوں سے ترک حکومت کرتے چلے آرہے تھے اس کے دل میں خودمختاری اور آزادی کا خیال عرصہ سے پیدا ہو چکا تھا۔ علی پاشا اور سلطان کے جھگڑے سے یونانیوں کے دلوں کی آرزو پوری ہو گئی اور انکو اس لڑائی سے اپنا مطلب پورا کرنے کی خواہش پیدا ہوئی۔

لڑائیوں کا جو سلسلہ شروع ہوا تھا وہ اب بند ہوگیا تھا اور کسی فریق کے مفید مطلب اس کا خاتمہ نہیں ہوا۔ کبھی اُدھر پڑا جھک جاتا تھا اور کبھی اِدھر۔ روسی مخبروں نے یہ اطلاع دی کہ ان مختلف لڑائیوں میں مختار پاشا کے آٹھ ہزار سپاہی کام آئے لیکن بعد کی سرکاری تحقیق سے معلوم ہوا کہ بہت بڑا مبالغہ کیا گیا ہے۔ روسیوں کی سرکاری رپورٹ کے بموجب روسی مقتولین کی تعداد ۳۳۰۰ تھی ۲۷۵ افسر مجروح ہوئے تھے۔ اور توپخانہ کا ایک کرنیل مقتول۔ ۲۷۰ عثمانی قیدی روسیوں کے پاس تھے اور چھ سو ساٹھ روسی سپاہی ترکوں نے گرفتار کر لئے تھے۔ اس کے بعد پھر مدد کی طلب ہونے لگی تاکہ بعض مقامات پر روانہ کی جائے۔ روسیوں کی امدادی فوجیں برابر چلی آ رہی تھیں لیکن موسم سرمانے کچھ ایسا جکڑ بند کر رکھا تھا کہ طرفین اپنی دلی آرزوئیں پوری نہیں نکال سکتے تھے قارص میں ترکی مریض اور مجروحین بھرے ہوئے تھے آغاز جنگ سے اس وقت تک اُن کی تعداد چار ہزار تک پہنچ چکی تھی۔ اور ان کی حالت اچھی نہ تھی صرف چار

باغیوں کے سرغناؤں کا یہ خیال تھا کہ اگر ہم مستقل طور سے جنگ چھیڑ دیں گے تو یہ آگ دریائے ڈینیوب کی ریاستوں میں پھیل جائے گی اور پھر کل ریاستیں ترکی سے برسر پرخاش ہو جائیں گی اور اس صورت سے ہم اپنا مطلب حاصل کر لیں گے۔

لیکن یہ خیال خام نکلا عام طور پر یہ سمجھا جاتا تھا کہ روسیہ مدد دے گا مگر اخیر میں یہ پردہ بھی اُٹھ گیا اور اب اس کا یقین ہونے لگا کہ اگر ترکوں نے کافی فوج بھیجدی تو باغیوں کا آناً فاناً میں قلع قمع ہو جائے گا۔

اسی سال موسم بہار میں موریا میں بھی بغاوت کی آگ بھڑکی۔ اپریل کے آغاز میں یونانی ترکوں کے خلاف کھڑے ہوئے اور نہایت بزدلی اور بے رحمی سے بیگناہ ترکی عورتوں بچوں اور بوڑھے مردوں کو مار ڈالا۔ بجلی کی طرح یہ خبریں قسطنطنیہ پہنچیں اور عام طور سے بڑے مبالغہ کے ساتھ مشہور ہوئیں۔ ترک سنتے ہی آگ بگولہ ہوگئے۔ مسلمانوں کی آنکھوں سے خون ٹپکنے لگا۔ اب کیا تھا خونریزی شروع ہوگئی۔ قسطنطنیہ میں یونانی قتل کر ڈالے

ڈاکٹر مریضوں اور مجروحین کا علاج کرنے کے لئے قارص میں موجود تھے اور وہ قدرتی طور
پر اتنے آدمیوں کا ٹھیک علاج نہیں کرسکتے تھے۔
کل قارص میں ۱۲۰۰ آدمیوں کے رکھنے کے لئے اسپتال کافی نہ تھا۔ ہاں تین سو مریض
اچھی طرح رہ سکتے تھے۔ نصف مجروحین کے رہنے کے لئے تو جگہ تھی ہی باقی بیچارے
اِدھراُدھر پریشان پڑے ہوئے تھے۔ بعض جھونپڑیوں میں تھے اور وہاں انہیں عارضہ
پیچش نے ستا رکھا تھا۔
لندن ٹائمس کا نامہ نگار لکھتا ہے کہ ان کل مجروحین میں سے چوتھائی حصّہ کو ڈاکٹر
بہ مشکل دیکھہ سکتا تھا۔ اور ڈاکٹروں کو یہ بھی خبر نہ تھی کہ یہ بدقسمت زخمی کہاں کہاں
پڑے ہوئے ہیں روزمرّہ نئے مجروح اس مجمع میں شریک ہوجاتے تھے اُن کے زخموں کے
واسطے بعض اوقات پٹّیاں تک میسّر نہ ہوتی تھیں۔ مقام ادلتی اور بایزید میں بھی یہی
کیفیت تھی اور حکام ضلع خاک انتظام نہ کرسکتے تھے۔ اگرچہ ترکی گورنمنٹ پر یہ بہت بڑا

گئے۔ سمرنا اور دوسرے مقامات پر جاں نثاریوں نے ہاتھ صاف کیا بغاوت بہت
تیزی سے پھیلی ترکی گورنمنٹ عجب پریشانی میں تھی کہ فوج کیوں کر بھیجے اور کس کی
سفارت روانہ کرے۔
جزیرہ یونان میں چند روز کے بعد موریا کی طرح یکایک بغاوت پیدا ہوگئی بہت سے
یونانی جزایر تھوڑے ہی عرصہ میں باغیوں کی ساتھی ہوگئے بہت بڑی تعداد جہازوں
کی بہم پہنچائی اور اعلیٰ درجہ کے ملّاح اُن پر مقرر کئے اور اس طرح سے باغیوں کی فوج
ترکی بنادر پر روانہ ہوئی۔ بہت دنوں تک بغاوت کے شعلے بھڑکتے رہے اور طرفین
سے خونریزی ہوتی رہی۔ سلطان سے لگاکے ایک ادنےٰ سپاہی اور سپاہی سے لیکے
ایک تاجر اور تاجر سے لیکے ایک کارپٹہ تک کل مسلمان یونانیوں کے خلاف بھڑک رہے
تھے۔ سلطان نے حکم دیا کہ قسطنطینیہ کے دروازہ پر یونانی بطریق گری پورس پھانسی
دیدیا جائے۔ چنانچہ اسے پھانسی پر لٹکادیا گیا اس پر بھی سلطان کا کلیجہ ٹھنڈا نہ ہوا

الزام آسکتا ہے کہ اس نے مریضوں کی اچھی طرح سرپرستی نہیں کی۔ لیکن انصافاً یہ بات کہی جائے گی کہ ترک روسیوں سے جنگ کرنے کے لئے اس وقت مجبور کئے گئے ہیں کہ جب اُن کے پاس سامان خورونوش اور باربرداری اسپتال بہت کم رہ گئے تھے۔ ایک دن ایک عثمانی اعلیٰ افسر نے ایک آسٹریا کے باشندہ سے کہا کیا تم ہمارے ملک کی تاریخ جانتے ہو کیا تمہیں معلوم ہے کہ صدیوں تک فتح پر فتح حاصل کرتے رہے کیا تمہیں معلوم ہے کہ راستہ کو صاف کرتے ہوئے اور یورپی صفوں کو چیرتے ہوئے تمہارے پائے تخت وانا تک پہنچ گئے تھے ایسی حالت میں ہمارے پاس ایک ڈاکٹر بھی نہ تھا اور نہ کوئی دواخانہ تھا اس کا جواب آسٹریا کے جنٹلمین نے یہ دیا "میں تمہارے قدیم اور جدید سلسلہ میں تھوڑا سا فرق دیکھتا ہوں اس زمانہ میں تم اپنے سپاہیوں کو بغیر ڈاکٹر کے مار ڈالتے تھے۔ اور اب اپنی بے توجہی سے۔

آدمیوں نے باقی ماندہ پادریوں کو بھی پھانسی دلوادی۔ پادریوں کے اس قتل عام نے بغاوت کی آگ میں تیل کا کام دیا اور اخیر یہاں تک نوبت پہنچی کہ کچی یورپ عیسائیوں کی ہمدردی کے لئے اُٹھ کھڑا ہوا انگلستان سے ہزارہا والینٹر یونان کی مدد کے لئے آنے شروع ہوئے۔ لارڈ کوچرین جو انگلستان کا امیر بحر تھا یونانیوں کی طرف سے لڑنے کو آمادہ ہوگیا۔ سر رچرڈ چرچ اعلیٰ درجہ کے تجربہ کار انگریز سپاہ سالار یونانی فوج کا کمانڈر انچیف بنا اور جنرل گارڈن اور کپتان فرانک اسٹنگ فوجی عہدوں پر مامور ہوئے۔ اب یہ جھگڑا نہ رہا جنگ نے خطرناک خونریزی کا جامہ پہن لیا۔ اور اب باقاعدہ جنگ ہونی شروع ہوئی۔ یہ جنگ معمولی جنگ نہیں تھی بلکہ اس میں جوش مذہبی طیش اور خون ملا ہوا تھا۔ ترک اور یونانی بے انتہا خوشی سے لڑ رہے تھے۔ سمندر پر ترکی جہازوں کو یونانیوں کے مقابلہ پر ناکامی ہوئی اور ترک اس کے منتظر تھے کہ خشکی میں جنگ ہو تو یونانیوں کو پورا مزا چکھایا جائے ایک عرصہ تک یہ خوفناک

دوسرا باب ۲

مختار پاشا

مختار پاشا اس وقت تمام آفتوں کے مرجع بن رہے تھے۔ بہت سی فتوحات حاصل کر چکے تھے۔ اور کئی بار شکستیں کھا چکے تھے اب تک روسیوں کو ناک چنے چبوا دیئے تھے اور خود بھی بے سروسامانی کی وجہ سے اپنا بہت کچھ نقصان کیا تھا تو بھی عام نظریں مختار پاشا پر لگی ہوئی تھیں اور خود مختار پاشا اس بات پر آمادہ تھے کہ جہاں تک ممکن ہو میدان کو ہاتھ سے نہ دیں۔

مختار پاشا کے واقعات زندگی عجیب دلچسپ ہیں۔ وہ اصل میں سپاہی پیشہ اقوام میں سے نہ تھے بلکہ اُن کے آباواجداد تجارت پیشہ تھے اُن کے دادا حاجی ابراہیم بہت بڑے ریشمی کپڑے کے سوداگر تھے اور بروسا میں جو ترکی کا قدیمی پائے تخت تھا بہت بڑے تاجر

جنگ ہوتی رہی ترکوں کو اگرچہ سمندر میں ناکامی ہوئی تھی مگر لڑے برابر جاتے تھے اخیر مجبور ہو کے سلطان نے ۱۸۲۵ء میں محمد علی پاشا مصر سے درخواست کی کہ تم اپنے متبنّٰی بیٹے ابراہیم کو باغیوں کی سرکوبی کے لئے یونان روانہ کردو محمد علی اس حکم کا منتظر بیٹھا ہوا تھا اس نے فوراً اپنے بیٹے کی سرکردگی میں ایک زبردست فوج ۲۴ فروری ۱۸۲۵ء میں یونانی حدود میں اُتاری جوں ہی یہ مصری لشکر ایک بے نظیر سپاہ سالار کی ماتحتی میں پہنچا جنگ کا رنگ بالکل بدل گیا یونانی ہر طرف سے پارہ پارہ کر دیئے گئے اور اُن کا تمام جوش وخروش تلوار کی دہار سے بجھایا گیا۔ اُن کے شہر برباد کر دیئے اور جو شہر اور قلعہ یونانیوں نے ترکوں سے فتح کر لئے تھے وہ دوبارہ لے لئے گئے۔ قلعہ نیوکیگی جس سے زبردست اور مضبوط قلعہ مغربی یونان میں کوئی نہیں تھا ابراہیم نے چند روز کے محاصرہ کے بعد فتح کر لیا۔ اور ۲۲ اپریل ۱۸۲۶ء میں کل قلعہ کی فوج اور سامان مصریوں کے قبضہ میں آگیا۔ پھر دوسرے سال ماہ جون ایتھنز کے قلعہ پر عثمانی پھریرہ اُڑنے لگا

مشہور تھے مختار پاشا ۱۸۴۳ء میں پیدا ہوئے مگران کے والد کا پیدائش سے کچھ دن پہلے
انتقال ہو چکا تھا مختار پاشا کے دادا نے ۱۸۴۹ء میں اپنے پوتے کو جنگی مدرسہ میں بھیج دیا یہاں
مختار پاشا نے بہت بڑی قابلیت ظاہری کی اور فوجی تعلیم کی تکمیل پانچ برس کے عرصہ میں کرلی
پھر وہ قسطنطنیہ بھیجے گئے اور یہاں مکتب حربیہ میں داخل ہوئے چار سال تک تعلیم پاتے
رہے اور پھر لیفٹنٹ بنا دیئے گئے لیکن اب بھی سلسلہ تعلیم جاری رکھا ۱۸۵۸ء میں کپتانی
کے عہدہ پر ان کی ترقی ہوگئی اور پھر وہ عمر پاشا کے اسٹاف میں شریک ہوگئے عمر پاشا اسوقت
مانٹی نگرو کی افواج کی کمان کر رہے تھے روز بروز مختار پاشا کی جنگی قابلیت کا اظہار ہوتا جاتا
تھا ایک دن کچھ سواروں کے ساتھ مختار پاشا درہ استرک میں پہنچے اس درہ میں دشمن قبضہ
کئے ہوئے پڑا تھا مختار پاشا نے دشمن پر حملہ کیا اور سخت جنگ کے بعد دشمن کو بھگا دیا۔ پھر
مانٹی نگرو سے صلح ہوگئی ۱۸۶۲ء میں مختار پاشا علم ہیئت جنگی فن تعمیرات اور فن قلعہ جات کے
قسطنطنیہ کے کالج میں پروفیسر مقرر ہوئے یہاں اس بہادر سپاہ سالار نے اپنی تعلیم کی اوری

اور کل شہر مصریوں کے قدموں پر نثار ہوگیا۔
یونانی ابھی تک شکستہ دل نہیں ہوئے تھے انہیں اس بات کا قطعی یقین تھا کہ یورپ اُن کی
ہمدردی کے لئے ضرور کھڑا ہوگا اور پھر تمام ملک ہمیں دلوا دے گا۔ یونان نے سب سے پہلے انگلستان
کی خدمت میں اپیل کیا انگلستان کے وزیر خارجہ جارج کیننگ نے اس اپیل کا یہ جواب دیا کہ
تم مطئن رہو ہم بیچ میں پڑ کے تمہارا اور سلطان کا فیصلہ کرا دیں گے۔
ماہ اگست ۱۸۲۵ء میں یونان انگریزی حفاظت میں لیلیا گیا اور ۱۸۲۶ء میں انگریزی
سفیر متعینہ قسطنطنیہ نے باب عالی سے تحریک کی کہ ان شروط پر صلح کرلی جائے کہ یونان میں
مقامی حکومت قایم ہوجائے اور یونان سلطان کو اپنا آقا تصور کرے اور سالانہ خراج ادا
کرتا رہے۔ دوسرے ۶ر جولائی ۱۸۲۷ء میں بمقام لندن ایک معاہدہ پر دستخط ہوئے
جس کی رو سے انگلستان۔ فرانس اور روس نے بیچ میں کود پڑے اور ترکوں کو مجبور کیا کہ
یونان کو آزاد کر دیا جائے سلطان محمود نے جب یہ دیکھا کہ سب سلطنتیں مل گئیں اور یونان کو ہڑپ

تکمیل کرلی۔ پھر ۱۸۶۵ء میں سلطان عبدالعزیز شاہزادہ یوسف کے ساتھ یورپ کے سفر کو روانہ ہوئے۔ آسٹریا۔ جرمنی۔ فرانس اور انگلینڈ کی خوب سیر کی بہت سے یورپی شہنشاہوں نے مختار پاشا کو اپنی سلطنت کے اول درجہ کے تمغے عنایت کئے۔ ۱۸۶۷ء میں قسطنطنیہ واپس چلے آئے یہاں بحیثیت کمشنر کے مانٹی نگرو کی سرحد کے انتظام کے لئے مقرر ہوئے اور اپنی اعلیٰ قابلیت سے وادی موکی۔ برود پر قبضہ کرلیا جو مقام مدت سے متنازعہ فیہ چلا آتا تھا۔ چونکہ آپ میں قلعجات کے بنانے بہت بڑا علم تھا اور آپ اس کے سائنس سے پورے ماہر تھے اس لئے مانٹی نگرو والوں کے مقابلہ میں ان کو بہت بڑی کامیابی حاصل ہوئی۔ پھر ۱۸۶۹ء میں مختار پاشا قسطنطنیہ میں جنگی کونسل کے ممبر مقرر ہوئے اور پھر چند مہینے کے بعد ردسی بریگیڈ کے جنرل مقرر ہوئے جو ردیف پاشا کی ماتحتی میں آمین بھیجا گیا تھا۔ اتفاق سے ردیف پاشا بیمار ہوگئے سارا کام مختار پاشا کو کرنا پڑا قابلیت کے اظہار کا موقعہ بہت اچھا تھا مختار پاشا نے اپنی اعلیٰ جنگی لیاقت کا پورا نمونہ دکھا دیا۔ باغیوں پر پوری فتح حاصل کی اور فساد جاتا رہا۔ ۱۸۷۱ء میں

کرنا چاہتی ہیں وہ اس بات سے چونکنا ہوا کہ اگر آج یونان کو آزادی دیدیگی تو کل سلطنتیں مل کے دوسرے صوبہ کو آزادی دلوادیں گی چنانچہ اس نے صاف انکار کردیا کہ میں ایسی دست اندازی کبھی منظور نہیں کرنے کا سلطان نے دول یورپ کو لکھ بھیجا کہ ایک زمانہ تو یونان کو بغاوت کرتے ہوئے گزر گیا اور جب ہم نے ایک کثیر نقصان کے بعد یونان کا سر کچل دیا تو اب لوگ اس کی مدد کرنے کو آمادہ ہوئے یونان صدہا سال سے عثمانی سلطنت کا ایک جزہے یہ کبھی نہیں ہوسکتا کہ ٹھنڈے پیٹوں اس جز کو کاٹ کے پھینک دیا جائے سلطان نے یہ کہا کہ آج تک کبھی ایسا ظلم نہیں ہوا کہ کسی خودمختار شہنشاہ کے معاملہ میں سلطنتوں نے دخل دیا ہو یہ بالکل خلاف قانون اور بے قاعدہ ہے۔ سلطنت کے قوانین اور اصول بھی کوئی ہیں۔ بلاوجہ ان اصول سے جن پر سلطنت کا دارومدار ہے کبھی انحراف نہ کرنا چاہئے اگرچہ سلطان محمود کی یہ توضیحات نہایت مدلل اور صحیح ہیں۔ لیکن "کون سنتا ہے فغانِ درویش * قہرِ درویش بجانِ درویش"۔ اس کا جواب یہ دیا گیا کہ تینوں سلطنتیں

مختار پاشا مشیر بنائے گئے جسے انگریزی میں فیلڈ مارشل کہتے ہیں اور اس کے بعد یمن کے گورنر کردیئے گئے مگر ۱۸۷۳ء میں کریٹ بھیجدیئے گئے اسی طرح بہت سے اعلیٰ درجے کے عہدہ طے کرکے ترکی فوجوں کے کمان افسر بناکے بوسینا روانہ کئے گئے اس زمانہ میں بوسینا ہرزیگوینا مانٹی نگرو ترکی کے خلاف شمشیر بدست ہوگئے تھے سرکاری رپورٹ سے معلوم ہوتا ہی کہ باغیوں کی کثیر تعداد فوجوں سے مختار پاشا بیس[۲۰] خونریز میدان ہوئے جن میں سے انیس میں فتح پائی اور ایک میں ناکامی جب ۱۸۷۷ء میں روس سے اعلان جنگ ہوا ہے تو ایشیائی فوجوں کا کمانڈر انچیف مختار پاشا سے بہتر اور کوئی نہ دکھائی دیا جنگ کا ابتدائی حصّہ تو بدقسمتی سے بہت ہی تاریک رہا اس لئے کہ مختار پاشا روسیوں سے مقابلہ نہیں کررہے تھے بلکہ اپنی تیاری کررہے تھے اور اس تیاری میں انہوں نے روس سے جو کچھ ناکامی اُٹھائی اُس سے اُن پر کوئی الزام نہیں آسکتا کیوں کہ تیار ہونے کے بعد روس کو جیسے معرکہ کی شکستیں دی ہیں وہ ناظرین حیات حمیدیہ گزشتہ صفحات میں پڑھ چکے ہیں۔

آمادہ بپیکار ہوگئیں اور اُنہوں نے مصمم ارادہ کرلیا کہ یونانیوں کو کم وبیش آزادی دلوادی جائے۔

جنگ آزادی یونان کے بیان کرنے سے پہلے مختصر ان واقعات کا ذکر لکھا جاتا ہے جو پائے تخت قسطنطنیہ میں واقع ہوئے۔ گزشتہ صفحات میں ناظرین اس بات کو دیکھ چکے ہیں کہ محض جاں نثاریوں کی وجہ سے سلطنت ترکی کو کس قدر نقصان پہنچا اور کتنی ترقیاں ہونے سے رُک گئیں اور خاص سلطنت کے جگر میں کئی بار خونریزیاں ہوئیں جب کبھی ایک کمزور تخت سلطنت پر بیٹھا بس کل سلطنت پر جاں نثاریوں کا قبضہ ہوجاتا تھا اور جتنا ان سے ہوسکتا تھا جور وظلم میں کسر نہ کرتے تھے یہ ہی اسباب تھے جن سے سلطنت ترکی برابر تنزل کرتی چلی گئی۔

ادہر یونان کا یہ جھگڑا ہو رہا تھا اور بیچارہ سلطان اپنی اندرونی اصلاحوں میں کوششیں کررہا تھا۔ ان میں ایک بات یہ تھی کہ اس نے اپنے چچا سلیم کی تقلید پر اس بات کی کوشش کی

سلطان المعظم نے علاوہ غازی کے خطاب کے مختار پاشا کو درجہ اول کا تمغہ حمیدیہ ہیروں سے
جڑا ہوا عنایت فرمایا اور دو عربی گھوڑے اور ایک مرصع قبضہ کی تلوار بھی مرحمت فرمائی
مختار پاشا بیشک نہ بحیثیت ایک اعلیٰ درجہ کے سپاہی ہونیکے بلکہ ایک رحم دل معزز آدمی کے
ان عطیۂ سلطانی کے لینے کے مستحق تھے کیونکہ غازی مختار پاشا نے ہمیشہ کُردوں اور سرکیشیا
والوں کی زیادتیوں کو روکا اور اس پر بھی اگر ترکی فوج سے کہیں زیادتی ہوئی تو اس پر
مختار پاشا کو نہایت افسوس ہوا جو شائستہ فوج غازی موصوف کی ماتحتی میں تھی اُس نے
اخیر جنگ تک کوئی کام ایسا نہیں کیا جس پر خفیف سا بھی اعتراض ہو سکتا غریب سے
غریب سبھی رعایا کو ہمیشہ ان سے حفاظت ملی جو سودا خریدا گیا فوراً اُس کی پوری قیمت دیدی
گئی اور جن سپاہیوں کے پاس خریدنے کے لئے دام نہ ہوئے انہوں نے محض اسی بھتّہ پر
قناعت کی جو انہیں سرکار کی طرف سے ملتا تھا۔ مختار پاشا اگرچہ متوسط قد کے آدمی ہیں
لیکن ان کے چہرہ سے ایک رُعب برستا ہے اور یہ معلوم ہوتا ہے کہ وہ ایک زبردست

کہ یورپی طرز کا لشکر تیار کیا جائے اس نے دیکھا کہ محمد علی نے مصر میں پوری کامیابی حاصل کی ہے
اگر وہی تدابیر عمل میں لائی گئیں تو کامیابی کی بہت بڑی امید ہو سکتی ہے۔ اخیر محمود نے اپنی
حکومت کے اٹھارہویں سال اس بات کا مصمم ارادہ کر لیا کہ جس طرح ہو جاں نثاریوں کو
ہمیشہ کے لئے مٹا دیا جائے۔

یہ ناممکن تھا کہ انہیں ایک جگہ جمع کیا جاتا اور برباد کر دیا جاتا جس طرح محمد علی نے سلجوقیوں کو
ایک جگہ جمع کر کے برباد کر دیا تھا۔ سوچتے سوچتے سلطان محمود نے یہ خیال کیا کہ بہتر تجویز یہ ہے کہ
قسطنطنیہ کی شاہراہوں میں جاں نثاریوں سے ایک انقطاعی جنگ کی جائے اور جب تک
ہمیشہ کے لئے فیصلہ نہ ہو تلوار نیام میں نہ دی جائے چنانچہ اس ارادہ کی تکمیل کے لئے سلطان
نے اپنی فوجوں اور توپخانہ کو مضبوط کیا اور اس وقت کا منتظر ہوا جب توپوں پر تیّی پڑی
۱۵ جون ۱۸۲۶ء میں باہمی سرگوشیوں کے بعد تمام جاں نثاری بغاوت پر آمادہ ہو گئے اور فوراً
لوٹ مار شروع کر دی وہ میدان میں جمع ہوئے اور اپنی پوری قوت کر کے محل شاہی کی طرف بڑھے

تجربہ کار سپاہی ہیں۔ ان کے ذاتی عادات وخصایل جنگ کے زمانہ میں بہت ہی سیدھے سادے تھے ان کے خیمہ میں سوائے دو تین تپائیوں اور چمڑہ کی جانماز کے کچھ نہ تھا۔ اس صورت سے ان کا مقابلہ سلیمان پاشا سے ہوسکتا ہے جو تمام ترکی فوجی افسروں میں نہایت جاہ وجلال سے رہتے تھے اور ان کا ڈیرہ عین میدان جنگ کے زمانہ میں لاکھوں روپیہ کے پرتکلف سامان سے آراستہ رہتا تھا مختار پاشا نے روسیوں سے جو جنگ کی اس بات کو ثابت کردیا کہ ترک کس ثابت قدمی سے اپنے زبردست دشمنوں سے لڑتے ہیں۔ سپاہی غازی موصوف کو اپنے باپ کی طرح سمجھتے تھے اور بے انتہا محبت کرتے اور اس کے اشارہ پر اپنی جان دیدینا سعادت دارین سمجھتے تھے۔ جو کامیابی مختار پاشا کو ہوئی اسکی بہت بڑی وجہ فوج کی محبت سمجھنی چاہئے۔ ایک ایک سپاہی کو مختار پاشا کی ماتحتی میں فرشتہ خصلت کہہ سکتے ہیں ایسا جری ایسا بہادر ایسا مہذب ایسا رحم دل سپاہ سالار بہت کم دیکھنے میں آیا ہے۔ ڈیلی نیوز کا ایک نامہ نگار لکھتا ہے یہ بات تعجب سے نظر کی جاتی ہے کہ ترکی شایستہ فوج

اور غل مچایا کہ سلطان کے تمام خاص وزراء کے سرہمیں دیدیئے جائیں۔

اس وقت سلطان اور وزیراعظم مضافات قسطنطنیہ میں تھے جوں ہی انہوں نے بغاوت کی خبر سنی فوراً شہر میں پہنچے اور حرم سرائے میں داخل ہوتے ہی ایک مجلس کا انعقاد کیا اور تجویزیں ہونے لگیں کہ ان سرکشوں کی سرکوبی کے لئے کیا کیا جائے۔ سلطان کے حکم سے حضرت رسول اکرم کا پاک جھنڈا کھولا گیا اور تمام مسلمانوں کو بلایا گیا کہ اس پاک جھنڈہ کے نیچے آکے جمع ہوں۔ جھنڈہ کی خبر سنتے ہی تمام اہل شہر میں جوش پیدا ہوگیا اور سب آآکے اس کے نیچے جمع ہونے لگے۔

جب باغی جاں نثاری اُن تنگ شاہراہوں میں ہوکے گزرے جن کا راستہ سیدھا محلسرائے سلطانی کی طرف جاتا تھا تو سلطانی خاص فوج نے جو یہاں توپیں لگائے ہوئے مستعد تھی جاں نثاریوں کو مارنا شروع کیا اور اس بلا کی گولہ باری ہوئی کہ جاں نثاریوں کے قدم پیچھے ہٹ گئے۔ جاں نثاری یہاں سے پس پا ہوکے اپنے لشکر گاہ میں چلے گئے اور

کہ جس میں نہ کھانے کا پورا انتظام تھا نہ جس کے پاس لباس درست تھا طولانی سفر سو آکر
سپاہیوں کی جوتیاں ٹوٹ گئی تہیں مگر اس پر بہی خطرناک دشمن سے اس جوش اور ثابت
قدمی سے لڑے کہ تمام دیکھنے والوں کو ششدر کردیا۔ کسی ترکی سپاہی کو اپنی بے سرو سامانی
کی مطلق پروا نہ تہی بہوک میں بہی اور مصیبت میں بہی دل شاد۔ وہ مختار پاشا کے نام پر
جان دیتے تہے اور جب لڑے ایسے ہی لڑے کہ روسیونکو ناک چنے چبوا دیئے۔
نامہ نگار کا بیان ہے کہ ترکی سپاہیوں کی اسی روح نے ابہی تک قسطنطنیہ کو قایم رکھا ہی
اور یہی روح ہی جو انہیں جنگجویاں عالم میں ممتاز کرنے گی۔ ترکی سپاہی جیسا غریب۔
شریف اور بے زبان ہے ویسا ہی بہادر اور اپنے افسروں کا فرمانبردار رہے۔ تین وقت کے
فاقہ سے جبکہ انسان کے پیر چلنے سے لڑکھڑا جاتے ہیں اور آنکہوں میں اندہیرا چھا جاتا ہے
ترکی سپاہی اپنے افسر کے حکم سے نہایت خوشی سے جنگ کرتا ہے وہ میدان جنگ میں کبھی
بہوک اور پیاس کی شکایت نہیں کرتا وہ کبہی اپنی جان کا ہی اور کوشش کا احسان سلطان یا

یہاں انہوں نے نہایت جرأت اور ثابت قدمی سے اپنی حفاظت کی۔ کچھ عرصہ تک نہایت
خطرناک جنگ ہوتی رہی۔ بقیۃ السیف جاں نثاری اپنی محصور بارگوں میں چلے گئے اور
اخیر تک بڑے جوش اور دلیری سے لڑتے رہے۔ فوراً بڑی بڑی توپیں ان مورچوں کے
مقابلہ پر لگادی گئیں اور باغیوں پر بڑے جوش وخروش سے گولوں کا مینہ برسنے لگا
جب بارگوں کی فصیلیں بالکل لوٹ گئیں تو سلطانی فوج نے اس کی کل عمارتوں کو اِس
سرے سے اُس سرے تک جلادیا مگر پھر بہی جاں نثاری آگ کے شعلوں اور اُس کے دہوئیں
میں برابر قدم قدم پر بڑہ رہے تہے جب تک کہ بالکل نیست و نابود نہ ہوئے تلوار ہاتھ سے
دی۔ غرض ایک ہی روز میں پانچہزار جنگجو اپنے ہی سپاہیوں کے ہاتھ سے کاٹ ڈالے گئے
بہت سے جاں نثاری جو سلطنت کے مختلف شہروں میں رہتے تہے قتل کرڈالے گئے اور محمود
نے نہایت اولوالعزمی اور شجاعت سے ایک ایک جاں نثاری کو چُن چُن کے مارا۔ دوسرے
روز سلطان کی طرف سے یہ اعلان جاری ہوا کہ جاں نثاریوں کی فوج کا سلسلہ سلطنت

سلطنت پر نہیں رکھتا ہی یونان اور روم کی لڑائی میں ریوٹر کا ایک نامہ نگار ترکی
کیمپ میں گیا تھا اور وہاں چند ترکی سپاہیوں سے اس نے باتیں کیں جو سب بے ریش و
بروت اور چھوٹی چھوٹی عمر کے تھے اس نے اُن سے سوال کیا کہ تمہیں کیا تنخواہ اور رسد ملتی ہے
اور سلطنت کی طرف سے تمہاری کیا خبر گیری کی جاتی ہے اس کا جواب اُن ترکی سپاہیوں
نے یہ دیا تھا کہ ہمیں نہ کسی تنخواہ کی ضرورت ہے نہ رسد کی جنگ کرنے کے لئے چند سوکھے ہوئے
بسکٹ کافی ہیں ہماری عین راحت اور خوشی یہ ہے کہ ہم اپنے سلطان پر جان قربان کردیں
کل سلطنت اور اس کا جاہ و جلال ہمارا ہی ہے کسی غیر کی سلطنت نہیں ہے کہ ہم اُس سے
تنخواہ اور رسد مانگیں۔ یہ ہے ترکی سپاہی اور ان کے عادات اور اطوار۔ تمام یورپی
سپاہ سالاروں کی متفق رائے یہ ہے کہ ترکی سپاہی سے بہتر دنیا میں کوئی سپاہی نہیں ہے۔
ڈیلی نیوز کے نامہ نگار کی یہ رائے ہے کہ اگر ترکی سپاہیوں کو معقول تنخواہ ملے اور انہیں
اچھے سے اچھا کھانے کو دیا جائے تو واقعی اُن سے بہتر سپاہی دنیا کے پردہ پر نہ نکلے۔

میں سے بالکل اکھاڑ دیا گیا اگرچہ ایک زمانہ میں ان ہی کی وجہ سے سلطنت کو بہت عروج ہوگیا
تھا لیکن آج ان ہی کی بدولت حکومت ترکی کو یہ تنزل نصیب ہوا ہی اور امید نہیں ہے
کہ اگر اسی طرح سلسلہ رہے تو چند روز بھی سلطنت کا قیام ہوسکے۔
یہ لوگ اسلام کے سخت تریں دشمن ہیں اور یہ ان کا کھیل ہی کہ قسطنطنیہ کی شاہراہوں میں
روز مرہ مسلمانوں کا خون بہایا کریں" اس میں شک نہیں کہ جاں نثاریوں کو برباد کرنا
بڑا ہی کٹھن کام تھا اور عین میدان جنگ میں یہ سمجھ میں نہیں آتا تھا کہ فتح کس کی ہوگی۔
آیا سلطان محمود خاک و خون میں لتھڑا ہوا دکھائی دے گا یا جاں نثاریوں کی لاشوں
کے ڈھیر دکھائی دیں گے۔
خدا خدا کرکے سلطان کامیاب ہوا اور دشمن سلطنت جاں نثاریوں کا ہمیشہ کے لئے خاتمہ
کردیا۔ اب سلطان محمود سمجھا کہ میں ترکی کا خود مختار حکمراں ہوں پایۂ تخت اور سلطنت
میں امن معلوم ہونے لگا اور ایک آرام سا آگیا۔ سلطنت کے ہر محکمہ میں نئی روح پہونچ گئی

جو فوج مختار پاشا کی ماتحتی میں تھی اس نے اس بات کا اعتراف کر لیا تھا کہ روسی اعلیٰ درجہ کے سپاہی اور بہت بڑے دلیر ہیں اور روسیوں کے ہاں اس بات کا غل مچگیا تھا کہ ترکوں سے بہتر جنگ کرنے والا ہم نے اپنی عمر میں نہیں دیکھا۔

ایک روسی افسر نے لندن ٹائمس کے نامہ نگار سے عین موقع جنگ میں کہا کہ جب ہم مجروح ہو جاتے ہیں تو جنگ کرنا موقوف کر دیتے ہیں۔ مگر یہ بات ترکی سپاہیوں میں دیکھی کہ جب تک ان کے جسموں میں کچھ بھی رمق جان کی باقی رہتی ہے وہ ہرگز جنگ سے ہاتھ نہیں روکتے۔ سرکیشیا والوں اور باشی بزوق کے خلاف تمام یورپ میں ہمیشہ غل مچا رہا ہے مگر اصل پوچھو تو بات یہ ہے کہ جو الزامات اُن دو اقوام مذکورہ بالا پر قایم کئے جاتے ہیں اُن سے کسی سلطنت کی بے قاعدہ فوج بَری نہیں ہو سکتی۔

آغاز اکتوبر میں آرمینیا میں جتنی لڑائیاں ہوئیں اُن میں روسیوں ہی کو نیچا دیکھنا پڑا مگر پھر بھی وہ شکستہ خاطر نہوئے تھے اُن کی فوجوں میں بڑی پھرتی سے تیاریاں ہو رہی تھیں۔

اور ترقی کے آثار نظر آنے لگے مگر آیندہ ترقیاں ابھی یونانی جنگ سے رُکی ہوئی تھیں جس نے سخت مہیب رنگ بدلا تھا۔

اس وقت ترکی اور مصری بیڑۂ جہازات خلیج ناوارینو میں پڑا ہوا تھا یہ مقام موریا کے مغربی ساحل پر واقع ہے۔ ۲۰ اکتوبر ۱۸۲۷ء انگلستان۔ فرانس اور روسیہ کا متحدہ جنگی بیڑہ امیر بحر کاڈرنگٹن کی ماتحتی میں داخل خلیج ہوا۔ اس متحدہ بیڑے میں کئی درجن جنگی جہاز تھے جو ہر قسم کے سامان حرب سے آراستہ تھے۔ اس اجماعی بیڑے نے پہنچتے ہی ایک الٹیمیٹم دیا کہ کیا تو یہ وعدہ کرو کہ یونان کے خلاف کوئی مخالفانہ کارروائی نہ کریں گے یا جنگ کے لئے مستعد ہو جاؤ ترکی امیر بحر نے انکار کر دیا۔ چنانچہ طرفین سے جنگ کی تیاری شروع ہو گئی۔ اخیر جہاز حرکت میں آئے اور توپوں پر بتی پڑی ترکوں نے ایک جہاز کو اُڑا دیا اور اب جنگ خوب تل گئی چار گھنٹے کامل بڑی شدت سے جنگ جاری رہی اور اس کا اعتراف یورپی مورخ بھی کرتے ہیں کہ ترک اس شجاعت اور بیجگری سے لڑے اور ملاحی کے وہ اعلیٰ درجہ کے فنون کا اظہار کیا کہ یورپی بحری جنگجو

ادھر مختار پاشا سخت پریشان تھے کیونکہ سپاہ اُن کے پاس بہت کم رہگئی تھی اور وہ جانتے تھے کہ اتنی قلیل تعداد سے دشمن سے برسر آنا محال ہے۔ مختار پاشا یہ بھی جانتے تھے کہ میدان کے آگے جس مقام پر میں نے مورچہ بندی کر لی ہے وہ زیادہ عرصہ تک میرے قبضہ میں نہیں رہ سکتا چنانچہ محض دور اندیشی سے ۹ تاریخ کی شب کو چُپ چُپاتے اس مضبوط اور زبردست مقام کو چھوڑ دیا۔ اور اسی طرح کرنیل تاپی اور ریانی کلاں سے بھی فوجیں اُٹھالیں۔ اور الجادا غ سے نصف راستہ پر اپنے ڈنڈے ڈیرے ڈال دیئے۔ کل توپیں ایک غار میں نصب کردیں اس غار پر بڑے بڑے درخت اور ٹیلے موجود تھے اور اس مقام کی زمین بہت ہی ناہموار ہورہی تھی۔ عام طور پر تو یہ خیال تھا کہ جب ارمینیا پر روسیوں کو اتنی شکستیں دی ہیں تو اب ترک ایلکزنڈر دپولی روسی آرمینیا پر قبضہ کرلیں گے مگر فوج نہونے کی وجہ سے یہ پیشین گوئی غلط ثابت ہوئی۔ جب ترکوں نے اپنے مصنوعی قلعوں کو بغیر جنگ کے اس طرح چھوڑ دیا تو سخت تعجب ہونے لگا کہ فتوحات کے بعد یہ پس پا ہونا کیسا۔ اصل میں یوں پیچھے ہٹ جانا تھا تو

ششدر رہگئے لیکن اخیر ترکی بیڑے کو شکست ہوئی اور اسُ طرح سلطانی اور مصری بیڑا برباد کردیا گیا۔

اس جنگ کے بعد جو بالکل خلاف قاعدہ جنگ تھی کہ بغیر کسی مخالفت کے اور بغیر اعلان جنگ دیئے ایک دوست سلطنت پر جا دوڑے انگلستان اور روس نے اپنا پہلو بچا یا ان دونوں سلطنتوں کے جہاز واپس چلے آئے لیکن فرانس نے اپنی فوجیں خشکی میں اُتار دیں اور ابراہیم کو مجبور کیا کہ تو اپنی فوجیں لیکے موریا سے مصر واپس چلا جا اور تمام مفتوحہ شہر یونان کو واپس دیدے۔ ادھر ترکی فوجوں سے کہا گیا کہ تم بھی ہٹ کے اپنی حدود میں چلی جاؤ مگر ترکی افسروں نے انکار کیا۔ قسطنطنیہ میں سلطان کو لکھا گیا کہ فرانس یہ کہتا ہے سلطان محمود نے کہا ایسا کبھی نہیں ہونے کا یونان کو ٹھنڈے پیٹوں آزادی نہیں دی جا سکتی۔ قسطنطنیہ میں تینوں دولتوں کے سفیروں نے سلطان پر زور دیا کہ آپ یونان کی آزادی قبول کرلیں پہلے تو سلطان راضی تھے کہ بعض دبی ہوئی شرطوں پر صلحنامہ کرلیا جائے مگر جب اُنہیں یہ خبر لگی کہ بیڑا

بڑی حکمت پر مبنی۔ لیکن اصلی بھید سے اور کوئی واقف نہ تھا اس لئے سخت پریشانی چھا رہی تھی۔ سوائے مختار پاشا کے ترکی فوجی افسر بھی اس راز سے ناواقف تھے۔ اندھیری رات کو پہاڑوں۔ گڑھوں اور گھاٹیوں کو طے کرتی ہوئیں رجمنٹوں پر رجمنٹیں واپس چلی آرہی تھیں اور کسی کو یہ خبر نہ تھی کہ ہم یہاں سے کیوں ہٹائے گئے ہیں اور کہاں جاتے ہیں۔ رات ایسی تاریک تھی کہ ہاتھ کو ہاتھ نہ دکھائی دیتا تھا چاند تو کیا کوئی ستارہ بھی آسمان پر نظر نہ آتا تھا۔ تمام ماہران فنون جنگ کی یہ رائے ہے کہ اگر مختار پاشا دو ایک روز بھی وہاں رہجاتے تو سوائے بالکلیہ بربادی کے اور کچھ نہ ملتا۔ بڑی عقلمندی تھی کہ مختار پاشا اپنی فوجونکو زندہ و سلامت دشمن کے پنجہ سے نکال لائے۔ سپاہ سالار لینیزرف جو تمام روسی افسروں میں ایک بڑا جوشیلا اور اچھا سپاہ سالار تھا۔ ۲۶ بٹالن ۸۴ میدانی توپوں اور رسالہ کی چھ رجمنٹوں کے ساتھ مختار پاشا کا سلسلہ آمد و رفت جو قارص سے تھا کاٹنا چاہتا تھا۔ لینیزرف فنون حرب سے بھی بہت واقف تھا اور تمام تدابیر نہایت عمدگی اور فنون حرب کے سائنس کی بناء پر کیا کرتا تھا

برباد ہو گیا ہے تو سلطان کو سخت غصہ آیا اور کہا کہ نہیں ہم یونان کو بغیر خونریزی کے آزادی نہیں دینے کا۔ اخیر سفیروں سے خوب ضد بحث رہی جو سفیروں نے کہا اس سے سلطان نے انکار کیا اور جو سلطان نے کہا اس سے سفیروں نے کانوں پر ہاتھ رکھے نتیجہ یہ ہوا کہ تینوں دولتوں کے سفیر ۸ دسمبر ۱۸۲۷ء قسطنطنیہ چھوڑ کے چل دیئے۔

اس بات کی کوشش کی گئی کہ یونان کی آیندہ قسمت کے لئے پھر معاہدوں کا سلسلہ کھلنا چاہئے اور اسی اثنا میں اس بات کی کوشش کی گئی کہ ایلچی اپنی خدمات پر پھر واپس آجائیں اور ترکی کی طرف سے یہ درخواست دول یورپ کی خدمت میں گزرانی کہ ترکی معاہدہ کی یہ شرطیں تھیں کہ یونانیوں کا بالکل قصور معاف کر دیا جائے گا۔ تمام ٹیکس اور محاصل اُن پر چھوڑ دیئے جائیں گے جو مال ان کا ضبطی میں آگیا ہے واپس کر دیا جائے گا ان کے حقوق قایم رکھے جائیں گے اور ان پر نہایت نرمی سے حکومت کی جائے گی روسی سفیر نے اُن کا مطلق جواب نہ دیا روسی سرحدات پر فوجی تیاریوں نے اس بات کو ثابت کر دیا کہ روس سے تلوار کے

اس نے سب سے پہلے ایک جنگی تار برقی روسی لشکر گاہ سے اس مقام تک بنائی تھی جہاں مذکورۂ بالا فوجیں حملہ کرنیکی غرض سے روانہ ہوئی تھیں۔ وہ مقام لشکرگاہ سے پورے چالیس میل دوری پر تھا راستہ پہاڑی اور دشوار گزار تھا قدم قدم پر پہاڑ اور ٹیلے موجود تھے جن سے فوجوں کا ناک میں دم آگیا تھا۔ ایک دوسرا کالم فوج دوسری سمت سے بڑھا ان دونوں فوجوں کا مقصود یہ تھا کہ کسی طرح سے مختار پاشا کو گھیر لیا جائے اور ایشیا کی طولانی جنگ کا اس طرح خاتمہ کردیا جائے۔

روسیوں کو اس ارادہ میں اپنی کامیابی کی اس لئے زیادہ امید تھی کہ فوجوں پر فوجیں انکی مدد کے لیئے ہر طرف سے چلی آرہی تھیں اور اس وقت ضرورت سے زیادہ فوجوں کا اجتماع ہوگیا تھا ۶ اور ۷ اکتوبر کو روسیوں نے بڑا نیچا دیکھا روسی کوہ قافی فوجیں پارہ پارہ کردی گئیں اور ان فتوحات میں ترکوں کے ہاتھ مال غنیمت بھی بہت لگا مگر دوسری ٹڈی دل روسی فوج مقام کراجال پر بڑھ رہی تھی اس سے ترکی کمان افسر چونکا کہ پہلو بچانا چاہیئے ورنہ جان ضیق میں پھنس

ذریعہ سے اس بات کا فیصلہ کرنا چاہتا ہے اُسے کسی قسم کا عہد نامہ کرنا منظور نہیں۔

جب سلطان کو یہ یقین کامل ہوگیا کہ جنگ سے کسی طرح پہلو نہیں بچ سکتا اور روسی بغیر جنگ باز نہ آئیں گے تو آخیر با دل ناخواستہ سلطان نے بھی تلوار پر ہاتھ ڈالا اور اس بات کا مصمم ارادہ کرلیا کہ حتے الامکان بڑی مستعدی اور خونخواری سے یہ جنگ کرنی چاہیئے۔ عثمانی خون اس کی رگوں میں دوڑنے لگا اور اس نے نہایت دلیری سے میدان جنگ میں قدم رکھنا چاہا چنانچہ اس نے خود روسیہ کو ۲۰ دسمبر ۱۸۲۷ء اعلان جنگ دیدیا اور یہ لکھا کہ نصف صدی سے روسی حملہ کرکرکے ہمیں ستا رہے ہیں اور خواہ مخواہ نئی نئی باتیں نکال کے اور بہانے ڈھونڈھ ڈھونڈھ کے ہم سے جنگ کرتے ہیں روسیوں نے یونان کو بغاوت کیلئے آمادہ کردیا ہے اس میں شک نہیں کہ ترکوں پر اس وقت مصیبت کا پہاڑ ٹوٹ پڑا ہے اس لئے روسیوں نے یہ موقع غنیمت جان کے ہم پر حملہ کرنے کی تیاری کی ہے۔ اس کا منشا سوائے اس کے کچھ نہیں کہ اسلام کو برباد کردے اب اسوقت ہم نے تلوار کے قبضہ پر اس لئے ہاتھ

جائے گی۔ بس یہ وجوہات تھیں جن سے مختار پاشا نے اپنی فوجوں کو مقامات مذکور سے ہٹا لیا واقعی بڑی دانائی سے کام لیا اور قبل از وقت خطرہ کو پہچان لیا۔ تمام یورپ میں اس راز سے باخبر ہونے پر مختار پاشا کی بہت واہ واہ ہوئی اور شہنشاہ روسیہ معہ افسروں کے انگشت بدنداں رہ گیا۔

جب آغاز اکتوبر میں لڑائیاں شروع ہوئی ہیں تو مختار پاشا کے پاس صرف تیس ہزار فوج تھی اور ۷، تاریخ تک اس تعداد میں بہت ہی کمی آگئی تھی اس کے مقابلہ روسیوں کی تعداد اس وقت ساٹھ ستر ہزار سے کم نہ تھی اب سمجھنے کی بات ہے کہ ۱۶ و ۱۷ ہزار فوج کیا خاک اتنی بڑی تعداد سے مقابلہ کر سکتی۔

ترکوں میں یہ اندھیر ہو گیا تھا کہ اگست ہی میں فوجی اعلیٰ افسر نے مدد دینے سے انکار کر دیا تھا اور یہ لکھا تھا کہ یورپ میں فوج کی مانگ بہت ہے اور وہاں حالت بہت سقیم ہو گئی ہے اس لئے ایشیا میں ایک سپاہی بھی نہیں بھیجا جا سکتا۔

ڈالا ہے کہ اپنے دین کی حفاظت کریں ہم کسی صوبہ یا ملک کے لئے شمشیر بدست نہیں ہوئے ہیں اے پرجوش عثمانیوں دوڑ و اور نہایت شجاعت سے اپنے باپ دادا کا نام قایم کرو۔ اور اسی عظمت کو دنیا کی نگاہوں میں نئے سرے سے قایم کر دو جو تمہارے باپ دادا چھوڑ گئے ہیں اپنی جان و مال جسم اور روح کو اس پاک جنگ کے لئے جو محض اسلام کی حفاظت کے واسطے کی جاتی ہے وقف کر دو۔

تین سلطنتوں کے متفقہ بیڑوں نے ترکی جہازوں کو برباد کر دیا تھا قسطنطنیہ میں سلطان کی چالیس ہزار فوج ایک سال پہلے قتل ہو چکی تھی خزانہ بالکل خالی تھا تمام سلطنت سخت متنزل حالت میں تھی یہ کچھ ترکی ہی کا حوصلہ تھا کہ اس جاں کنی میں وہ روسیہ جیسی قوی اور زبردست سلطنت سے جنگ کو آمادہ ہو گئی۔

سلطان نے بڑی کوشش سے ڈینوب کے قلعوں میں کل پچیس ہزار فوج جمع کی بیس ہزار فوج قسطنطنیہ میں رکھی مگر اس بیس ہزار فوج میں شائستہ سپاہی کم تھے زیادہ تر مجاہدین جمع

۹ اکتوبر مختار پاشا نے روسیوں کی طرف باگیں اُٹھائیں اس وقت روسیوں کے قبضہ میں کزل ٹاپی سو بائن حاجی والی۔ یانی اعظم کا مشرقی حصہ تھا ترکوں نے ان مقامات پر گولہ باری شروع کی اور روسیوں نے بھی نہایت مستعدی سے جواب دیا۔
۱۰ ویں تاریخ گرانڈ ڈیوک میکائیل نے ترکی لشکر پر گولے برسائے اور اسی اثنا میں تمام کیمپ پر حملہ کرنیکی دھمکی دی۔ دوسرے دن کوئی نتیجہ نہ نکلا مگر بارہویں تاریخ روسیوں نے ترکی مورچوں پر ایسی سخت آگ برسائی کہ ترک گھبرا گئے۔ مختار پاشا سخت پریشان ہوئے کہ کیا کریں۔ بات ساری یہ تھی کہ اس حصہ زمین سے مختار پاشا اچھی طرح آگاہ نہ تھے اب انہیں دقت ہوئی کہ اگر الجاداغ کی طرف لشکر کو حرکت دیتے ہیں تو محال ہے ناچار انہوں نے اپنے عقب اور سامنے والے حصہ کو کمزور کرکے دوسری طرف قدم اُٹھایا۔ سپاہ سالار لازارف اس تاک میں لگا ہوا تھا کہ اپنے دشمن کی غفلت سے فائدہ اُٹھائے۔ واقعی مختار پاشا کی غلطی نے بہت کچھ نقصان پہنچایا۔ مختار پاشا بالکل نہیں جانتے تھے کہ ایک یا دو دن میں کیا آفت آنے والی ہے مگر روسی سپاہ سالار اچھی طرح واقف تھا اور وہ اپنے لئے ایک اچھے موقعہ کا راستہ دیکھ رہا تھا۔

جمع ہو گئے تھے جن کے پاس نہ اچھے ہتیار تھے نہ اُن کا لباس درست تھا۔ توپخانہ تھا لیکن اسکی حالت بھی کچھ اچھی نہ تھی مگر روسی ایک ہی دفعہ ایک لاکھ فوج میدان جنگ میں لے آئے اور پایہ تخت سے میدان جنگ تک برابر روسی فوج کا تانتا بندھا ہوا تھا اس کے علاوہ روسیوں کے پاس سترہ جنگی جہاز بحر روم میں اور دس بحر اسود میں تھے ان کے علاوہ اور بھی چھوٹے چھوٹے جنگی جہاز تھے جو اِدہر اُدہر گشت لگا رہے تھے مگر بیچاری ترکی کے پاس چند شکستہ جہازوں کا ایک بیڑا تھا جو نیو یوروں سے بچکر چلا آیا تھا۔
اس پر بھی ترک نہایت دلیری اور بے جگری سے لڑے اور ابتدا میں انہیں نمایاں کامیابیاں حاصل ہوئیں کامل چھیالیس روز تک ابریلا واقعہ ڈینیوب پر قابض رہے اور حملہ آوروں کی چالیس ہزار فوج کاٹ ڈالی پھر روسی مقامات شملہ اور وارنا کی طرف بڑھے یہاں بھی ترکوں نے نہایت ہی بے جگری سے مقابلہ کیا اور حملہ آوروں کو ناک چنے چبوا دیئے۔
مقام سلسٹریا پر ترکوں نے روسیوں کو بڑی بھاری شکست دی لیکن مقام وارنا یوسف پاشا کی بدمعاشی سے جو نائب سپاہ سالار تھا ترکوں کو شکست ہوئی یہ ذلیل اور ناپاک و دغا باز ترکی افسر

دسویں تاریخ صبح کو سپاہ سالار لازارف اپنی فوج کو لیکے روانہ ہوا ایک کثیر توپخانہ اور فوجوں کی کثرت نے اس کی کمر کو مضبوط کر دیا مگر زمین کے اونچے نیچے ہونے کی وجہ سے وہ ایک قطار میں فوج نہ لیجا سکا۔ ارباکاشی کے مشرقی ساحل کی جانب جنوب مقام کوشی ران تک بڑھا چلا گیا۔ مغربی ساحل سے اس نے دیغر کے مقام سے دریا کو عبور کیا اور اس جگہ دو بٹالن چھوڑ کے جانب شمال اور لیوک کے پہاڑوں کی طرف روانہ ہوا جس کا فاصلہ چالیس میل تک ہے۔ اس وقت روسی فوجیں مختار پاشا کے چاروں طرف پڑی ہوئی تھیں۔ جب مختار پاشا نے دیکھا کہ میں چاروں طرف سے گھر گیا ہوں تو انہوں نے ارادہ کیا کہ دشمن کو پس پا کر دیں اس ارادہ کی تکمیل کے لئے بارہ بٹالن پیادہ فوج کے کچھہ سوار اور اٹھارہ توپیں اپنے نسبتی بھائی رشید پاشا کی ماتحتی میں روانہ کیں رشید پاشا ایک بڑا بہادر سپاہی لیکن زیادہ تجربہ کار نہ تھا یہ نوجوان سپاہ سالار ۱۲ تاریخ کو اوریک کے پاس روسیوں پر جا پڑا بڑی گھمسان کی لڑائی ہوئی اور اس بہادر نے روسیوں کو مار کے نکال دیا۔ اور کئی مورچے اُن کے فتح کر لئے مگر فوجوں کی کمی سے اپنے مفتوحہ مقامات پر قایم نرہ سکا۔ لازارف شکست کھا کے ۱۳ تاریخ تک اپنی حالت درست کرتا رہا۔ روز بروز ترکوں کی فوجی قوت میں تنزل

پانچہزار فوج کے ساتھہ ترکوں سے جا کے مل گیا اگر یہ نمک حرام ایسی دغابازی نہ کرتا تو ترکوں نے مار ہی لیا تھا ۱۸۲۹ء کی دوسری جنگ روسیوں کے حق میں مفید پڑی۔ یورپ میں مارشل دیوتش نے بلقان کو عبور کر کے ۲۰ اکتوبر ۱۸۲۹ء کو ایڈریانوپل پر قبضہ کر لیا ایشیا میں بھی روسیوں کو اسی طرح کامیابی ہوئی۔ قارص۔ آناپا اور پوٹی مارشل پسکی وچ نے فتح کر لئے۔ اگرچہ ان مقامات کے فتح کرنے میں کثیر تعداد فوج روسیوں کی ضائع ہوئی۔ اخیر روسیوں نے بخوشی انگلستان اور دوسری دول یورپ کی پنچایت منظور کر لی اور ۲۹ اگست کو صلح ہو گئی ۲۸ اگست ۱۸۲۹ء بمقام ایڈریانوپل معاہدہ پر دستخط کئے گئے معاہدہ کی رو سے ڈینیوب کے ساحل چپ کا بہت سا حصّہ روسیوں کے قبضہ میں آ گیا یونان کی خود مختاری سلطان نے منظور کر لی اور ولاچیا اور مالڈیویا کا انتظام علیحدہ طور پر روس کے سپرد کر دیا گیا۔ سرویا بہ حیثیت ایک ماتحت ریاست کے شمار کی گئی۔ اور دردانیال کا راستہ روسی تجارتی جہازوں کے لئے کھول دیا گیا تاوان جنگ کی دو رقمیں ترکی پر ڈالی گئیں۔ ایک تو تجارتی نقصان کی جو روسیوں کو پہنچا اس کی یہ شرط ہوئی کہ ۱۸ ماہ میں ترکی ادا کر دے اور دوسری رقم پچاس لاکھ پونڈ تاوان جنگ

آتا جاتا تھا۔ اور روسی سپاہ سالار کی قوت بڑھتی جاتی تھی۔ چنانچہ روسی سپاہ سالار نے اوغو پہاڑی پر ایک خفیف جنگ کے بعد قبضہ کر لیا۔

اسی روز روسیوں نے قارص پر حملہ کیا اور بہت دیر تک جنگ ہوتی رہی شام سے کچھ دیر پہلے دو بڑی بڑی توپیں سو یہ تال پر نصب کی گئیں جن سے ترکی لشکر پر ۰۰۰ گز کے فاصلہ سے گولہ باری کی جا رہی تھی روسی افسر کا جو خیال تھا وہ بالکل ٹھیک نکلا۔ مخبروں نے ترکوں کے پوشیدہ مورچوں سے پوری اطلاع دیدی تھی۔ ترکوں میں گھبراہٹ پیدا ہو گئی اور ڈاکٹر کاسن جو ترکی مجروحین کے علاج کے لئے مقرر کئے گئے تھے انہوں نے اپنے مریضوں کو ڈر کے مارے الجاداغ سے آگے لیجانا چاہا جہاں توپوں کے گولے نہ پہنچ سکتے تھے۔

۱۴ و ۱۵ اکتوبر کو بڑی بھاری لڑائی ہوئی۔ ڈیلی نیوز کا نامہ نگار لکھتا ہے کہ الجاداغ کا پہاڑ جہاں لڑائی ہوئی تھی ۰۰۰ ۸ فٹ بلند تھا اور اس کا سلسلہ برابر مشرق سے مغرب تک چلا گیا ہے اس کی چوٹی بالکل نکیلی ہے اور اس کا مشرقی حصہ گول ہے اس کی چوٹیوں پر نہایت مضبوطی سے مورچے بنائے گئے اور آٹھ یا دس بٹالین معہ توپ خانوں کے مقرر کی گئی تھیں۔ ترکی فوجیں شمالی نشیبی حصوں میں مورچہ زن تھیں

قرار پائی اور یہ قرار پایا کہ جب تک تاوان جنگ ادا نہ ہو روسیہ بمقام سلسٹریا اور ڈینیوبی ریاستوں پر قبضہ رکھے اس صورت سے روسیہ کے قبضہ میں بحر اسود کا تمام مشرقی ساحل ہاتھ آگیا اور دردانیال میں روسی تجارتی آزادی مل گئی اور ڈینیوب کے خاص دہانوں پر پورا قابض ہو گیا۔

یونان کی جنگ آزادی کے یہ نتائج ہیں جو اوپر بیان کئے گئے۔ اس تاریخ سے یونان خود مختار سلطنت کی صورت میں کر دیا گیا اس کے جنوب میں خلیج آرٹا سے خلیج وولو تک خط کھینچا گیا اور اس صورت سے البانیہ اور تھسلی سلطان کے سرحدی صوبے قرار دیئے گئے جزیرہ ایوبیا اور شمالی اسپورڈس اور سائیکلیڈس یونان کے ساتھ ملحق کر دیئے گئے اور جزایر ایونین پر انگریزوں نے اپنی سرپرستی قایم کر لی اور جزایر تھریشین اور ایشیائی سواحل ترکی کو دیدیئے گئے۔

تاریخ سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ سلطان محمود اگرچہ زبردست دل و دماغ کا شخص تھا مگر جب قوموں نے اس کی وہ دلی مضبوطی قایم نہیں رکھی۔ جب ایڈریانوپل میں اس نے معاہدہ پر دستخط کئے ہیں اس کی آنکھوں سے برابر آنسو بہ رہے تھے اور وہ روتا ہوا محل میں چلا آیا اور بمقام تھیرپیا ایک عرصہ تک محل میں تنہا پڑا رہا کیا

جن کی تعداد ۳۵ یا ۴۰ ہزار تھی۔
۱۴ تاریخ کی صبح کو کوئی نامور واقعہ نہیں ہوا اگرچہ ترکوں نے روسیوں کو ادہر اُدہر میدان کی طرف جاتے ہوئے دیکھا۔ مگر ڈہائی بجے سہ پہر کو ترکی لشکرگاہ میں الجاداغ کے جنوب سے توپوں کی آواز مسموع ہونے لگی۔ عثمانیوں نے اوغور پہاڑی سے دشمن پر گولہ باری شروع کی چند ترکی بٹالین پہاڑی کے پرے روانہ کی گئیں اور اب لڑائی بہت سختی سے ہونے لگی۔ آفتاب کے غروب ہونے تک برابر لڑائی ہوتی رہی۔
ترکوں کو اس جنگ میں ناکامی ہوئی اور انہیں مجبوراً قارص کی پہاڑیوں کے اخیر سلسلہ تک واپس آنا پڑا جب جنگ ختم ہوچکی مختار پاشا گھوڑے پر سوار ہوکے اور اپنے اسٹاف کے افسروں کو ساتھ لیکے قارص کی طرف روانہ ہوئے اور انہوں نے اپنے افسروں کو اس بات کی اطلاع کردی کہ ہوشیار رہیں دوسری اطراف پر کل حملہ ہونے والا ہے روسیوں نے باہم یہ مشورہ کیا کہ جس صورت سے ممکن ہوا اور خواہ کتنی ہی جانیں ضائع ہوں اولیا تاپی پر قبضہ کرلینا چاہئے۔ یاتی اعظم کو ترکوں کے چھوڑنے کے بعد روسیوں نے لیلیا۔ اور یہ مقام اس قابل تھا کہ یہاں سے اولیا تاپی پر کامیابی سے حملہ ہوسکتا تھا۔

اس کا دل ٹوٹ گیا تھا اور اس کی آنکھوں کے آگے جہان اندھیر ہوگیا تھا "سمند ناز پہ ایک اور تازیانہ ہوا" جب اس نے یہ سنا کہ جس وقت روسی ایڈریا نوپل میں پہنچے ہیں تو ان کے پاس صرف پندرہ ہزار فوج تھی۔ وہ کلیجہ پکڑ کے بیٹھ گیا اور آہ مار کے یہ کہا کاش کسی ذریعہ سے مجھے یہ معلوم ہوتا تو اتنی فوج تو "آناً فاناً" میں چٹنی ہوجاتی میں نے کیوں معاہدہ کیا اور دبکر صلح کی ادہر اس پندرہ ہزار فوج میں مرض کثرت سے پھیل گیا تھا۔ جب سلطان نے معاہدہ پر دستخط کئے ہیں تو صرف ۱۳۰۰۰ فوج تھی جسے تندرست کہہ سکتے ہیں۔
غرض روسی اور ترکی جنگ کا یہ نتیجہ تھا۔ اگر اس کی ذراسی بھنک بھی سلطان کے کان میں پہنچی تو اس میں کلام نہیں کہ فوج تو فوج ترکی رعایا ہی روسیوں کا خاتمہ کردیتی۔ تمام یورپ کا نقشہ بدل جاتا پولینڈ جو مدت سے شہنشاہ روس کے خلاف بغاوت کررہا تھا آزاد کردیا جاتا۔ مصر کی بغاوت فرو ہوجاتی۔ فرانس اور انگلستان روسیوں کے ساتھ جنگ میں شریک ہونے کا کبھی نام ہی نہ لیتے۔ اگر ایک مخبر سلطان کو آکے یہ خبر دیدیتا کہ روسیوں کی فوج کی اتنی تعداد ہے یا سلطان جم کے کچھ دن اور جنگ کرتا رہتا تو ساری باتیں اس کو مفید مطلب ہوتیں۔

جنرل ہیمان اس حملہ کے لئے انتخاب کیا گیا اور اس کی ماتحتی میں کوہ قافیوں کی کثیر تعداد فوج معہ ۶۵ توپوں کے دی گئی ماسکو کی شہنشاہی فوج اس کی مدد کے لئے ایک مقام پر جمع کی گئی کہ اگر اسے پہاڑی لینے میں دقت پڑے تو اس کی مدد کی جائے چنانچہ یہ دونوں فوجیں سوبہ طال کے گرد ونواح میں ۵ تاریخ کی صبح کو آکے مل گئیں۔ ادہر گرانڈ ڈیوک اور جنرل لوئیس ہنکف بہی فوجوں کا دل بادل لیئے جنگ کے لئے مستعد ہو گئے۔ جنرل ہیمان کی فوجوں کا بازوئے راست اردہان کے برگیڈ سے جو جنرل کمرف کی ماتحتی میں تھا مضبوط کیا گیا اور سواروں کی چند رجمنٹیں اسی مقام پر اس لئے کھڑی کی گئی تہیں کہ اگر قارص کی ترکی فوج قلعہ یا یاتی کوچک کی فوج آگے بڑہی تو اسے روک دے۔

اس وقت ایک خطرناک آگ اولیا تاپی کی طرف جاری تہی ۱۶ بڑی بڑی روسی توپیں ایک قریب ہی کے مقام پر نصب کی گئی تہیں جو بہت ہی قریب مقام تھا اور جہاں سے بڑی سختی کے ساتھ گولہ باری ہو رہی تہی گولے لگاتار ان ترکی لینوں پر پڑ رہے تہے جو چوٹی پر قائم تہیں تو بہی ترک نہایت استقلال سے ان گولوں کا جواب دے رہے تہے اور دہوئیں نے ادہر ادہر ایک بڑا پہاڑ بنا کے کھڑا کر دیا تھا ہر

جب صلح ہو چکی تو محمود اگرچہ شکستہ خاطر ہو گیا تھا مگر پھر بہی اس نے ایک نئے لشکر کی ترتیب دینی شروع کی اور ساتھ ہی جنگی جہازوں کے مہیا کرنے کا انتظام کیا اور اپنے خزانہ کی حالت درست کرنے کی طرف متوجہ ہوا کیونکہ خزانہ کی حالت بہت ہی خراب ہو گئی تہی اور ایک پائی نہ رہی تہی۔ یہ آفتیں ترکی سلطنت کو چھوڑا کرنے کے واسطے کچھ کم نہ تھیں کہ یکایک یورپی ترکی میں بغاوت کے خطرناک شعلے بھڑکنے لگے ۱۸۳۰ء میں بغاوت کی ابتدا ہوئی اور اس کے بعد دو سال تک برابر شدت کے بغاوت ہوتی رہی۔ سب سے زیادہ خطرناک بغاوت البانیا کے قبایل اور بوسینا کے عیسائیوں کی تہی۔ یہی کیفیت ایشیا میں ہو گئی تہی بغاوت کی آگ برابر بھڑک رہی تہی اور مصر میں ایک طوفان برپا تھا۔ محمد علی پاشا مصر کا خود مختار حاکم بن بیٹھا تھا اور روز بروز اس کی قوت بڑہتی جاتی تہی محمود پریشان تھا کہ کیا کرنا چاہیئے۔

۱۸۳۱ء میں ابراہیم پاشا جو ایک نہایت تجربہ کار اور جوشیلا سپاہ سالار تھا گورنر دمشق پر حملہ آور ہوا۔ اور اس نے چالیس ہزار فوج اور پانچ جہازوں کے ساتھ ایک خاص مقام کا محاصرہ

لحظہ یکایک ترکی توپوں کی آواز بند ہوجاتی تھی لیکن جب مقتولین اور مجروحین کی جگہ اور ترک توپچی
آجاتے تھے تو پھر ترکی توپوں کے گولے زور زور سے پڑنے لگتے تھے ۳۰ گھنٹے تک اسی طرح لڑائی ہوتی
رہی اور پھر یہ جنگ ایک مقام پر ٹھیر گئی روسی فوجیں اگرچہ اُن کی تعداد زیادہ تھی آگے نہیں بڑھیں
وہ پہاڑی کے شمالی جانب پڑی ہوئی تھیں اور انہیں مطلق آگے بڑھنے کا خیال نہ رہا تھا یکایک مقام
سوباطن کی طرف سے روسیوں کی جانب چپ توپوں کی آواز آنے لگی اور کچھ سپاہی الحجادداغ سے
اُترکے اولیاتاپائی کی طرف بڑھتے نظر آئے تاکہ اپنے دشمن سے دست بدست لڑکے اپنی قسمت کا فیصلہ
کرلیں - یہ ترکی سپاہی ایک بہت بڑے نالے کو عبور ہی کرنے کو تھے کہ یکایک روسی پلٹن نمودار
ہوگئی اور ترکی سپاہیوں کو پیچھے ہٹنا پڑا اور روسی فوج کے ۳ کالم اولیاتاپائی کی طرف جاتے
ہوئے معلوم ہوئے ترکوں نے اوپر سے توپیں اور بندوقیں ماریں مگر پھر بھی یہ بڑھے چلے گئے اور
وہ لوگ جو انہیں پیچھے سے کھڑے ہوئے دیکھ رہے تھے یکایک دھوئیں کی وجہ سے ان کی نظروں
سے غائب ہوگئے ادھر ترک بھی انہیں نہ دیکھ سکے - روسی سپاہی بے کھٹکے آگے بڑھے چلے گئے اور

کرلیا - یہ مقام شام کی کنجی تھا - ۲۷ دسمبر ۱۸۳۲ء کو فتح کرکے سات برس تک اس مشہور ملک کا
خود مختار حکمران بنا رہا -

سلطان نے بھی فوجیں روانہ کیں لیکن ابراہیم پاشا کی فوج سے پے درپے شکستیں کھائیں اور اب
یہ تحقیق معلوم ہونے لگا کہ تمام ایشیائے کوچک مثل شام کے محمد علی پاشا کی سلطنت میں شامل ہوجائے
گا اور یہ بات عام طور سے مشہور ہوگئی کہ آئندہ موسم بہار میں محمد علی بذات خود فوج کا سرگرہ بن کے
قسطنطنیہ پر حملہ کرے گا -

جب ایسی مصیبتوں کا پہاڑ سلطان پر ٹوٹ پڑا تو اب مجبوراً سلطان نے انگلستان سے مدد مانگی مگر
سخت افسوس ہے کہ انگلستان نے سلطان کی درخواست پر توجہ نہ کی - روس نہایت شوق سے
ایسے موقع کی تاک میں لگا ہوا تھا انگریزوں نے نہایت نادانی سے اس کی آرزو پوری ہونے دی
اس سے بہتر موقع انگلستان کو ترکی پر عام اثر ڈالنے کا نہیں مل سکتا تھا چار محمود نے روسیوں سے
مدد کی درخواست کی روسیوں نے نہایت خوشی سے ایک بیڑہ جہازات کا بماہ اپریل ۱۸۳۳ء

ترکی مورچوں کے بہت ہی قریب پہنچ گئے وہاں پہنچ کے روسیوں نے خوشی کے نعرے مارے پھر اور روسی فوجیں ان کی مدد کو آگئیں۔ ترکوں کی تعداد بہت کم تھی۔ پھر بھی خوب لڑے اور بے جگری سے لڑے مگر ناچار اس مقام کو چھوڑنا پڑا۔ روسی سپاہ سالار جہیمن معہ اپنے اسٹاف کے قلعہ کوہ پر پہنچا اور اپنے سپاہیوں کی پریڈ کرکے حکم دیا کہ دشمن کا تعاقب کریں اب یہ مقام روسیوں کے ہاتھ آگیا اور یہ ایسا زبردست مقام تھا کہ یہاں سے مختار پاشا پر ایک خطرناک حملہ ہو سکتا تھا اور یہی مقام تھا جو ایشیا کی کنجی سمجھا جاتا تھا۔ اب یہ امید کی جاتی تھی کہ مختار پاشا بالکل کچل دیئے جائیں گے اور تمام ترکی ایشیا روسیوں کے قدموں پر نثار ہو جائے گی۔

چار ترکی بٹالین کا جن کی تعداد دو ہزار تھی اور جو ادلیا تاپی پر روسیوں سے لڑی تھیں سخت نقصان ہوا تمام یورپی مورخ یکزبان ہو کے شہادت دیتے ہیں کہ ترک ادلیا تاپی پر ان بے جگری سے لڑے کہ جس کی نظیر نہیں ہو سکتی مگر تعداد کی قلت نے انہیں شکست یاب کر دیا کوئی کوشش ایسی نہ تھی جو ترکوں نے اس پہاڑی کے بچانے میں اٹھا رکھی ہو مگر جب دو ہزار کا مقابلہ ۱۵ ہزار سے آپڑے

دہانہ باس فورس پر بھیجدیا اور ایک زبردست فوج قسطنطنیہ کے سامنے خشکی پر اتار دی اب ابراہیم نے یہ دیکھا کہ قسطنطنیہ پر حملہ کرنا بے فائدہ ہے ناچار اس نے ترکوں سے صلح کرلی اور بہت بڑے ملک پر جو اس نے اپنی تلوار کے زور سے حاصل کیا تھا قابض رہنا قبول کیا۔

۶ مئی ۱۸۳۳ء میں سلطان نے ایک فرمان جاری کیا جس کی رو سے محمد علی کو کریٹ (اقریطس) مصر طرابلس الغرب۔ حلب۔ دمشق اور بیت المقدس دیدیئے گئے۔

ایسی گراں قیمت سے سلطنت نے ایشیائے کوچک کو محمد علی کی فوجوں سے خریدا اس کے بعد روسی فوجوں کو رخصت کرنے کی باری آئی۔ جب سلطان محمود نے روسی سپاہ سالار سے کہا کہ آپ رخصت ہوں تو وہ سر ہلا کے مچل گیا اور کہا کہ جب تک ایک خاص معاہدہ نہ ہو جائے گا میں یہاں سے فوجیں نہ لیجاؤں گا چنانچہ ایک مشہور و معروف معاہدہ ہوا جس کی ایک شرط تو یہ قرار پائی کہ جب سلطان کو مدد کی ضرورت ہو تو اس کو مدد دوں گا اور دوسری شرط یہ ہوئی کہ جب تک روسیہ اجازت نہ دے کسی دولت خارجہ کا جنگی جہاز دردانیال سے نہ نکلنے پائے۔

تو کیونکر کامیابی ہو سکتی ہے۔لیکن یہ بات تعجب سے سنی جائے گی کہ اس پہاڑی کے فتح کرنے میں روسی فوج دو ہزار ترکوں کے مقابلہ میں ۰۰۰ ۴ سپاہی میدان جنگ میں کام آئے۔ ۵ ترکی بٹالن مختار پاشا نے امداد کے طور پر اولیاتاپاپی کی طرف روانہ کردی تھیں مگر یہ بٹالن اس وقت پہنچی ہیں جب ترکوں کو شکست مل چکی تھی۔شکست یاب عثمانی الجاداغ کی طرف چلے گئے اور روسی سپہ سالار تھیمن براجوان کو دباتا چلا جاتا تھا۔اور اب چاروں طرف سے ترکوں پر حملہ ہونے لگا اِدہر تھیمن آندہی اور مینھ کی طرح بڑھا چلا آتا تھا اور دوسری جانب لزارف ایک فوج کثیر کے ساتھ حملہ آور تھا یہاں تک کہ روسیوں نے ترکوں کا قارص فالاراستہ کاٹ دیا۔ترک اِدہر اُدہر بستیوں میں پراگندہ ہوگئے اور جب دشمن نے چاروں طرف سے گھیر لیا تو انہوں نے بڑی دلیری سے آخری کوشش اپنے بچانے کی کی لیکن سر دست بچنا محال تھا کیونکہ روسیوں کی ٹڈی دل فوجوں نے انہیں چاروں طرف سے گھیر لیا تھا وہ بیچارے کرتے تو کیا کرتے ناچار ترکوں کی یہ مٹھی بھر فوج ایک جگہ جم گئی اور یہ ارادہ کرلیا کہ یہیں کٹ کے مرجائیں گے مگر قدم پیچھے نہ ہٹائینگے یہ

نہ صرف انگلستان نے بلکہ تمام دول یورپ نے نادانی کی کہ روسیوں کو سلطان سے ایسا معاہدہ کرنے دیا۔انگریزوں کی تو اتنی بھاری غلطی ہوئی کہ جس کا کوئی حد وحساب نہیں مگر اور دولتیں بھی اس کارروائی کو آنکھیں پھاڑے ہوئے دیکھتی رہیں اور کسی نے ہُوں تک نہ کی۔

جب یہ کل آفتیں سلطان کے سر سے ٹل گئیں تو اب سلطان نے نہایت استقلال سے اپنے ملک کے انتظام کی طرف توجہ کی پہلے فوج کو درست کیا پھر جنگی جہازوں کو بہم پہنچایا اس کے بعد خزانہ کی حالت کو سنبھالا پھر اس نے قوم کی تعلیم کی طرف توجہ کی تجارت کو ترقی دی اور تمام سلطنت میں رعایا کی جان و مال کی حفاظت کی اور تمام بار اور سختیاں جو عیسائی رعایا پر تھیں سب کو اُٹھا دیا۔

جب سلطنت کے ہر محکمہ میں نمایاں ترقی معلوم ہونے لگی تو اب یکایک انگلستان کی توجہ ترکی کی طرف مائل ہوئی۔اور یہ بات قرار پائی کہ اگر پھر ترکوں اور محمد علی میں جنگ ہوگئی تو انگلستان ترکوں کا ساتھ دیگا۔محمد علی کا مستقل ارادہ تھا کہ کسی نہ کسی صورت سے میں عرب کو فتح کرلوں اور تمام مفتوحہ صوبوں کی حکومت اپنے خاندان میں تقسیم کردوں۔اِدہر تو محمد علی اس تاک میں لگا ہوا تھا کہ جب موقع ہو سلطان کے کسی نہ کسی

الجاداغ یانیا کو چک تھا جہاں ترکوں نے پھرتی سے مورچہ بندی کر لی تھی مگر کیونکر ہو سکتا۔ اپنے سے دس گنی اور پندرہ گنی فوج سے مقابلہ کرنا دشوار ہے کچھ دیر بعد ترکوں کی تمام امیدوں پر پانی پھر گیا تو بھی وہ مستقل مزاج رہے اور انہوں نے بڑی پھرتی سے اپنا تمام سامان رسد۔ میگزین۔ توپیں اور چھکڑے صاف بچا کے قارص کی طرف رخ کیا۔ روسی رسالے نے بہتیری کوشش کی کہ ترکوں کو روکے مگر کامیاب نہ ہوا تو بھی دوسرے مقامات پر بہت سے ترک گرفتار ہوئے ۹ بجے شب کو روسی سپاہ سالار گرانڈ ڈیوک کو لکھ کے بھیجا کہ سات پاشا۔ چھتیس توپیں اور چھبیس بٹالین نے اطاعت قبول کی اور ہتیار ڈالدیئے اس طرح میں نے مختار پاشا کے تمام لشکر تتر بتر کر دیا اور اب مختار پاشا میں لڑنے کا دم نہیں رہا وہ بھی عنقریب اطاعت قبول کرے گا۔ قیدیوں میں رشید پاشا لفٹنٹ جنرل اور پریسیڈنٹ ملٹری کاؤنسل حسین کاظم پاشا مختار پاشا کے اسٹاف کا افسر مصطفیٰ پاشا اور ۳ دوسرے سپاہ سالار تھے۔ پانچ ہزار آدمی مقتول اور مجروح ہوئے اور ۱۲۰۰۰ گرفتار کر لئے گئے۔ اسی روسی سپاہ سالار کی رپورٹ کے مطابق

ملک پر قبضہ کر لوں اور ادھر سلطان اس فکر میں تھے کہ اگر کوئی موقع ہو تو محمد علی کو اس کی سرکشی کی پوری سزا دوں۔

جب سلطان میں کچھ دم درود آگیا اور سلطان نے اپنی فوجوں کو تھوڑا بہت مضبوط کر لیا تو یک لخت ایک فرمان محمد علی کے نام بھیجا کہ کیا وجہ ہے کہ تو نے اب تک خراج ادا نہیں کیا۔ اور تجھے معلوم ہو کہ جس وقت تیرے پاس یہ فرمان پہنچے فوراً مصری گارڈ کو حضور انور رسول مقبول کے روضہ منورہ سے ہٹا کے ترکی گارڈ اس کی جگہہ مقرر کر دے اور سلطنت میں ہمارے نام کا سکہ جاری کر دے۔

جب محمد علی کے پاس یہ فرمان پہنچا تو اس نے اٹھا کے پھینک دیا۔ اور کچھ پروا نہ کی۔ جب سلطان کو خبر پہنچی اس نے فوراً فوجی تیاری کا حکم دیا۔ حکم ہوتے ہی ایک زبردست شائستہ فوج اور ۲۵ جنگی جہازوں کا بیڑا تیار ہو گیا تاکہ سلطان کے مطالبات کو پورا کرے۔

مگر افسوس ہے کہ ۲۴ جون کو بمقام نصیب سلطانی فوج کو شکست ہوئی اور اس کی وجہ یہ تھی

۴۲ توپیں... ۳۰ خچر ترکوں کے روسیوں کے ہاتھ لگے تو بھی یہ تعریف کی بات ہے کہ مختار پاشا نے اس قیامت خیز واقعہ میں اور ایسی بھاری شکست پر دل نہ ہارا اور مقام سوری پالی پر قدم جمائے ہوئے جنگ کرتے رہے اور روسیوں کا اس پر مطلق قبضہ نہ ہونے دیا۔

جو کیفیت ایسی بھاگڑ میں دوسری قوم کی سپاہ کی ہوتی ہے غنیمت ہے کہ وہ ترکوں کی نہ ہوئی۔ اگرچہ اتنی بھاری شکست ہو چکی تھی مگر کسی افسر یا سپاہی کی پیشانی پر پریشانی کے آثار معلوم نہ ہوتے تھے۔ ہاں بے قاعدہ فوج پر پریشانی چھا گئی تھی جس میں کثرت سے عرب تھے جو حلب وغیرہ سے والنٹیر بنکے آئے تھے۔ اس شکست سے قارص کی حالت بہت ہی خراب ہو گئی تھی۔ متوحش باشندوں سے شہر کی شاہراہیں پُر ہو گئی تھیں اور مختار پاشا نہایت خاموشی کی حالت میں ایک مکان میں مقیم تھے اور اس خوف سے باہر نہ نکلتے تھے مبادا یہ متوحش گروہ ان پر پل پڑے۔ شہر کی حالتِ صحت بھی خراب تھی بخار بہت شدت سے پھیل رہا تھا اگرچہ سامانِ رسد بہت تھا مگر کھانا پکانے کے لئے لکڑیاں نہ ملتی تھیں اب آنکھوں سے دکھائی دینے لگا تھا کہ عنقریب روسی قارص کا محاصرہ

کہ سلطانی فوج کے تمام افسروں نے محمد علی سے رشوت لے لی تھی اور ان بدنصیب ناپاک سپاہ سالاروں نے اپنے آقا سے نمک حرامی کر کے عین میدان جنگ میں دشمن کا ساتھ دیا بلکہ بدبخت ترکی امیر البحر بھی دشمن سے مل گیا اور اس طرح کل جہازی جنگی بیڑا محمد علی کے قبضہ میں آگیا۔

سلطان محمود کی خوش قسمتی تھی کہ اس فاش شکست کی خبر پہنچنے سے پہلے یکم جون ۱۸۳۹ عیسوی میں انتقال ہو گیا ۱۸۰۸ء سے سلطان محمود حکومت کر رہے تھے ۳۱ برس کی سلطنت میں اُنکی فوجوں اور حکمت عملی کو بہت کم کامیابی نصیب ہوئی تو بھی اپنی تمام اغلاط اور بدنصیبیوں کے ساتھ سلطان محمود اپنے وقت کا ایک زبردست شہنشاہ گزرا ہے۔

سلطان محمود نے جو کچھ کیا اپنی قوم اور ملک کی بہتری کے لئے کیا اس نے ترقی اور اصلاحِ ملک کا ایسا مواد جمع کیا تھا جسے بدقسمتی سے وہ خود نہ دیکھ سکا اس نے آگ اور خون کے راستے طے کر کے ایک نئی ترکی کی بنیاد ڈالی اور بعد ازاں ترکی کو جو کچھ ترقی ہوئی سلطان محمود کی کوششوں کا صدقہ تھا۔

کرینگے اور پھر کیسی ہی زبردست فوج ہو روسیوں کے حملہ سے قارص کو نہیں بچا سکے گی۔
قارص میں شایستہ سپاہ کی تعداد انگلیوں پر تھی ہاں شہری کثرت سے مسلح کردیئے گئے تھے لیکن
یہ شہری روس کی فتحیاب اور شایستہ فوج کا کیونکر مقابلہ کرسکتے تھے۔ توپ خانہ کی حالت بہت
خراب تھی مگر مرحبا ہے مختار پاشا کو کہ وہ برابر اپنی حفاظت کی تیاریاں کررہے تھے۔ انہوں نے
مشرقی اور مغربی پہاڑیوں پر توپوں کو مرمت کراکے نصب کردیا تھا۔ مختار پاشا کو خیال تھا
کہ میں قارص سے کثیر تعداد باشندوں کو مہیا کرسکتا ہوں مگر جب وہ شہر میں آئے اور انہیں
جمع کیا تو انہیں معلوم ہوا کہ ۱۳۰۰ سے زیادہ شہری روسیوں کے مقابلہ پر نہیں آسکتے جب
انہوں نے یہ دیکھا تو قارص پر روسیوں سے لڑنا مناسب نہ جانا اور مجبوراً ۶ بٹالین اور ایک
توپ خانہ کو بایزید کی طرف روانہ کیا اور خود ۲۲ بٹالن اور ۳۴ توپوں کو لے کے ارازات
کی طرف ہٹ آئے۔ اب مختار پاشا کو کوئی امید نہ رہی تھی کہ الجاداغ پر پھر اپنی فوج کا
جمگھٹا دیکھوں گا ہاں یہ بات ضرور ہوئی کہ ۱۳ ترکی بٹالین نے روس کی کثیر تعداد فوج کو

اکتیسواں باب[۳۱]

عبدالمجید ترکی کا اکتیسواں شہنشاہ یا سلطان

۱۸۳۹ء سے ۱۸۶۱ء تک

عبدالمجید کا تخت نشین ہونا۔ مسئلہ مصر کا تصفیہ۔ دردانیال میں جہاز رانی کی بابت گفتگو۔ اصلاحوں کا جاری کرنا۔ جنگ کریمیا۔ بالڈیویا اور ولاچیا۔ رومانیا کی بغاوت کی ساتھ بدامنی۔ ملکی لڑائی۔ ترکی فوج کا تشدد۔ دمشق کا فساد۔ عیسائیوں کا قتل عام۔ فرانسیسی فوج کا ساحل پر اُترنا۔ عبدالمجید کی وفات۔

جب عبدالمجید تخت نشین ہوئے ہیں تو ترکی کی اندرونی حالت بہت ہی خراب تھی۔ چونکہ عبدالمجید
کی عمر بہت کم تھی اس وجہ سے اس بات کا بہت اندیشہ تھا کہ دیکھئے اس عظیم الشان سلطنت کو

کاٹ کے اپنا راستہ مختار پاشا کی طرف کر لیا تھا اور روز بروز تھوڑے تھوڑے سپاہی آ آ کے مختار پاشا سے ملتے جاتے تھے۔ ترہی توپخانہ۔ کمسریٹ۔ ہسپتال اور سامان کا بہت سا حصّہ روسیوں کے ہاتھ میں آ گیا مختار پاشا کو یہ بھاری شکست روسیوں کی توپوں کی تعداد زیادہ ہونے سے ملی اور دوسرے انہیں اس بات کا افسوس رہا کہ میرے فوجی افسروں نے غلطی سے ایک عمدہ مقام کو چھوڑ دیا۔ اسمٰعیل پاشا نہایت ہی پریشانی اور مصائب اٹھا کے مختار پاشا سے آ ملے تھے۔ ۱۴ اکتوبر کو زیدی خاں سے روانہ ہوئے اور ان کا اس روسی فوج سے مقابلہ ہوا جو شمال کی طرف سے آ رہی تھی۔ جب وہ درہ کوسی داغ پہنچے ہیں انہوں نے اپنی فوج کو دو حصّوں میں تقسیم کر دیا تھا مگر کوہ قافیوں کے ایک برگیڈ نے ۲۶ تاریخ جانب چپ حملہ کیا مگر ترکوں نے نہایت جوانمردی سے ایسے شدید حملہ کو پسپا کر دیا۔ جب اسمٰعیل پاشا مشیر سے آ کے ملے تو انہوں نے ذکر کیا کہ روسیوں کے دو سپاہ سالار برابر تعاقب میں سرگرم ہیں یہ سن کے انہوں نے اپنی کل فوج ل کو ادھر ادھر پریشان کر دیا اور جا بجا جہاں تک ممکن ہو سکا اس کا انتظام کیا کہ روسیوں کے

کیا روز بد دیکھنا پڑے گا۔ مثل دوسرے ترکی شاہزادوں کے عبدالمجید کی بھی حرم میں ہی پرورش ہوئی تھی۔ اور اس نوجوان سلطان کو اس قدر تعلیم دی گئی جتنا کہ محل کے خواجہ سرا، عورتیں۔ اور ملازمین دے سکتے ہیں۔ محمود کی دلی خواہش تو یہ تھی کہ میں اپنے بیٹے کو مغربی طرز کی تعلیم دلواؤں مگر علمار اسلامبول کے گروہ نے سلطان کے ارادہ کی اس سختی سے مخالفت کی کہ مجبوراً اسے اپنا خیال چھوڑنا پڑا۔

عبدالمجید مثل ایک معمولی لڑکے کے تخت سلطنت پر بیٹھے۔ شاہزادہ میں اگر کچھ قابلیت تھی تو صرف اسی قدر کہ ان میں عثمانی خون تھا رہا تجربہ سلطنت اور حکمرانی یہ ان کے پاس سے ہو کے بھی نہ پھٹکا تھا۔ تخت نشینی کے وقت آپ کی عمر ۱۶ برس کی تھی۔ ایسی حالت میں جبکہ سلطنت میں ایک قیامت برپا ہو اور اس کی بنیادوں میں تنزل آ چکا ہو تمام صوبوں میں بغاوت پھیلی ہوئی ہو خزانہ خالی ہو چکا ہو تو پھر کیونکر ایک ایسا بچہ جسے انتظام میں کچھ بھی تجربہ نہ ہو کامیابی حاصل کر سکتا ہے۔ عبدالمجید تخت پر بیٹھے ہی تھے کہ ان کو اس شکست عظیم کی خبر ملی جو ان کی فوجوں کو مصر میں

تعاقب کا راستہ کاٹ ڈالا جائے جب کل انتظامات ہوگئے تو مختار پاشا ارض روم کی طرف روانہ ہوئے اور اسمٰعیل پاشا کو حکم دیا گیا۔ کہ تم حسن کالی کی طرف فوراً چلے جاؤ ۲۸ تاریخ کو یہ نقل و حرکت شروع ہوئی جب کابری کوی کو خالی کر دیا تو فوراً روسیوں کی فوج ہراول اس مقام پر آگئی۔ ترک اس پریشانی سے نکلے تھے کہ وہ اس کثیر الوزن غلّہ کو بھی برباد نہ کر سکے جو مقام مذکور میں موجود تھا اور جس پر انہوں نے آکے قبضہ کر لیا۔ دراصل اُن کے پاس اتنا بھی وقت نہیں تھا کہ وہ غلّہ میں آگ دیتے ارض روم میں پورے طور سے تیاری کی گئی اور ارادہ کر لیا تھا کہ اخیر دم تک روسیوں سے لڑینگے اور اپنی حفاظت کریں گے۔ ارض روم کی فوج کا سپاہ سالار فیض پاشا تھا یہ اصل میں ہنگیریا کا رہنے والا تھا اور اس کی عمر ۷۰ سال سے تجاوز کر چکی تھی مگر اب بھی خوشی و خرمی۔ اولوالعزمی اور فوجی قابلیت موجود تھی۔ وہ خوب جانتا تھا کہ مختار پاشا کے اوپر کیا کیا مصیبتیں پڑی ہیں۔ جب اُس نے شکست کی خبریں سنیں اہل شہر کو ان لوگوں میں سے جو مضبوط اور کام کرنے کے قابل تھے ہتیاروں کے ساتھ توپخانوں کی طرف روانہ کر دیا جو مقامات کی بلندیوں پر نصب کی گئی تھیں چالیس توپیں بھی اس نے روانہ کیں

ہوئی تھی۔ ۲۴ رجون کو شکست ہوئی تھی اور یکم جولائی کو اس کی خبر قسطنطنیہ پہنچی اور یہ بھی اطلاع ہوئی کہ ابراہیم ایک کثیر تعداد فوج کے ساتھ قسطنطنیہ بڑھا چلا آتا ہے۔ اور وہ قسطنطنیہ کی فتح کرنیکا مصمم ارادہ کر چکا ہے اس خبر کے پہنچتے ہی قسطنطنیہ میں ایک آفت برپا ہوگئی ہر ایک ترک یہ کہتا تھا بار خدایا ہماری قسمتوں کا آخری نتیجہ کیا ہوگا اور اب ہم کیا کریں گے۔

کپتان پاشا جس وقت ۱۴ رجولائی کو اسکندریہ پہنچا ہے جس کے ساتھ ترکی جنگی جہازوں کا ایک بہت بڑا بیڑا تھا کمبخت اپنے آقا سے باغی ہو کے محمد علی پاشا مصر سے مل چکا تھا اس صورت سے علاوہ بری فوج کے برباد ہونیکے ترکی کے ہاتھ سے کل جہاز بھی نکل چکے تھے۔ اب نوجوان سلطان سخت پریشان ہوا کہ کیا کرنا چاہئے مگر غنیمت ہے کہ اس ٹوٹے پھوٹے زمانہ میں بہت قابل وزیر دربار میں موجود تھے جنہوں نے اپنے نوجوان سلطان کی کمر ہمت باندھی۔ اور انہوں نے یہ مستقل ارادہ کر لیا کہ نئے انتظام کی جو تجویز مرحوم سلطان کر گیا ہے ان پر نہایت مستعدی سے عمل کیا جائے۔ ۳ نومبر ۱۸۳۹ء شہنشاہی محل میں ایک خطبہ پڑھا گیا جس میں علما اور حکام کو ان قوانین پر عمل کرنیکے لئے مجبور کیا گیا تھا جو سلطان محمود مدوّن کر گئے تھے۔ اس اعلان سے سلطان نے

جو ترک کے کارخانہ کی بنی ہوئی تھیں۔
مورچہ بندی بہت زور شور سے ہونے لگی۔ کھائیاں کھودی جانے لگیں اور وہ راستہ جو صرف مشرق کی طرف سے شہر میں جانے کا تھا اس میں آگ دیدی گئی۔ اسمٰعیل پاشا کے لئے یہ بہتر ہوتا کہ معقول طور پر ایک مقام کا انتظام کرتا۔ بجائے اس کے کہ مقام حسن کالی کو فوج کے ساتھ مضبوط کرتا اس نے اپنے بھائیوں کو حکم دیا کہ جنوب کی طرف چلے جائیں اور میدان میں مورچہ بنالیں اور حسن کالی پر اس نے فوج کا ایک پلٹ بھی قایم نہ رکھا۔ روسی سپاہ سالار ہیمان نے جس کی ماتحتی میں کثیر تعداد فوج کی تھی ترکوں کا یہ راز معلوم کرلیا وہ فوراً آگے بڑھا۔ اور آدھی رات کو ۲۸ تاریخ جب نہایت ہی بے خبری کی حالت میں ترک حسن کالی کو خالی کر رہے تھے اس نے شب خون مارا ترکوں میں پریشانی چھاگئی اور وہ اپنا سارا سامان حرب چھوڑ کے چلدیئے۔ مگر تاہم چھ گھنٹے کے بعد ان کی یہ بے اوسانی استقلال سے بدل گئی اور انہوں نے نہایت جدوجہد سے دشمن کے تعاقب سے جان بچا کے ۲۹ تاریخ مختار پاشا سے آملے۔
مختار پاشا کی طرف سے کئی تار برقیاں قسطنطنیہ روانہ کی گئیں کہ جہانتک جلد ممکن ہو مدد دینی چاہئے

اپنی رعایا کو پورے حقوق بخشدیئے۔ اور مذہب کا ان میں کوئی لحاظ نہ رہا۔ ہر ایک کی ذات اور مال کی پوری حفاظت کی گئی اور وعدہ کیا گیا کہ باقاعدہ اور غیر طرفدارانہ طریقہ ٹیکس وصول کرنیکے لئے باقاعدہ جاری کیا جائے گا اور عام طور پر رعایا کے انتظام کی صورت ہوگی۔ عدالتیں انصاف کریں گی۔ کسی طرح کی مذہبی طرفداری نہ کی جائے گی۔ اور رنگروٹوں کی بھرتی کرنے کا نیا قاعدہ جاری ہوگا اور فوج میں ہر کو عہد سیکھنے کی ایک خاص مدت مقرر کی جائے گی اور اسی قسم کی بہت سی اصلاحوں کا ذکر تھا۔
اس میں شک نہیں کہ یہ تجاویز نہایت اعلیٰ درجہ کی تھیں۔ مگر جب کبھی سلطنت میں ایسی تجویزیں کی گئیں سلطان کے خلاف سازشوں کے جال بچھ گئے اور وہ بیچارہ قتل کردیا گیا یا تخت سے اتار دیا گیا۔ مگر الحمدللہ کہ اس وقت تمام سرغنہ اور مفسدوں کے سردار مار ڈالے جاچکے تھے اور قسطنطنیہ میں اس سے بالکل امن تھا اس لئے ان تجاویز کو نہایت خاموشی سے سنا گیا اور کسی قسم کی مغائرت کا اظہار نہیں کیا گیا۔
عبدالمجید آخرکار تمام سلطنت میں عزیز ہوگئے۔ اور تمام رعایا اور افسر ان سے محبت کرنے لگے۔ یہ سلطان کی قابلیت اور خوش قسمتی تھی کہ انہوں نے بہت جلد ایسی ہر دلعزیزی پیدا کرلی۔

قسطنطنیہ سے یہ جواب آیا کہ پانچ بٹالن باطوم سے روانہ کردی گئی ہیں اور بارہ بٹالن دو توپخانوں کے ساتھ بہت جلد قسطنطنیہ سے روانہ ہوگئیں۔ مختار پاشا کی ہمت اور جوانمردی کو شاباش ہے کہ انہوں نے سولہ ہزار فوج سے ساٹھ توپوں کے ساتھ دیوی بوین پشتہ کی پوری نگرانی کی چونکہ قدرتی طور پر مختار پاشا نہایت دلیر اور جری شخص تھا اُسے از خود یہ یقین ہوگیا تھا کہ روسیوں کی ایک لاکھ فوج بھی مجھے اس پشتہ سے علیحدہ نہیں کرسکتی۔ فیض پاشا نہایت سنجیدہ اور تجربہ کار شخص تھا اُسے پہلے سے معلوم ہوگیا تھا کہ ارض روم خطرہ میں پڑ چکا ہے تو بھی جہاں تک اس سے ممکن ہوا اُس نے اُس کے مضبوط کرنے میں کوئی کسر باقی نہیں رکھی۔ اگر ان ترکی سپاہ سالاروں کے پاس جو اول درجہ کے قابل تھے بہت سی فوجیں ہوتیں تو روسیہ کو پورا مزا چکھا دیتے۔

جب جنگی مشکلات بڑھ گئیں تو اب نامہ نگاروں کو سخت دقت ہونے لگی پہلے وہ بالکل آزاد تھے لیکن اب طرفین کے سپاہ سالاران کے مصائب اور ارادہ کا کوئی انتظام نہ کرسکے۔ بہت سے نامہ نگار اپنے عہدہ سے برخاست ہوکے شہر بدر کردیئے سب سے پہلے روسی حکومت کی طرف سے ایک اعلان جاری ہوا

تخت پر بیٹھتے ہی سلطان نے اپنے قابل وزرا کے مشورہ سے ایک فرمان والیئے مصر کے پاس بھیجا کہ ہم نے تیرا قصور معاف کیا اور ہم اجازت دیتے ہیں کہ صوبہ مصر ہمیشہ تک تیری اولاد کے قبضہ میں رہیگا لیکن اس شرط پر کہ تو ہمارے فرمانبرداری اور اطاعت سے باہر قدم نہ رکھے۔

محمد علی شاہ مصر ضرور ایسے معافی نامہ اور دائمی بخشش کو قبول کرلیتا مگر جیبوٹ غاباز۔ فریبی۔ احمد فیاض کپتان پاشا ترکی کا امیر البحر اپنے کل جنگی جہازوں سے محمد علی سے جاملا اُسے بے انتہا جرأت ہوگئی اور اس نے ارادہ کرلیا کہ ایک صوبہ پر قناعت کرنے سے کیا فائدہ لگتے ہاتھ قسطنطنیہ کو بھی فتح کرلو۔ جب دول یورپ نے محمد علی کا یہ ڈھنگ دیکھا وہ بیچ میں کود پڑیں اور انہوں نے تصفیہ کردیا۔ نوجوان سلطان اس تصفیہ سے بہت خوش ہوئے مگر محمد علی نے معاہدہ کی شرطوں پر اعتراض کیا اخیر یہ تجویز ٹھیری کہ اس معاہدہ پر دوبارہ غور کیا جائے چنانچہ ۵ ارجولائی ۱۸۴۰ء میں بمقام لندن معاہدہ پر دستخط ہوئے اور اس معاہدہ کی رو سے انگلستان۔ روسیہ۔ آسٹریا اور جرمنی نے مل کے والیئے مصر یعنی محمد علی کو الٹیمیٹم دیدیا۔

محمد علی کی بیوقوفی تھی کہ جب اُسے شام اور مصر کی گورنری ہمیشہ کیلئے دیجاتی تھی تو اس نے کیوں انکار کردیا

کہ لندن اسٹینڈرڈ کا نامہ نگار مسٹر فریڈرک بائل اس جرم میں رومینی سرحدات سے نکال دیا گیا کہ اس نے ۲۴ راگست ایک چٹھی شائع کی جس میں روسیوں کے مورچوں کا مفصل حال ہے اور اس چٹھی میں ہر مقام پر توہین آمیز الفاظ سے روسیوں کو یاد کیا گیا ہے۔ اس کے مقابلہ میں لندن ٹائمس کا نامہ نگار کپتان نارمن جو آرمینیا میں کام کر رہا تھا ترکی سپاہ سالار نے اس پر یہ الزام قائم کرکے کہ وہ ترکی سپاہیوں کو بدنام کرتا ہے اور نئے نئے جرائم ان کے سر چپیک کے انہیں لعنت ملامت کرتا ہے اپنی سرحد سے نکال دیا بعد ازاں تحقیق سے معلوم ہوا کہ اس نامہ نگار کے نکالے جانے کا حکم قسطنطنیہ سے آیا تھا جس کی مختار پاشا کو تعمیل کرنی پڑی۔

لندن ٹائمس کا دوسرا نامہ نگار ایشیا میں روسی فوجوں کے ساتھ اس نے اپنے اخبار میں یہ شکایت لکھی کہ روسی افسر بہت بد اخلاقی سے اس سے پیش آتے ہیں اور اخیر اس نے اپنے عہدہ سے استعفا دے دیا۔ ڈیلی نیوز کے نامہ نگار نے اس بات کی شکایت کی کہ روسیوں کا حکم ہو گیا ہے کہ کوئی انگریزی نامہ نگار بلغاریہ کی سرحد میں قدم نہ رکھے ہاں عثمان پاشا نے تمام نامہ نگاروں کو پلونا کی جنگ دیکھنے کا آزادی سے حکم دیدیا تھا

الٹیمیٹم میں یہ تحریر تھا کہ اگر دس روز کے عرصہ میں ان شروط کو قبول نکرے گا۔ اور برابر انکار کئے جائیگا تو دول یورپ پھر جبر سے اس سے دستخط کرالیں گی اور اسے مجبوراً عہدنامہ کی کل شرائط قبول کرنی پڑیں گی۔

فرانس پہلے دول یورپ کے ساتھ ہو گیا تھا لیکن معاہدہ ہونے کے درمیان میں اس نے قطع تعلق کیا۔ جب محمد علی نے دیکھا کہ دول یورپ کا مقابلہ آن پڑا ہے اور مجھ میں اس قدر قوت نہیں ہے کہ میں دول یورپ کا مقابلہ کرسکوں اس لئے اس نے تمام سلطنتوں کو اطلاع دی کہ مجھے براہ راست ترکی سے معاہدہ کر لینے دو میں خود کل معاملات کا تصفیہ اپنے طور پر کرلوں گا چنانچہ دول یورپ نے اپنی مرضی ظاہر کی اور شاہ مصر نے اپنا خاص ایلچی قسطنطنیہ بھیجدیا۔

ترکی وزرا نے محمد علی کی تجاویز کو اطمینان سے نہیں دیکھا اور نہ سلطان کچھ رضامند ہوئے۔ مگر معاملہ بگڑتا ہوا نظر آیا اس لئے دول یورپ نے اعلان دیدیا کہ شام اور مصر کے بندروں کی ناکہ بندی کردی گئی ہے۔

تو بھی بعض ستعد نامہ نگار کچھ نہ کچھ کام دیئے جاتے تھے اور کم و بیش حالات سے اپنے اخباروں کے صفحے پورے کر رہے تھے۔

تیسرا باب ۳

(محاصرہ پلونا)

یورپ میں روسی اور ترکی جنگ کے متعلق سوائے اس کے کوئی بھی نامور واقعہ نہیں ہوا کہ روسیوں کو بعض موقع پر فتح حاصل ہوئی اور ترکوں نے اپنے فنون جنگ کی قابلیت سے بعض موقعوں پر بڑی زبردست کامیابی حاصل کی گرانڈ ڈیوک نیکولس صرف اس وجہ سے کہ وہ شہنشاہ روسیہ کا سگا بھائی تھا فوج کا کمانڈر انچیف بنایا گیا۔ اگرچہ بہت سے افسروں نے خاص مواقع پر اپنے اعلیٰ درجہ کی قابلیت فنون جنگ کا اظہار کیا تھا اور ثابت کر دیا تھا کہ وہ اس عظیم جنگ کے لئے کس قدر قابل ہیں مگر تو بھی انہیں شہنشاہ کے بھائی کے آگے کوئی کامیابی حاصل نہیں ہوئی ابھی تک جس قدر

---

۹ ستمبر ۱۸۴۰ء ایک مشتملہ بیڑا انگریزی۔ آسٹریا اور ترکی جہازوں کا بیروت پر نمودار ہوا۔ فوراً گولہ باری شروع ہوئی بیروت تباہ کر دیا گیا اور بماہ اکتوبر اس پر تینوں دولتوں کا قبضہ ہو گیا۔ مصری فوجوں کا نقصان بہت ہوا۔ ۲۷ ستمبر سڈین فتح ہوا اور ۳ نومبر مقام اکری قبضہ میں آگیا۔ اسکندریہ کی بھی ناکہ بندی ہو گئی محمد علی کی عمر اس وقت ۷۰ سال کی تھی اب اس نے پیام صلح دیا۔ معاہدے ہونے شروع ہوئے اور ماہ جنوری ۱۸۴۱ء میں کل انتظامات ہو گئے۔ محمد علی نے تمام ترکی جنگی بیڑا جو نمک حرام ترکی امیر البحر کی وجہ سے ہاتھ لگ گیا تھا واپس دیدیا اور خاندیہ وغیرہ صوبے بھی چھوڑ دیئے۔ اب معاہدوں میں فرانس بھی شریک ہو گیا تھا۔ اس کے شریک ہونے سے اُن طولانی جھگڑوں کا فیصلہ ہو گیا جو مدت سے چلے آتے تھے۔

سلطان ترکی نے ۱۳ فروری ۱۸۴۱ء ایک فرمان جاری کیا جس کی رو سے محمد علی پاشا کے خاندان میں گورنری تسلیم کر لی اور یہ لکھ دیا گیا کہ سوائے تمہارے خاندان کے اور کوئی گورنر نہ بنایا جائیگا۔ اور یہ شرط قرار پائی کہ محاصل کا ایک چوتھائی روپیہ بطور خراج کے مصر ترکی سال

خونخوار اور جوشیلے حملے ترکی مورچوں پر کئے گئے تھے اور جس دلیری سے ترکوں نے روسی فوجوں کے اس جوش کو اپنی تلوار کے پانی سے ٹھنڈا کیا تھا اور جس طرح روسیوں کو پے درپے ناکامیاں اٹھانی پڑی تہیں شہنشاہ روسیہ ان سب باتوں سے بخوبی واقف تھا۔ اور اُسے اس بات کی ضرورت پڑی تہی کہ جنگ کے متعلق نئی نئی تدبیریں سوچے اور نئے نئے جنگی شیر پیدا کرے اس لئے اس نے ایک ایسے سپاہی کو میدان جنگ میں بلایا کہ جو جنگ کریمیا میں کارنمایاں دکھا چکا تھا۔

سپاستوپل کی حفاظت اس یادگار زمانہ تین جنگ کریمیا کی آگ بھڑک رہی تہی جنرل ٹاڈلیبن نے نہایت خوش اسلوبی سے کی تہی جنرل موصوف بہت بڑا انجنیر تھا۔ اور تمام یورپ میں یہ بات مشہور رہے کہ ایک خاص جنگی فن کی مہارت اس سے بڑھ کے دنیا میں کسی کو بھی نہیں ہے۔ جب تین متفقہ فوجوں نے جنگ کریمیا میں جانب جنوب ایک بہت بڑے زبردست قلعہ پر حملہ کیا ہے تو جنرل ٹاڈلیبن نے اپنی غیر معمولی تیزی اور عجیب وغریب جرأت سے مٹی کے مورچے بنا کے اُن پر توپخانے قائم کئے اور اس شدت سے ان تین قوتوں کا مقابلہ کیا کہ سال بھر تک اس مضبوط قلعہ پر فتح حاصل نہ ہو سکی۔

بسال ادا کرتا رہے اور ضرورت کے وقت بحری اور برّی فوجوں سے ترکی کو مدد دے۔ ان کل باتوں کا فیصلہ ہو گیا کہ یکایک ۱۸۴۹ء میں ایک نیا جھگڑا روسیہ اور آسٹریا سے کھڑا ہوا۔ اس کی وجہ یہ تہی کہ چند امرا روسیہ سے بھاگ کے قسطنطنیہ میں آکے پناہ گیر ہوئے روسیہ اور آسٹریہ نے ملکے تقاضا کیا کہ ہمیں ان پناہ گزینوں کو دیدو سلطان عبدالمجید نے کہا میں ہرگز نہیں دینے کا کیونکہ ہمارے مذہب میں نہیں ہے کہ کسی پناہ گزین کو دشمن کے حوالہ کردیں ہم برباد ہونا بہتر سمجھتے ہیں۔ مگر ایسا وحشیانہ خلاف شریعۃ فعل ہم سے نہیں ہونے کا اس پر روسیہ اور آسٹریا نے جنگ کی دہمکی دی سلطان عبدالمجید بہی قسمت آزمائی کرنے کے لئے تیار ہو گئے جب انگریزوں نے یہ دیکھا کہ بلا وجہ ترکی کو دبایا جاتا ہے فوراً سلطان کی مدد کے لئے تیار ہو گئے اور ایک جنگی بحری بیڑا روانہ کیا گیا یہ جنگی بیڑا سر ولیم پارکر کی ماتحتی میں ۱۳ نومبر خلیج لبیکا میں داخل ہوا اور دوسرے مہینہ دردانیال میں آگیا۔ اب روسیہ اور آسٹریا نے رنگ ہی دوسرا دیکھا فوراً جنگ کے خیال کو دماغ سے نکال دیا۔ اور پھر ترکی اور روسیہ و آسٹریا میں دوستانہ تعلقات پیدا ہو گئے۔

جب شہنشاہ روسیہ نے اس سپاہ سالار کی قابلیت فنون جنگ اور اعلیٰ درجہ کی مہارت جرأت اور بے جگری کو ملاحظہ کیا تو اُسے آنکھوں پر بٹھالیا اور سمجھ لیا گیا کہ تمام سلطنت روسیہ میں اگر سپاہ سالار ہے تو جنرل ٹاؤلیبن ہے۔ یہ بالکل صحیح ہے کہ بجائے جنگ مدافعت لڑنیکے اسوقت اسے حملہ کرنے کا کام سپرد کیا گیا تھا لیکن انصاف سے جانچنے کے بعد معلوم ہوتا ہے کہ جس طرح اُسے جنگ مدافعت لڑنے کی قابلیت تھی حملہ کرنے کی بھی ایسی ہی لیاقت رکھتا تھا۔ ستمبر کے اخیر دنوں میں جنرل ٹاؤلیبن بلغاریہ پہنچ گیا اور وہاں جاتے ہی جنرل زوتف کی جگہ شہزادہ چارلس رومانیا کے اسٹاف کا افسر بن گیا۔

پلونا پر جنگ کرنے کے لئے بعد ازاں اُسے خاص طور سے نامزد کیا گیا اور اس نے شہنشاہ کو اس بات کی اطلاع دی کہ ایک باقاعدہ محاصرہ کی ضرورت ہے۔ فوجی کمانوں میں فوری تبدیلیاں واقع ہوئیں جنرل لور کو جسے بلقان کی جنوبی طرف ترکوں نے بڑی بھاری شکست دی تھی اور اب تک وہ بالکل معلق تھا پلونا کے رسالے کی فوجوں کا افسر بنایا تھا۔ سولھواں ڈیویژن روسی فوج کا نوجوان

زار نے جب یہ دیکھا تو اس نے لڑائی کے لئے اور بہانے ڈھونڈھنے شروع کئے اور اس بات کی کوشش کرنے لگا کہ وہ تمام منصوبے اور تدبیریں جو پیٹر اعظم نے سوچی تھیں عملی طور سے ظاہر کیجائیں اور وہ خواب جو ملکہ کیتھرائن ثانی نے دیکھے تھے ان کی پوری تعبیر ہو جائے۔

۱۸۴۴ء میں شہنشاہ نیکولس انگلستان گیا اور اس بات کی کوشش کی کہ کسی نہ کسی طرح سے انگلستان کو اپنی تدبیروں میں شریک کر لیا جائے۔ یہاں تک کہ ۱۸۵۳ء میں جب اُس کی انگریزی سفیر متعینہ سینٹ پیٹرسبرگ سے ملاقات ہوئی تو اس نے صاف صاف اپنا خیال ظاہر کر دیا اور کہدیا کہ اگر انگلستان ترکی کے مقابلہ میں روس کی مزاحمت نہ کرے گا تو مصر اور کریٹ انگلستان کو دیدیا جائے گا۔ خود مختار ریاستیں میری نگرانی میں رہیں گی۔ سرویا اور بلگیریہ کی موجودہ حالت برقرار رکھی جائے گی۔ روس نے سفیر کو اپنے ارادہ سے بالکل آگاہ کر دیا اور کہدیا کہ مجھے اگر خیال ہے تو اس بات کا ہے کہ اگر کوئی سلطنت بیچ میں کود پڑی تو میرے سارے منصوبے خاک میں مل جائیں گے اور تمام فوجوں کو جو ہزار نا جائز ضائع ہونے کے بعد قسطنطنیہ تک پہنچائی ہیں واپس بلانا پڑے گا۔ میں چاہتا ہوں

اسکو بلوف کے حوالہ کر دیا گیا۔ اور تیرہویں آرمی کور کی کمان سپاہ سالار ینددکا کف اور کرکوکف کے سپرد کی گئی۔ شاہزادہ امرنیس کو روسی فوج کے اسٹاف کا افسر مقرر کیا گیا۔ اور شاہزادہ کی جگہ سپاہ سالار زہ تقف مقرر کیا گیا۔ اکتوبر کے آغاز میں یہ تبدیلیاں واقع ہوگئیں چاروں طرف سے فوج کے دل بادل امنڈ رہے تھے۔ شہنشاہِ روس نے فوجوں کو جوش دلانے میں کوئی دقیقہ اٹھا نہیں رکھا تھا اور جتنی تیاریاں اُس سے ممکن تھیں اس نے نہایت عمدہ طور سے انجام دی تھیں۔ یہ تمام تیاری یہ تمام جوش وخروش اور تمام فنون جنگ کی قابلیتوں کا اظہار محض ایک تنہا ترکی سپاہ سالار کے مقابلہ میں کیا جاتا تھا۔ اور اُس ترکی سپاہ سالار کا نام غازی عثمان پاشا تھا۔

اب کوشش یہ ہو رہی تھی کہ جس طرح سے ممکن ہو عثمان پاشا کی مدد کے آنے کے راستے کاٹ دیئے جائیں۔ اس وقت میدانِ جنگ میں ایک عجیب کیفیت آرہی تھی۔ ایک طرف شاہزادہ رومانیا اپنی ہزارہا فوجوں کو سمیٹے ہوئے اور اپنی بڑی بڑی جگادری توپونکو مورچوں پر نصب کئے ہوئے کھڑا تھا۔ دوسری طرف بلغاریہ سپاہ اپنے پھریرے اُڑا رہی تھی ایک طرف تمام کوہ قافی فوجیں جنپر روسیہ کو

کہ جس طرح ہو سکے انگلستان فرانس یا کسی دوسری سلطنت کو ترکی کی امداد سے باز رکھے جس سے ترکوں کی وہی ناگفتہ بہ حالت باقی رہے اور میں اپنے منصوبوں میں کامیاب ہو جاؤں اس نے صاف کہدیا کہ میری خواہش یہ ہے کہ قسطنطنیہ کو اپنا پایۂ تخت بناؤں اور یہ اُسی وقت ممکن ہے کہ کوئی طاقت ترکی کی حمایت نہ لے۔

روس کو لڑائی کے لئے کسی نہ کسی بہانہ کی ضرورت تھی۔ سو ان دنوں اس کی خوش نصیبی سے فلسطائن کے مقامات متبرکہ کا مسئلہ چھڑ گیا اور روس کو مفت میں دخل اندازی کا موقع مل گیا۔

فلسطائن کے متبرکہ مقامات عرصہ سے یونان اور لاطینیوں کی نگرانی میں چلے آتے تھے مگر فرانسس اول شہنشاہِ فرانس کے عہد سے لاطینی شہنشاہ ان مقامات کی حفاظت کرنے لگے تھے۔ یونانیوں کو ان مقامات کی سرپرستی سے علیحدہ ہونے کا بہت بڑا افسوس تھا اور وہ بار بار باب عالی پر زور دیتے تھے اور اپنے اُن حقوق کی جو ۱۸۵۲ء میں زائل کر دیئے گئے تھے نگرانی کے خواہاں تھے۔ چنانچہ ۱۸۵۳ء میں یونانیوں کے تقاضہ سے تنگ ہو کے باب عالی نے یہ تجویز پیش کی کہ ایک مشترکہ کمیشن

جھنڈے فوراً ہی برپا جانے ہوئے کھڑی تھیں۔ قلب فوج میں شہنشاہ کا باڈی گارڈ جو شہنشاہی فوج کے نام سے نامزد کیا گیا تھا بھی ترکوں سے جنگ کرنے کے لئے بے چین ہو رہا تھا۔ غازی عثمان پاشا جنگ کے تماشا گاہ کو نہایت شوق کی نظروں سے دیکھ رہے تھے انہوں نے اپنے مورچوں کے بیچ میں ایک بلند ٹیلا بنایا تھا جس پر چڑھ کے وہ دوربین کے ذریعہ سے دور دور کی فوجوں کو دیکھ سکتے تھے روسیوں کی نقل و حرکت انہیں اچھی طرح معلوم ہو رہی تھی۔ افسروں کی تبدیلی کی خبریں دم بدم آ رہی تھیں مگر اس پر بھی وہ دلیر اور بہادر شیر مطلق ہراساں نہ ہوا تھا بلکہ اُلٹا اس کا جوش بڑھ رہا تھا اور وہ اس بات کے انتظار میں تھا کہ کسی صورت سے میں عثمانی خون کا نمونہ دکھادوں اور ان افسروں کو کہ جن کا ثانی یورپ میں نہیں ہے جنگ کا ایک ایسا اچھا سبق پڑھاؤں کہ اگر میری شکست بھی ہو جائے تو یہ مجھے آنکھوں پر بٹھالیں اور یہ سمجھ جائیں کہ عثمانیوں سے بہتر جنگی فوج دنیا کے پردہ پر نہیں ہے یہ وقت سخت آزمائش کا تھا اور بالخصوص ایسے سپاہ سالار کی آزمائش کا جس سے بدرجہا زیادہ تجربہ کار دشمن کے سپاہ سالار موجود تھے یہ وقت تھا عثمانی تلوار کی تیزی دکھانے کا اور یہ وقت تھا اس بات کے اظہار کا کہ ترک اپنی شکستہ حالت میں بھی

قائم کی جائے اور اس کمیشن کے ذریعہ سے مقامات متبرکہ کی سرپرستی کے مسئلہ کا فیصلہ کر دیا جائے۔ زار جو ایسے موقع کی تاک میں تھا فوراً یونانیوں کا طرفدار ہو گیا اور اس نے یقین کر لیا کہ یہی مسئلہ لڑائی کے لئے پیش ہوگا جب روس یونانیوں کا طرفدار ہو گیا تو فرانس نے ۱۸۱۹ء کی حکمت عملی کو ملحوظ رکھ کے جس میں دولت فرانس نے ایک ہنگامہ کے موقع پر شمالی مقامات متبرکہ کی حفاظت کا دعویٰ کیا تھا روس کے مقابلہ پر لاطینیوں کی حمایت اختیار کر لی اب یہ دونوں سلطنتیں اس بات کی کوشش کرنے لگیں کہ سلطان ہمارے موافق فیصلہ کر دیں۔ ۹ مارچ ۱۸۵۲ء کو سلطان نے ایک فرمان جاری کیا جس میں یونانیوں کے وہ حقوق جو ان کو پہلے حاصل تھے قائم رکھے گئے۔ فرمان میں تحریر کر دیا گیا کہ لاطینیوں کو سوائے ان مقامات متبرکہ کے جس پر وہ قابض ہیں دوسرے خاص مقامات کی سرپرستی پر اصرار کا ہے کا [illegible] ایک نہایت مسرت انگیز فیصلہ تھا۔ مگر روسیہ کچھ اور سوچ رہا تھا اور جب اس کے مطالبات پورے نہ ہوئے تو وہ پہلے سے زیادہ کبیدہ خاطر ہو گیا۔ سلطان نے یونانیوں کے خلاف فیصلہ [illegible] مقامات کی کنجیاں لاطینیوں کے حوالے کر دیں اور ان کو حکم دے دیا کہ

اپنے دشمن کی پرواہ نہیں کرتے۔ یہ وقت تھا اس بات کے اظہار کا کہ اگر ترکی افسر ایمانداری سے جنگ کریں تو ان سے بہتر لڑنے والا یورپ میں مشکل سے نکلے یہ وقت تھا اس بات کے دکھانے کا کہ ترکوں میں فنون جنگ کی قابلیت کہاں تک ہے اور ان کے فوجی افسر ایسے موقع پر جبکہ دشمن کی تعداد آٹھ گنی اور دس گنی تک پہنچ جائے کیا کارنمایاں کر سکتے ہیں۔

وہ سامان رسد اور باربرداری جو عثمان پاشا کی امداد کے لئے فوج بدرقہ کے ساتھ بھیجا گیا تھا بڑی ترکیب سے روسیوں کی زد سے بچکے نکل گیا اس کے بچ جانے کا روسیوں کو بڑا خیال ہو رہا تھا۔ کرری تف اس وقت فوجوں کی کمان کر رہا تھا۔ یہ افسر ہمیشہ پیادہ فوج کی کمان کرتا رہا تھا اس سبب سے اُسے رسالہ کی افسری کی قابلیت نہ تھی۔ راستے کی نگرانی کے لئے روسیوں نے اس افسر کو مقرر کیا تھا اور پھر بھی اس سے سامان باربرداری اور رسد نہ رُک سکا مگر رومینیا والوں نے روسیوں کی نسبت زیادہ پھرتی اور شجاعت سے کام کیا کیونکہ ۱۲ ستمبر کو اس ریاست کی فوج نے ترکوں کے اسّی چھکڑے گرفتار کر لئے اور اسی وقت نہایت ہی جوش اور جرأت سے

جس طرح پہلے ان کی سرپرستی میں مقامات متبرک کا انتظام تھا اب بھی رکھا جاتا ہے۔

عبدالحمید کی کوشش دونوں گروہ کے خوش کرنے کے لئے اگرچہ اعلیٰ درجہ کی بااثر اور عمدہ تھی لیکن کامیاب نہ ہوا اور نتیجہ یہ ہوا کہ صرف لاطینی گروہ مطمئن کر دیا گیا اور اس سے اس قدر جوش پھیلا اور شہنشاہ روسیہ اس قدر غصہ ہوا کہ اس نے فوراً دو بڑی بڑی فوجیں جنوبی ریاستوں کی طرف روانہ کر دیں تاکہ ترکوں پر پورا زور پڑے اور وہ دھمکی میں آ جائیں اور اسی اثنا میں شاہزادہ منشی کف کو خاص سفیر بناکے قسطنطنیہ روانہ کیا اور اسے ہدایت کر دی کہ ہر ایک معاملہ کا انقطاعی فیصلہ کرے۔

اس سفیر نے آتے ہی مقامات مقدسہ کے قبضہ کی بابت جھگڑا چھیڑ دیا اور ترکوں کو اب یقین ہو گیا کہ شہنشاہ روسیہ کی سوائے اس کے اور کوئی آرزو نہیں کہ مقامات مقدسہ پر اپنا قابو کر لے سلطان نے ایسی کسی درخواست کو منظور نہیں کیا پھر کیا تھا روسیوں میں ترکوں کے خلاف ایک جوش پھیل گیا اور یہ جوش حد سے زیادہ جوش تھا جسے کوئی ٹھنڈا نہیں کر سکتا تھا۔

اس روسی سفیر نے باب عالی کی خدمت میں یہ مسئلہ پیش کیا کہ جب تک تمام ترکی مسیحی رعایا کی

گر ویکا پشتہ کی طرف رومانی فوج بڑہی چلی گئی - ۱۹ اکتوبر کو بڑا بھاری حملہ ہوا اور رومنٹ میں اس پشتے کو فتح کرلیا مگر ترکوں نے پھر سمٹ کے حملہ کیا اور رومانیوں کو ایک نقصان کثیر کے ساتھ پس پا کردیا -

روسیہ اور ریاستہائے بلقان کی فوجیں عثمان پاشا کے نام سے کانپی جاتی تہیں - ڈیلی ٹیلیگراف کا ایک نامہ نگار لکھتا ہے کہ جو کچھ قابلیت عثمان پاشا نے مختلف جنگوں میں ظاہر کی اُسکی تعریف کے لئے میرے پاس الفاظ نہیں ہیں - عثمان پاشا کا صبر اور استقلال ایسی حالتوں میں دیکھا گیا ہے جو انتہا درجہ خوفناک اور پریشان کُن تہیں غازی موصوف نے نہ کبھی پریشان گفتگو کی اور نہ کبھی پریشان لفظ کہا نہ کسی کام میں جلدی کی حالانکہ روسی فوجوں کے دل بادل چاروں طرف سے اُمنڈ رہے تہے مگر عثمان پاشا اپنے اسی استقلال پر قائم تہے اور جب کبھی اس خطرناک حالت میں کسی انگریزی اخبار کے نامہ نگار سے ان کی گفتگو ہوئی ہے وہ ہر ایک بات کا سنکے جواب دیتے رہے - اور یہ بات تعریف کے قابل ہے کہ لوگ ان کے معمولی حکم کی تعمیل اس جوش و خروش اور بہادری سے کرتے تہے

سرپرستی روسی شہنشاہ کے سپرد نہ کی جائے گی یہ معاملہ کسی طرح بھی طے نہیں ہوسکتا -

اخیر سلطانی وزراء باب عالی میں جمع ہوئے اس وقت فرانسیسی اور انگریزی سفیر بھی موجود تہے ترکی وزراء نے صاف طور پر انکار کردیا کہ ہم ایسی درخواست کو نہیں مانتے - فرانس اور انگلستان کے سفیروں نے ان کی تائید کی اخیر ۲۱ تاریخ شاہزادہ منشی کف مایوس ہوکے قسطنطنیہ سے روانہ ہوگیا -

جب اس انقطاعی انکار کی خبر شہنشاہ روسیہ کو پہنچی اس نے بتاریخ ۲ جولائی اپنی فوجوں کو پیرس سے عبور کرنے کا حکم دیا - پیرس ایک سرحدی دریا تھا جس کو ترکی اور روسی سرحدات کا حدِ فاصل سمجھنا چاہیے -

شہنشاہ روسیہ نے اپنی فوجوں کو یہ بھی حکم دیا تھا کہ ڈینیوب کی کل ریاستوں پر قبضہ کرلیا جائے دوسرے دن شہنشاہ نے ایک اعلان جاری کیا کہ فوجوں کی نقل و حرکت سے میرا انشاء جنگ کا نہیں ہے بلکہ غرض یہ ہے کہ روسیوں کے حقوق کی حفاظت ہو اور اُن میں کسی قسم کا زوال نہو

کہ مخالفوں کو بھی مزا آجاتا تھا۔ عثمان پاشا کی نسبت مختلف افواہیں اڑ رہی تھیں بعض یہ کہتے تھے کہ یہ مارشل بنیرائن ہیں جس نے مقام سس کو فتح کیا تھا بعض یہ کہتے تھے کہ یہ امریکہ کا مشہور و معروف سپاہ سالار ہے جس کا ثانی اس وقت یورپ میں نہیں مل سکتا مگر یہ ساری افواہیں محض بے بنیاد اور لغو تھیں۔ غازی عثمان پاشا ۱۸۳۲ء ایشیائے کوچک میں پیدا ہوئے اور انہوں نے قسطنطنیہ کے مدرسہ حربیہ میں تعلیم پائی غازی موصوف کبھی یورپ نہیں گئے مگر یورپین ترکی کا اکثر دورہ کرتے رہے آپ کچھ کچھ فرانسیسی بولتے تھے اُن کا قد لمبا اور بدن چھریرہ تھا اور اسوقت موقعہ جنگ پر ان کی صحت بھی اچھی نہیں تھی مگر اس خراب صحت پر بھی آپ نے اپنے جنگی فرائض کی اس عمدگی سے تکمیل کی کہ تمام یورپ کو ششدر کر دیا جس مقام پر آپ جنگ مدافعت لڑ رہے تھے ڈیلی ٹیلیگراف کی رائے کے موافق ایسا مقام تمام دنیا میں نہیں ہے نامہ نگار لکھتا ہے کہ اس مقام کے اردگرد ایک کھائی تھی جو دلدل سے بھری ہوئی تھی اور یہ دلدل دریائے وِد کی وجہ سے پیدا ہو گئی تھی اس میں ایک مسجد تھی ایک بڑا گرجا ایک قید خانہ اور ایک سرائے۔ یہ مقام

تمام سال ۱۸۵۳ء طرفین کے معاملات نہایت سستی سے انجام پاتے رہے تو بھی یہ بات عام طور پر سمجھ لی گئی کہ جنگ نہیں ٹلتی۔

جب شہنشاہ روسیہ نے دیکھا کہ اتنی زبردست دھمکی سے بھی ترک نہیں مانتے اور حسب دلخواہ فیصلہ نہیں ہوتا تو اس نے مالاکیا کی ریاست کو یہ لکھ کے بھیجدیا کہ ترکی کے ساتھ تمہارے تعلقات قطع ہو گئے ہیں اور جو سالانہ خراج ترکی بھیجتی تھے وہ روسی گورنمنٹ کے حوالہ کرو اور یہ سمجھ لو کہ جب تک متنازعہ فیہ معاملات کا فیصلہ نہ ہو جائے ترکوں کی افسری تم پر قائم نہیں ہی۔

ترکوں نے روسیہ کے اس اشتہار کو اعلان جنگ سمجھا تمام ترک جوش میں آ گئے اور غل مچا کے کہنے لگے "جنگ جنگ جنگ"۔ ترکوں کا جوش روکنا سب سے زیادہ مشکل تھا ہر ایک ترکی بچّہ بچّہ جنگ جنگ پکار رہا تھا لیکن مغربی دولتیں اس بات کی کوشش کر رہی تھیں کہ جہاں تک ممکن ہو یہ جنگ ٹل جائے اور معاملات کا تصفیہ ہو جائے اخیر فرانس۔ انگلستان۔ آسٹریا اور جرمنی کے وکلاء وائنا میں جمع ہوئے اور اس بات کا مشورہ کیا کہ کونسی صورتیں ایسی پیدا ہوں

کچھ زیادہ مشہور نہیں تھا آدمیوں کی بھی اس میں بہت کم آبادی تھی اب عثمان پاشا کی وجہ سے اس
مقام کا اتنا بڑا نام ہوگیا کہ تمام دنیا کی نظریں اس پر پڑ رہی تھیں اور عام طور سے خیال تھا کہ ایک ہی
حملہ میں روسی اسے فتح کرلیں گے اس وقت یہ غیر مشہور مقام روسیوں اور ترکوں کا رزمگاہ بنا ہوا تھا
فی الحال کوئی صورت اس مقام کے بچاؤ کی نہ تھی اور تمام سپاہ سالاروں نے متفق اللفظ یہ کہدیا تھا
کہ یہ مقام ایسا مضبوط نہیں ہو کہ چند روز بھی ترک یہاں قدم جما کے لڑسکیں گے مگر عثمان پاشا نے اس
مقام کو ایسا مضبوط کیا کہ تمام یورپ کے سپاہ سالاروں کی آنکھیں کھلی کی کھلی رہ گئیں قلعہ پر قلعہ
تعمیر کئے گئے مورچے بنائے گئے ان پر توپیں نصب کی گئیں اور یہ سارے مورچے اور قلعے مٹی کے تھے۔
جب عثمان پاشا کی قابلیت فنون جنگ اور جرأت نے یہ رنگ پیدا کردیا تو اب اس بات کا خیال
ہونے لگا کہ اس مقام کا فتح کرلینا منہ کا نوالہ نہیں ہے۔
۱۸۷۰ء و ۱۸۷۱ء میں پیرس کا جو جرمنیوں نے محاصرہ کیا ہے تو یہاں علاوہ مسلح باشندوں کے کثیر
تعداد فرانسیسوں کی فوج کی موجود تھی اس سبب سے جرمنی کامیاب نہ ہوئے اس لوہے کے دائرہ کو جو محصورین نے

جس سے جنگ نہ ہوا انہوں نے ایک مسودہ کی ترتیب دی جس میں سلطان پر زور ڈالا کہ وہ اپنے
مسیحی رعایا کے حقوق بحال رکھیں اور جس طرح سے رومانی پادریوں کی تشفی کردی ہے اس صورت
روسی مطالبات کو پورا کردیں۔
۱۰ اگست کو یہ مسودہ شہنشاہ روسیہ کے پاس پہنچا اس نے اسکی ساری باتیں قبول کرلیں لیکن
اسی مہینے کی ۱۹ تاریخ سلطان المعظم نے یورپی دول کو یہ لکھا کہ جب تک کامل طور پر شرطیں نہ معلوم
ہوجائیں گی کہ روس کے مطالبات کس صورت سے پورے کئے جائیں گے میں اس مسودہ کو نہیں مانتا۔
سلطان کا یہ فرمان دیکھ کے ۷ ستمبر شہنشاہ روس نے یہ لکھدیا کہ جو مطالبات میرے خاص سفیر نے پیش
کئے میں وہ مانے پڑینگے۔ اور اپنے سفیر متعینہ قسطنطنیہ کو یہ لکھ کے بھیجا کہ تو اس بات کے لئے سلطان کو زور
دے کہ وائنا کے مسودہ کی جس قدر شرطیں ہیں سب تسلیم کرلیں۔ دقت ساری یہ تھی کہ اگر خود سلطان
عبد المجید ان کل شرطوں کو قبول بھی کرلیتے جب بھی ان کے جنگی افسر اور رعایا ہرگز تسلیم نہ کرتی۔ کیونکہ
سب اس بات پر زور دے رہے تھے کہ روسیہ سے جنگ کرنی چاہئے۔

قائم کیا تھا توڑ نہ سکے مگر یہاں بات دوسری تھی عثمان پاشا کے پاس فوج بہت کم اور سامان رسد بھی بہت ہی قلیل تھا اس پر بھی اس کثیر تعداد فوج کو کامیابی نہ ہوئی۔

پلونا پر حملہ کرنے کے لئے شہنشاہ روسیہ نے ۱۴ اگست مقام گورگی اسٹن کو اپنا لشکر گاہ بنایا یہ مقام بلغاریہ کی سرحد تھا۔ لندن ٹائمس کا نامہ نگار لکھتا ہے کہ روسیوں کے اس لشکر گاہ میں ایک گرجا بنا ہوا تھا اور اس مقام کی صورت نصف دائرہ کی سی واقع ہوئی تھی اس کی شمالی ڈھلواں زمین پر ترکی مکانات بنے ہوئے تھے مگر اس وقت سب ویران تھے کیونکہ روسیوں کے آتے ہی ترک مکان خالی کر کے چلا دیئے تھے۔ اس کے وسط میں ایک وسیع عمارت تھی جس کو روسی فوج نے چاروں طرف سے گھیر لیا تھا اور یہ مکان بلغاریہ کے ایک سوداگر کا تھا جو صرف ترکوں کا دوست ہی نہ تھا بلکہ وہ پوشیدہ مسلمان بھی ہو گیا تھا جب ترکی لوگ بھاگے ہیں تو یہ بلغاری سوداگر بھی ان کے ساتھ چلا گیا تھا اور اب اس وقت شہنشاہ روسیہ اس مکان میں قیام پذیر ہوا تھا اس مکان کے گرد کچھ خیمے نصب کر دیئے گئے تھے جہاں

اب ترکی میں فوج کی تیاری ہونے لگی اور بہت بھرتی سے بمقام وارنا فوجیں روانہ کی گئیں روسیوں کی بھی امدادی فوجیں برابر چلی آ رہی تھیں یہاں تک کہ ۱۴ ستمبر کو دو انگریزی اور دو فرانسیسی جہاز دردانیال میں داخل ہوئے۔

۵ اکتوبر کو باب عالی کی طرف سے ایک اعلان جاری ہوا کہ اگر پندرہ دن کے عرصہ میں روسیہ نے بلقانی ریاستوں کو خالی نہ کر دیا تو اسے زبردستی نکال دیا جائے گا۔ روس نے اس اعلان کو نامنظور کیا اور کہہ دیا کہ ہم ہرگز خالی نہیں کرنے کے چنانچہ یکم نومبر کو باقاعدہ اعلان جنگ ہو گیا۔ بتاریخ ۲ نومبر انگریزی اور فرانسیسی جنگی جہازوں کے بیڑے باسفورس میں داخل ہوئے اور فوراً روسیوں اور ترکوں میں جنگ شروع ہو گئی۔

بمقام الٹینسزا روسیوں کو بڑی بھاری شکست ہوئی لیکن ایشیا میں ترکوں نے روسیوں کے مقابلہ میں کامیابی حاصل نہیں کی۔ اسی مہینہ کی بیسویں تاریخ ترکی جنگی بیڑہ کو ایک سخت حادثہ پیش آیا جو بحر اسود میں بندرگاہ سینوپ پر پڑا ہوا تھا اس پر ایک روسی جنگی بیڑہ نے حملہ کیا ترکی

روسیہ کے فوجی افسروں نے قیام کیا تھا جن لوگوں نے ڈیروں میں رہنا پسند نہیں کیا وہ ترکوں کے خالی گھروں میں اُٹھ کے آباد ہو گئے۔ کچھ دور جانب غرب ایک بڑی ڈھلواں زمین پر ایک فوج قایم کی گئی تھی اور یہ فوج شہنشاہی فوج کے ساتھ نامزد تھی اور اس میں نصف کمپنی لائف گارڈ کی تھی اس کے مقابلہ میں فوج کا لشکرگاہ تھا۔ سپاہ سالار کا خیمہ وسط میں نصب کیا گیا تھا جو بہت دور سے باسانی پہچانا جاتا تھا۔ دن کو بھی اچھی طرح تمیز کیا جاسکتا تھا کیونکہ ایک بہت بڑا جھنڈا اُڑ رہا تھا اور شب کو دو بڑی بڑی قندیلیں اس بات کی شہادت دیتی تھیں کہ یہ سپاہ سالار کا خیمہ ہے۔

دروازہ پر ایک گاڑی میدان جنگ کی تار برقی کی کھڑی ہوئی تھی جس میں تمام تار گھر کا سامان بھرا ہوا تھا خود شہنشاہ روسیہ نہایت چابکدستی سے کام کر رہا تھا۔ علی الصباح اُٹھتا اور کل معاملات صبح صبح طے کر دیتا۔ دوپہر کو کم سے کم پچاس افسر اس کے خیمہ میں جمع ہوتے اور ان سے مشورہ کیا جاتا جب یہ تمام اعلیٰ افسر جمع ہو جاتے تھے تو شہنشاہ اپنے ڈیرہ میں آتا اور سب کو سلام کر کے بیٹھ جاتا

جنگی بیڑہ میں صرف تین چھوٹے چھوٹے جہاز اور دو کشتیاں تھیں مگر روسی بیڑہ میں چھ بڑے بڑے جہاز اور بہت سے چھوٹے چھوٹے جہازات تھے جنگ ہوئی اور ترکی بیڑہ بالکل برباد کر دیا گیا۔ صرف ایک جہاز بچا تھا جس نے قسطنطنیہ جا کے اس جانکاہ حادثہ کی خبر دی اس حادثہ کی خبر سُن کے تمام قسطنطنیہ میں ہل چل مچ گئی اور یہ واقعی ایک بہت بڑا جھٹکا ترکوں کو جہازوں کی بربادی سے پہنچا۔ باب عالی نے دول یورپ کے متفقہ جنگی بیڑہ سے التجا کی کہ میری مدد کریں چنانچہ ۴ جنوری ۱۸۵۴ء میں دول یورپ کا مشتملہ بیڑہ بحر اسود میں داخل ہوا مگر ۱۲ مارچ تک کوئی کارروائی نہیں ہوئی اخیر برطن اعظم فرانس اور ترکی میں ایک معاہدہ پر دستخط ہوئے اور جب معاہدہ کی پوری ترتیب ہو گئی فوراً فرانس اور برطن اعظم کی طرف سے روس کو اعلان جنگ دیدیا گیا۔ اعلان جنگ دیتے ہی ۲۷، ۲۸ مارچ کو ان دونوں یورپی دولتوں کی متحدہ فوجیں گیلی پولی کی طرف روانہ ہوئیں اس اعلان جنگ سے کچھ روز پہلے روسی ڈینیوب کو عبور کر کے ڈوبرگستا میں آ گئے تھے اور یہاں سے ترکوں نے انہیں پے درپے شکست دیکے بالکل مار کے نکال دیا تھا۔ روسی ترکوں سے شکست

اس وقت میز پر مختصر سا کھانا ہی چنا جاتا تھا جو شہنشاہ اپنے افسروں کے ساتھ کھاتا تھا کھانا کھانے کے بعد کل معاملات پر گفتگو ہوتی اور جب سارے معاملات طے پا چکتے تو شہنشاہ خواہ اپنے افسروں کو رخصت کر دیتا یا خود نکل کے چلا جاتا تھا۔ پھر چھ بجے شام کو میز پر کھانا چنا جاتا تھا اور ایک گھنٹہ کامل کھانا کھانے میں صرف ہوتا تھا۔ ۹ بجے پھر چار پیتا اور دس بجے یا ساڑھے دس بجے سونے کو چلا جاتا۔

نووی ورمیہ کا ایک نامہ نگار لکھتا ہے کہ شہنشاہ کتنے کتنے بڑے کام انجام دیتا تھا تمام تار برقیوں کا جواب خود دیتا تھا کل تار برقیاں جو شب کو جمع ہوتی تھیں وہ صبح کو اس کے سامنے پیش کی جاتی تھیں اور وہ بطور خود سب کے جواب بھگتا دیتا تھا۔ نووی ورمیہ وہ اخبار ہے جو خاص سینٹ پیٹرسبرگ میں شائع ہوتا ہے اور جسے نیم سرکاری اخبار سے پکارتے ہیں۔ وہ لکھتا ہے کہ دن اور رات میں صرف چند گھنٹے شہنشاہ سوتا تھا اور باقی اس کا کل وقت انتظام جنگی میں صرف ہوتا تھا۔ فرصت کے وقت شہنشاہ تن تنہا مریضوں اور مجروحین کی عیادت کو ہسپتال میں جاتا تھا

تھا کے موسم خزاں سے پہلے پہلے اپنے مقام پر واپس چلے آئے تھے۔

ترک اپنا پورا کام تمام کر چکے تھے یعنی روسیوں کو ڈینیوبی ریاستوں سے بالکل مار کے نکال دیا تھا اور اب کچھ جھگڑہ کی بات نہ رہی تھی مگر انگلستان خوں آلود نظروں سے روسیہ کی اس حوصلہ کی طرف دیکھ رہا تھا جو وہ ابتدا میں ظاہر کر چکا تھا اور وہ ارادہ یہ تھا کہ نکولس قسطنطنیہ پر قبضہ کرنا چاہتا تھا اسی طرح فرانس کو غصہ آ رہا تھا کہ روسیہ کے یہ ارادے کس قدر خطرناک ہیں دونوں دولتوں میں اس بات کا فیصلہ ہو گیا تھا کہ اگر یورپی جنگ چھڑ جائے تو ہم دونوں مل کے روسیہ سے جنگ کریں گے۔

ان یورپی دولتوں نے اس میں شبہہ نہیں کہ امن قایم کرنیکی بہتیری کوشش کی تھی لیکن جب روسیہ نہ مانا تو مجبوراً انہوں نے اس بات کا باہم فیصلہ کر لیا کہ جس طرح ہو ترکی سلطنت کی حفاظت کی جائے اور روسیہ کے مقابل میں ترکوں کو مدد دینی چاہئے اسی نظر سے بماہ مارچ ۱۸۵۴ء میں ان دونوں دولتوں نے روسیوں کو اعلان جنگ دیدیا۔

اس اخبار کا نامہ نگار لکھتا ہے کہ بعض وقت مجروحین کو دیکھ کر شہنشاہ رونے لگتا تھا اور ہر چند اس بات کی کوشش کرتا تھا کہ اس کے آنسو نہ نکلیں لیکن تو بھی آنسوؤں کی قطار اس کی آنکھوں سے جاری ہو جاتی تھی شہنشاہ روسیہ نے کبھی ایسی شفقت اور مہربانی نہ کی جیسی وہ اسوقت کر رہا تھا شہنشاہ کے اخلاق کا اثر تھا کہ تمام سپاہ اس پر جان قربان کرنے کو مستعد ہو گئی تھی اور جبتک سلطنت روسیہ اور اس کے آدمی قائم ہیں سکندر ثانی یعنی شہنشاہ روسیہ کے اخلاق کی یاد ان کے دلوں سے نہیں مٹ سکتی وہ اکثر اوقات اپنے ہاتھ سے مجروحین کو کھانا کھلاتا تھا اور کچھ تحفے تحائف دیکے ان کا دل خوش کر دیتا تھا اور ان سے بڑی انسانیت اور لجاجت سے پوچھتا تھا کہ آپ میں سے کوئی سگرٹ یا چرٹ پیتا ہے تو وہ بھی حاضر کروں اور اگر پڑھنے کی قوت رکھتا ہے تو اخبارات حاضر کروں اور تحفہ دیتے وقت یہ الفاظ زبان پر لایا کرتا تھا کہ شہنشاہ بیگم نے آپ کو یہ تحفے بھیجے ہیں اور آپ کی خیریت مزاج دریافت کی ہے اور اُمید ہے کہ آپ تحفہ قبول کر لیں گے۔ سپاہی تحفہ لیتے وقت شہنشاہ کا ہاتھ چومتے تھے شہنشاہ ان کے

انگلستان کو برسوں سے کسی لڑائی کا سامنا نہیں ہوا تھا اور وہ بالکل امن کی زندگی بسر کر رہا تھا اس وقت اس کے پاس نہ بحری سامان تھا نہ بری سامان ایسی بڑی جنگ کے واسطے کفایت کر سکتا تھا مگر پھر بھی جب روسیوں کو اعلان جنگ دیدیا گیا تو فرانس اور انگلستان نے اپنی فوجوں کی نقل و حرکت شروع کی اور ہر دو سلطنتوں نے اس بات پر اتفاق کر لیا کہ جنگی بیڑہ بالٹک اور بحر اسود کی طرف روانہ کر دیئے جائیں اور دونوں سلطنتیں اپنی اپنی فوجیں ترکی سلطنت کی امداد کے واسطے بھیجدیں۔

۱۸۵۴ء کے آغاز میں فوجی نقل و حرکت شروع ہو گئی۔ انگلستان کے پاس علاوہ اُن فوجوں کے جو جنگی چوکیوں کی محافظت کے واسطے مقرر تھیں۔ ایک سو رجمنٹیں رائفل بریگیڈ کی ۸ لوکل کور ۳۰ رجمنٹیں رسالہ کی ڈریگون گارڈ کی ۷ رجمنٹیں ۱۴ توپخانے۔ ڈریگون کی ۲۳ رجمنٹیں۔ ہارنیرز میں ہارس گارڈ کی کل ۱۲۵۰۰ جنگجو آدمیوں کی جمعیت تھی۔

... میدان جنگ میں شریک ہوئیں ان میں معہ گرینیڈیرس گولا اسٹریم گارڈ فیوزلیرس

سر پر اس طرح ہاتھ پھیرتا تھا جس طرح مہربان باپ اپنے بچے کے سر پر ہاتھ پھیرتا ہے غرض شہنشاہ
کی ان غیر معمولی مہربانیوں نے روسی فوجوں میں ایک عجیب و غریب جوش پیدا کر دیا تھا۔
معاملات جنگ کی حالت جوں جوں نازک ہوتی گئی روسی خیالات انگریزوں سے برگشتہ ہوتے گئے
ایک روسی اعلیٰ افسر نے سینٹ پیٹرسبرگ میں لندن ٹائمس کے نامہ نگار سے کہا۔ ہم جس طرح ترکی
سے لڑ رہے ہیں اسی طرح انگلستان سے جنگ کر رہے ہیں۔ انگلستان ترکی کو روپیہ۔ ہتھیار اور
افسروں سے مدد دے رہا ہو اور یقینی طور پر ایک خاص سپہ سالار ہے جو ترکوں کے لباس
میں روسیوں سے لڑ رہا ہے اور وہ قوم کا انگریز ہے۔ اگرچہ یہ خیالات محض لغو اور مہمل تھے کیونکہ
کوئی انگریزی سپاہ سالار ترکوں کی طرف سے لڑتا نہیں پایا گیا مگر ان خیالات کے پیدا ہونے
کی وجہ یہ تھی کہ روسی ترکوں کو بالکل کمزور اور ایک ذلیل قوم سمجھتے تھے مگر جب دو دو ہاتھ
کرنے کا موقع ہوا تو ان کی آنکھیں کھل گئیں اور وہ سمجھ گئے کہ ضرور کوئی دوسری سلطنت
انہیں مدد دے رہی ہے اسی قسم کے خیالات روسی اخباروں میں بھی ظاہر کئے گئے کیونکہ جب

اور رائفلس کی ایک لاکھ پچاس ہزار (پیادوں) کی تعداد تھی۔
سنہ ۱۸۵۳ء میں ایک لاکھ آدمیوں کی جمعیت کا اندازہ کر لیا گیا تھا مگر لڑائی شروع ہونے سے پہلے
دس پندرہ ہزار سپاہی اور چار ہزار چھ سو کمیشنڈ افسر ایک لاکھ ۲۳ ہزار نان کمیشنڈ افسر
سپاہیوں کی تعداد اور بڑھ گئی۔ یہ تمام فوجیں لارڈ رگلین کی ماتحتی میں روانہ کی گئیں اور بڑے
بڑے نامور سپاہ سالار اور افسر منتخب کر کے لڑائی کے لئے بھیجے گئے۔
مختلف رجمنٹوں کی روانگی سے انگلستان میں ایک عجیب ہل چل مچ رہی تھی نئی نسلیں جنہوں نے
کبھی لڑائی کا نام بھی نہ سنا تھا ایسی جنگی تیاریوں اور فوجی نقل و حرکت سے سخت پریشان تھیں۔
دو مہینے تک رسالوں کی روانگی ملتوی رہی کیونکہ ابھی یہ بات طے نہ ہوئی تھی کہ رسالے فرانس میں
ہو کے جائیں یا جبرالٹر کی طرف سے روانہ ہوں گے۔
سب سے پہلے فیوزیلیرس روانہ کی گئی۔ سپاہیوں کو اس بات کی مطلق خبر نہ تھی کہ لڑائی کے واسطے
ہم کہاں بھیجے جا رہے ہیں اور یہ لڑائی کیوں ہوتی ہے۔ اس لئے وہ نہایت تعجب سے لندن کی سڑکوں پر

شہنشاہ روس کی خاص سپاہ کو مقام زتوین پر شکست ملی اور مختار پاشا نے مار کے ٹکڑے اُڑا دیے تو ماسکو گزٹ نے لکھا تھا کہ یہ انگریزی سپاہ تھی جو ترکوں کا لباس پہنے ہوئے تھی حالانکہ یہ محض غلط اور بالکل غلط ہے روسیوں نے یہ بھی مشہور کر رکھا تھا کہ بہت سے انگریزی امیر بحر ترکی جہازوں پر کام کر رہے ہیں اور یہ بھی لکھ دیا تھا کہ کستن جی کی بندرگاہ پر انگریزوں کا جنگی بیڑہ پڑا ہوا ہے کہ اگر ضرورت ہو تو ترکوں کی مدد کرے۔ طوانس میں یہ بھی مشہور کیا گیا تھا کہ ساری کارروائی مسٹر ریچرڈ ووڈ کی ہے جو انگلستان کے وکیل ہیں اور وہ لوگوں کو آمادہ کر رہے ہیں کہ سونا، گھوڑا، خچر اور غلہ قسطنطنیہ بھیجا جائے۔ ان کہانیوں نے خواہ وہ سچی ہوں یا جھوٹی تمام روسیہ میں انگلستان کے خلاف ایک جوش پھیلا دیا تھا اس سرے سے اس سرے تک روسیہ میں ایک آگ لگ گئی تمام روسی خون آلودہ نظروں سے انگلستان کی طرف دیکھنے لگے۔

اس وقت بلقانی ریاستوں میں روسی انتظام درست نہیں تھا رومانیا اور بلغاریہ کے رستے اس قدر خراب ہو گئے تھے کہ چلنا دشوار تھا اور روسیہ نے کوئی انتظام نہیں کیا تھا۔ ہر مقام

گزر رہے تھے۔ انگریزی باجہ کی وہ صدائیں جو ہوا میں گونج رہی تھیں سپاہیوں کے انتشار میں کچھ بھی کمی نہ کر سکتی تھیں۔ سپاہیوں کو لڑائی کی اصلیت سے بالکل خبر نہ تھی صرف وہ یہ جانتے تھے کہ روس کی اس لئے مزاحمت کی جا رہی ہے کہ وہ سلطان ترکی سے برابر تاؤ کر رہا ہے۔

جب تمام پہلو پر غور کر لیا گیا تو اب ایک دم سے فوجوں کی روانگی شروع ہو گئی۔ افسروں نے سپاہیوں میں اس قدر جوش پھیلا دیا کہ وہ بالکل اس بات پر آمادہ ہو گئے کہ جہاں اور جس سے ان کا مقابلہ ہو گا وہ جی توڑ کے لڑیں گے اور اپنے ملک اور قوم کے نام کو ہمیشہ کے واسطے زندہ رکھیں گے۔

ساؤتھ ہمٹن کی طرف سے فوجوں کی روانگی شروع ہوئی کیونکہ انگلینڈ کا یہ بندرگاہ فوجی روانگی کے واسطے نہایت مناسب سمجھا گیا تھا۔ ساؤتھ ہمٹن۔ کارک۔ لورپول۔ پلی ماؤتھ اور پورٹس ماؤتھ بندرگاہوں سے فوجوں پر فوجیں بھیجی جا رہی تھیں پنسلر اینڈ اورنٹل کمپنی اور دوسری کمپنیوں سے گورنمنٹ نے کشتیاں کرایہ پر لے لی تھیں اور نہایت سرگرمی سے فوجی روانگی عمل میں آ رہی تھی۔

سیم پینزا کی بھی یہی کیفیت تھی شاہراہیں ٹوٹ گئی تھیں ان میں گڑھے پڑ گئے تھے یہاں تک کہ سواری تو سواری پیدل آدمی بھی نہ چل سکتے تھے۔ چونکہ بارش کثرت سے ہوئی تھی اس وجہ سے سڑکوں اور شاہراہوں کے گڑھے مثل تالاب کے ہوگئے تھے۔ وہ سڑک جو سسٹووا سے پلونا کی طرف جاتی تھی مینھ کی وجہ سے بہت خراب ہوگئی تھی مگر جب سپاہ سالار ٹوٹلیبین پہنچا ہے تو ان راستوں کی کسی قدر مرمت کی گئی باقاعدہ سڑکیں بنائی گئیں اور ڈینیوب پر بیسیوں کے پل تیار کئے گئے لیکن بلغاریہ اطراف کے راستے دلدل سے ناقابل گزر تھے انہیں خراب راستوں پر لاکھوں من سامان لادے ہوئے خچر اور بیل نہایت تیزی سے چلے جارہے تھے۔ چھکڑوں کی قطاریں اور گاڑیوں کا تسلسل جنگل میں منگل بنا رہا تھا۔ بعض اوقات گڑھوں میں خچر اور چھکڑے پھنس جاتے تھے جو بڑی کوشش کے بعد بھی نہ نکل سکتے تھے۔ اخیر روسیوں نے راستوں کی مرمت کی ضرورت کو محسوس کیا مگر بے انتہا روپیہ اور کثیر وقت خرچ ہونے کے بعد پھر کسی قدر راستوں کی صورت نظر آئی۔

انگلستان کے مقابلہ میں فرانس کے پاس زیادہ فوج تھی اور اس بات کا اندازہ کرلیا گیا تھا کہ وہ تین لاکھ فوج اور ساٹھ ہزار سوار میدان جنگ میں لاسکتا ہے علاوہ اس کے امدادی فوج اگر ضرورت ہو بھیجی جاسکتی ہے۔

فرانس کی فوج کی سپاہ سالاری مارشل سینٹ ارناؤ کو دی گئی جو ایک بڑا نامور سپاہ سالار تھا اور جس نے بیسیوں لڑائیاں دیکھیں اور الجیریا میں برسوں جنگی خدمات انجام دیتا رہا تھا۔

۱۸۵۴ء کے موسم بہار میں طولان اور مارسیلز کے مقامات فرانسیسی فوج کا منظرگاہ بن رہے تھے فرانس کو فوجی انتظام میں انگلستان کی طرح کوئی دقت اٹھانے کی ضرورت محسوس نہ ہوئی اور اس نے نہایت پھرتی سے مارچ کے اخیر میں فوجوں کی روانگی شروع کردی۔ ۳۰ ہزار فوج معہ کثیر تعداد گھوڑوں کے اور پچیس تیس فوجی جہاز۔ پے در پے یکے بعد دیگرے مختلف تواریخ میں روانہ کردیئے گئے۔ فرانس کی فوجوں نے مالٹا میں چند روز تک آرام لیکر پھر سفر شروع کیا۔ یہاں تک کہ اپریل کے شروع میں انگریزی اور فرانسیسی فوج دردانیال کے [illegible]

سڑکوں کے خراب ہونے سے روسیوں کی آمد و رفت کا راستہ بھی خطرناک حالت میں ہو گیا تھا وہ پل جو روسیوں نے سینو وا اور نکو پولس پر بنایا تھا ۵ تاریخ کے طوفان سے پارہ پارہ ہو گیا اسی طرح ۱۲ تاریخ کے ایک طوفان نے روسیوں کے دوسرے پل کو توڑ ڈالا۔ اس حادثہ کے واقع ہونے سے پہلے روسیوں کی خوش قسمتی سے کثیر تعداد فوج ان برباد شدہ پلوں سے عبور کرائے تھے اس امدادی فوج میں پیادوں کی تعداد دس ہزار اور سواروں کی پانچ ہزار تھی اور یہ اول درجہ کی تازہ دم اور خوفناک فوج تھی جو پلونا میں عثمان پاشا کے مقابلہ پر پہنچے گی جب فوجوں کے دل بادل اس طرح چاروں طرف سے اُمنڈ آئے تو اب عثمان پاشا کی حالت بہت ہی نازک ہو گئی اس لئے کہ جن مٹی کے قلعوں کی وہ تعمیر کر رہے تھے وہ ابھی تعمیر نہ ہوئے تھے اور اس بات کا خوف تھا کہ قلعوں کی تعمیر سے پہلے روسی فوج حملہ نہ کر سکے۔ یہ بڑی بات ہوئی تھی کہ شفقت پاشا ۱۱ اکتوبر کو عثمان پاشا سے مل گئے تھے یہ تو نہیں معلوم تھا کہ شفقت پاشا کے ساتھ کتنی فوج تھی مگر اتنا معلوم ہوتا ہے کہ ان کے پاس سامان رسد اس قدر تھا کہ کئی مہینے تک

گیلی پولی کا جزیرہ نما ان فوجوں کے اتارنے کے واسطے تجویز کیا گیا کیونکہ یہ مقام فوجی نقل و حرکت کے لحاظ سے نہایت مناسب سمجھا گیا تھا۔ اس مقام کے مغرب کی جانب خلیج سوروا اور مشرق کی طرف درودانیال واقع ہے۔ اس جگہ سے فوج بہت اچھی طرح ایجین اور مامورا کی حفاظت کر سکتی ہے اور بہت آسانی سے شمال کی جانب بلقان کی طرف یا ایشیا اور قسطنطنیہ کی طرف روانہ ہو سکتی ہے۔

ابھی اپریل کا نصف مہینہ ختم ہونے پایا تھا کہ ۲۲ ہزار فرانسیسی اور ۵ ہزار انگریزی سپاہی اس جزیرہ نما میں جمع ہو گئے۔

مقام گیلی پولی میں انگریزی اور فرانسیسی فوجیں برابر جمع ہو رہی تھیں اور اب ان کی تعداد یہاں تک بڑھ گئی کہ اس مقام میں ان کے واسطے کافی انتظام رسد رسانی کا نہ ہو سکتا تھا انگریزی افسروں اور سپاہیوں نے جب یہ ڈھنگ دیکھا اور سمجھ لیا کہ اس مقام میں آئندہ رسد رسانی کا انتظام اور بھی مشکل ہو جائے گا تو انہوں نے چند ہفتوں کے بعد پانچ ہزار آدمیوں کو

ترکی سپاہی اس فارغ البالی سے کام میں لائے۔ عثمان پاشا کے پاس تو اہی سے سامان رسد ہو چکا تھا اگر محمد پاشا غلّہ وغیرہ کا سامان نہ بھیجدیتے تو واقعی عثمان پاشا پر بُری بنتی۔
محمد پاشا نے کمال کیا کہ جب وہ پلونا کے پاس مقام تلیک میں خیمہ زن تھے تو انہوں نے ۱۳ار اکتوبر کو دیکھا کہ روسیوں کے ہزارہا چھکڑے۔ غلّہ اور سامان رسد کے بھرے چلے آتے ہیں۔ محمد پاشا نے ایک لحہ کا بھی توقف نہ کیا اور اس سامان رسد پر حملہ کردیا اس حملہ کی خبر روسیونکو پہنچی اور وہاں سے کثیر تعداد فوج آندھی اور مینھ کی طرح مدد کو دوڑیں مگر محمد پاشا کی پھرتی اور چابکدستی قابل تعریف ہے کہ روسیوں کی امدادی فوج کے آتے آتے روسیوں نے تمام سامان رسد پر قبضہ کرلیا علاوہ اور سامان رسد کے تیس ہزار بھیڑیں ۵۰۰ راس مویشی ۱۰۰ گھوڑے تھے جو فوراً پلونا کی فوج قلعہ میں بھیجدی گئی اس سامان کی پلونا کے سپاہیوں کو بہت ہی ضرورت تھی۔ کیونکہ مریض اور مجروح سپاہیوں کی تعداد بہت بڑھ گئی تھی۔ صرف عثمان پاشا نے تنہا اس موقع پر بھی اطاعت کرنے سے انکار کردیا۔ مگر اور ترکی افسر سخت بد دل ہو رہے تھے

گیلی پولی میں چھوڑا اور باقی فوج سکوتری کی طرف روانہ کردی جہاں پر ترکی گورنمنٹ نے ان کے رہنے کے واسطے معقول انتظام کردیا۔
عرصہ تک فرانسیسی اور انگریزی بیڑہ جہازات بلاکسی مزید نقل وحرکت کے سکوتری اور گیلی پولی میں پڑے رہے مگر آخرکار اس متفقہ فوج کی روانگی شروع ہوئی اور یہ ساری فوج مقام وارنا میں جا اُتری وارنا بحر اسود کے مشرقی کنارے پر ترکوں کا بندرگاہ ہے جو قسطنطنیہ سے ۱۸۰ میل کے فاصلہ پر واقع ہے یہ فوجیں جس وقت وارنا میں پہنچ گئیں تو اب باقاعدہ کارروائی شروع کی گئی اور چونکہ فوجیں سلسٹریا کی طرف روانہ ہو چکی تھیں اس لئے سب سے پہلے مقام سلسٹریا کا محاصرہ کرلیا گیا۔
سلسٹریا کے محاصرہ سے جو فوجیں بچی تھیں وہ وارنا میں جمع ہوتی رہیں اور جون کے اخیر تک ۶۰۰۰۰ ہزار انگریزی اور فرانسیسی فوج اکٹھی ہو گئی اس فوج کے علاوہ ۱۰۰ کشتیاں خلیج وارنا میں دشمن کے مقابلہ کے واسطے تیار تھیں۔ وارنا میں جدہر نظر جاتی تھی سوائے فوجوں کے دل بادل کے کچھ نظر نہ آتا تھا۔ مقام وارنا میں جنگجو سپاہی دشمن کے مقابلہ کے منتظر بیٹھے ہوئے تھے۔ فرانس اور انگلستان ہر دو ہر ایک

بیس ہزار چھکڑے روسیوں نے پھر اپنی فوج کے لئے روانہ کئے۔ اس میں سامانِ حرب اور سامانِ رسد دونوں بھرے ہوئے تھے۔ اسی اثناء میں ڈینیوب میں چھوٹی چھوٹی لڑائیاں روس اور ترکوں کی ہوتی رہیں کبھی ترکوں نے فتح حاصل کی کبھی روسیوں نے۔

پلونا پہنچنے کے بعد کچھ وقت تک شفقت پاشا اس قابل تھے کہ آمد و رفت کا راستہ قائم رکھیں اور اس صورت سے اُس فوج کی بخوبی نگرانی کریں جو آکی مدد کو آ رہی تھی لیکن روسی سپاہ سالار ٹاڈ گیبن اس تاک میں لگا ہوا تھا کہ جہاں تک ممکن ہو ترکوں کی آمد و رفت کا راستہ کاٹ دیا جائے۔ اور اپنی اس تجویز کے پورا کرنے کے لئے اس نے پورا ارادہ کر لیا کہ پلونا کا محاصرہ کر لیا جائے روسیوں کی امدادی فوجیں برابر چلی آ رہی تھیں ان کی فوج کا بازوے چپ تو سچائی کی سڑک تک پھیلا ہوا تھا اور یہاں سولہواں ڈیویژن روسی فوج کا مقیم تھا جس کی کمان نوجوان سپاہ سالار اسکوبلوف کرتا تھا دوسری طرف صوفیہ اور تلاچی کی سڑک تک برابر فوجیں حکم کی منتظر کھڑی تھیں سپاہ سالار گور کو یہ فرض قرار دیدیا گیا تھا کہ وہ بازوئے چپ کی نگرانی کرے۔ اور صرف اس نگرانی کے لئے اس کے پاس ۲۵ ہزار پیدل اور سوار تھے۔ مقامات

دشمن سے مقابلہ کرنے میں اپنی ناموری کا جویاں تھا کہ یکایک یہ خبر پہنچی کہ سلسٹریا کا محاصرہ اٹھا لیا گیا اس خبر کے پہنچتے ہی فوجی افسروں کے تمام منصوبوں پر پانی پھر گیا اور اب ان کو اس بات کا خیال ہو گیا کہ اگر سلسٹریا کا محاصرہ اٹھا لیا گیا تو اب باقاعدہ جنگ شروع کر دینی چاہئے۔ مگر افسوس ہے کہ فوج کی یہ دلی آرزو اور جوشیلی امیدیں ہیضہ کے یکایک شروع ہو جانے کی وجہ سے دب گئیں ہیضہ سب سے پہلے فرانسیسی فوج میں مارسیلی کے دریائی سفر کے وقت شروع ہوا تھا جو رفتہ رفتہ تمام کمپ میں پھیل گیا اور جولائی کے اخیر تک انگریزی فوج میں بھی یہ خطرناک بیماری شروع ہو گئی۔ دس ہزار آدمی فرانسیسی فوج کے اور پانسو اور چھ سو آدمی انگریزی فوج کے ہیضہ سے مر گئے۔ ہیضہ کی بیماری سپاہیوں اور فوجی کمپ تک ہی محدود نہ رہی بلکہ جہازی بیڑوں میں بھی یہ بیماری شروع ہو گئی اور متفقہ بیڑہ جہاز کو جو موقع پر بغرض کمک محفوظ رکھا گیا تھا سخت نقصان پہنچا۔

سترہ ہفتہ تک ہیضہ سے فرانسیسی اور انگریزی فوجوں میں برابر نقصان ہوتا رہا اور اسی وجہ سے دونوں سلطنتیں اپنی فوجی نقل و حرکت کو دشمن کی سرحد کی طرف شروع نہ کر سکیں مگر جب ہیضہ سے بالکل نجات

گوری۔ وینگ اور تلاچی کے بیچ میں بڑی زبردست مورچہ بندی کر رکھی تھی اور یہ بات عام طور سے مشہور ہے کہ ترکوں کے پاس اس سے زیادہ قوی جگہ کوئی نہیں تھی۔ اسی مقام پر بتاریخ ۲۲ و ۲۳ و ۲۴ ستمبر شفقت پاشا نے روسیوں کا سامان رسد اور باربرداری لوٹا تھا۔ اور اسی اثناء میں ترکوں نے صوفیہ کی سٹرک کی طرف چھوٹے چھوٹے قلعے بنالئے تھے۔ سپاہ سالار گورکو نے یہ سمجھ لیا تھا کہ اگر ان قلعہ جات کو فتح کر لیا جائے تو ترکوں میں پلونا کے بچانے کا دم نہیں رہنے کا اپنے اسی ارادہ کے پورا کرنیکے لئے روسی سپاہ سالار نے دریائے ودؔ کو بتاریخ ۱۷ اکتوبر عبور کیا اور ۲۴ تاریخ ترکوں کی زبردست مورچہ پر حملہ کر دیا اس وقت روسی سپاہ سالار کے پاس بڑی زبردست فوج اور توپخانوں کی قوت ترکوں سے بڑھی ہوئی تھی۔ حملہ آور فوج میں ۴۲ بٹالین ۶۴ توپیں اور رسالہ کی ایک رجمنٹ تھی۔ مگر ترکوں کی تعداد پانچ اور چھ ہزار کے درمیان تھی اور سب کے پاس برجلوڈر بندوقیں تھیں۔ لڑائی ہوئی اور سخت ہوئی۔ روسیوں کے ڈھائی ہزار آدمی کام آئے مگر آخر کار یہ مقام ترکوں کے ہاتھ سے نکل گیا۔

مل گئی اور مریضوں کو آرام ہو گیا تو متفقہ فوج نے وارنا سے کریمیا کی طرف بڑھنا شروع کیا۔ حالانکہ مقام وارنا سے خلیج بلبکش قریب ۱۵ میل کے بجانب شمال واقع تھی جہاں سے فوجوں کی بذریعہ جہازوں کے کریمیا کی طرف روانگی تجویز کی گئی تھی مگر اتنے تھوڑے سفر کو بھی متفقہ فوج آسانی سے طے نہ کر سکی ہیضہ نے ان میں بالکل دم باقی نہ رکھا تھا ہوا کی سمیت ان پر اپنا اثر کر چکی تھی۔ فوج نے آہستہ آہستہ منزل مقصود طے کی مگر اس پر بھی سپاہیوں سے لیکے جانوروں تک کے دم پھول گئے اور مشکل سے منزل تک پہنچے۔

کچھ تو آدمیوں کی نقاہت نے فوجی نقل و حرکت میں دیر کر دی اور کچھ جب یہ فوج جہازوں پر چڑھنے کو تھی باد مخالف چلنے لگی اور جہازوں کی روانگی موقوف ہو گئی۔ جولائی کے مہینہ میں روانگی کا انتظام کر لیا گیا تھا مگر ۷ راگست کو فوج جہازوں پر سوار ہو سکی۔ تیس تیس کشتیوں کا علیحدہ علیحدہ بیڑہ بنایا گیا اور ان تمام بیڑوں کو ایڈمنڈ لائنس کی ماتحتی میں روانہ کیا گیا۔

اس بیڑہ کا راستہ بحر اسود میں ہو کے نکلتا تھا اور وارنا سے یوپیٹوریا تک ۳۰۸ میل کا فاصلہ تھا

بیان کیا گیا ہے کہ ترکوں کے دو ہزار سپاہی اور ستر افسر معہ حفظی پاشا کمان افسر کے مجروح اور مقتول اور گرفتار ہوئے روسیوں نے یہ کامیابی بڑی دقت سے خریدی کیونکہ یہ جنگ صبح کے چھہ بجے شروع ہوکے شام کے چھہ بجے ختم ہوئی تھی۔ کل پانچ بٹالین ترکوں کی بچ کے پلونا چلی گئیں اور باقی نے ہتیار ڈال دیئے۔ اس لڑائی میں بڑا کام روسی شہنشاہی گارڈ نے کیا اور اس گارڈ میں اکثر مسلمان تھے۔ لڑائی میں کوئی شخص یہ نہیں کہہ سکتا تھا کہ فتح کس کی طرف رہیگی ترک اس شدت اور سرگرمی سے توپیں مار رہے تھے کہ ہر دفعہ یہ خیال ہوتا تھا کہ روسی بھاگ جائیں گے مگر تعداد کی بے انتہا کمی نے انہیں ناکام رکھا اس مقام پر قبضہ ہونے سے روسیوں کے محاصرہ پلونا کی تکمیل ہوگئی۔ تمام تار برقیاں چاروں طرف پھیلا دی گئیں۔ فوجیں ہر مقام پر مستعد کردی گئیں اور ایسا انتظام کردیا گیا کہ ایک لمحہ کے حکم سے روسی فوجیں میدان جنگ میں آسکیں۔

قدرتی طور سے روسی ایسی زمین پر قابض ہوگئے تھے جہاں سے پلونا کا کونہ کونہ اور ترکوں کی ایک ایک چیز اچھی طرح نظر آتی تھی ہر قسم کی نقل وحرکت ہر قسم کی تیاری یہاں تک کہ

---

۹ ستمبر کو یہ بیڑہ بخیر وعافیت کنارہ پر پہنچ گیا۔ جب یہ متفقہ فوج کا بیڑہ جہازات کنارہ پر پہنچا تو دونوں دولتوں کے افسروں نے اپنی اپنی فوج کو اتارنے کے لئے مناسب مقامات کی تجویز شروع کی۔ انگریزوں کی طرف سے جنرل رابرٹ اور لارڈ الگن اس کام کے منتظم ہوئے۔

وہ مقام جو انگریزی فوجوں کے پڑاؤ کے واسطے تجویز ہوا تھا سمندر کے کنارہ پر ایک قطعہ زمین تھا۔ جس کو پانی کی موجوں نے سمندر اور آب شور کی جھیل کے درمیان مثل ایک کھڑنجہ کے بنا دیا تھا یہ مقام دو سو گز چوڑا تھا جہاں سے دور تک ننٹ نامی پہاڑ کے دامن میں راستہ کا سلسلہ قائم ہوگیا تھا۔ اس مقام پر ۱۴ تاریخ کو انگریزی فوج اتار دی گئی۔ فرانسیسی اور ترکی سپاہ انگریزی سپاہ سے قریب دو میل فاصلہ پر ایک قطعہ زمین پر سمندر کے کنارہ پڑی ہوئی تھی۔ انہیں ایام میں جبکہ فوجی نقل وحرکت اور کشتیوں کی روانگی بڑی سرگرمی سے ہو رہی تھی۔ اس متفقہ فوج کو یہ خبر ملی کہ روسیوں کی فوج آگئی اور یہاں سے آٹھ میل کے فاصلہ پر پڑی ہوئی ہے۔ یہ خبر سنتے ہی فوراً یہ حکم جاری کیا گیا کہ فمشن۔ فری اور دلیسوس کی ماتحتی میں فرانسیسی دخانی کشتیاں روانہ کی جائیں

کھانا پینا اٹھنا بیٹھنا صاف طور سے نظر آرہا تھا۔ عثمان پاشا دن کو کوئی کام نہ کرسکتے تھے
ہاں اگر وہ کچھ کرنا چاہتے تھے تو شب کو چپکے چپکے اندھیرے میں کرتے تھے اب عام طور پر یہ
سرگوشیاں ہونی شروع ہوگئی تھیں کہ آیا ترکی سپاہ سالار روسی لینوں کو توڑ کے نکل جائیگا
یا مجبوراً فاقہ کشی کرکے اطاعت قبول کریگا مگر یہ خیال کہ عثمان پاشا باہر نکل کے لڑیں گے اور روسی
لینوں کو توڑتے ہوئے نکل جائیں گے محال عقل تھا کیونکہ ہر طرف روسیوں کی کثیر تعداد فوجیں
بڑی بڑی توپوں کے ساتھ پٹی پڑی تھیں اور مورچوں پر مورچے اس کثرت سے بنائے گئے
تھے کہ ان سے گزرنا دشوار تھا یہ بات اچھی طرح سمجھ لی گئی تھی کہ اگر ترک ایک مورچہ کو توڑ ڈالیں گے
تو دوسرے میں اور اگر دوسرے سے بھی گزر جائیں تو تیسرے میں ضرور پھنس جائیں گے۔ غرض
ہر صورت سے نکلنا محال ہے۔

سپاہ سالار ٹاڈ لیبین نے اپنی سپاہ کو چھوٹے چھوٹے حصّوں میں تقسیم کرکے بہت دور دور بھیجدیا تھا
اور صرف چار سو توپیں پلونا کے مقابل میں لاکے نصب کردی تھیں اور کمال یہ کیا تھا

اور وہ بہت جلد اس مقام پر جہاں روسی پڑے ہوئے ہیں پہنچ کے روسیوں کو اس مقام سے
ہٹادیں۔ اس حکم کی نہایت جوش کے ساتھ تعمیل کی گئی اور جب اس مقام پر جہاں کا مخبروں نے
پتہ دیا تھا پہنچے تو معلوم ہوا کہ فی الحقیقت روسیوں کے ۶۰۰۰ آدمی پڑے ہوئے ہیں۔ متفقہ فوج
کے بیڑہ جہازات نے روسیوں کے کیمپ پر فوراً گولہ باری شروع کردی اور خفیف جنگ کے بعد
روسیوں کو اس مقام سے ہٹادیا۔

متفقہ فوج کا دشمن سے مقابلہ ہورہا تھا اور وہ بڑے جوش سے دشمن کو پس پا کرتے جاتے تھے۔
مگر ابھی تک فوجوں کی آمد کا سلسلہ بند نہ ہوا تھا۔ سمندر کی طغیانی اور ہوا کی ناموافقت نے
فوجوں کی نقل و حرکت میں کچھ تھوڑی رکاوٹ پیدا کردی تھی مگر اس پر بھی ۱۸ تاریخ تک تمام
فوجیں جہاز سے اتاری گئیں اور اب روسیوں پر بڑے زور و شور سے حملہ کرنے کی تجویزیں ہونے لگیں
انگریزی فوج میں ۲۷۰۰۰ پیدل ساٹھ توپیں قریب ۱۰۰۰ کے سوار تھے۔ فرانسیسوں کی پیادہ فوج
کی تعداد ۲۸۰۰۰ کے قریب تھی ترکوں کے پاس صرف ۷۰۰۰ پیدل اور ۶۰ توپیں تھیں مگر کوئی سالہ انکے پاس نہ تھا

کہ جس مقام پر گولہ باری کی غرض ہوتی تھی چار سو توپوں کے مُنہ اسی طرف کردیئے جاتے تھے ہر شخص سمجھ سکتا ہے کہ علی التواتر جب چار سو توپوں سے گولے برسیں گے تو اس وقت کیا کیفیت ہوگی کبھی گولوں کی بارش پشتوں پر کی جاتی تھی کبھی شہر کی عمارتوں پر اور کبھی ترکی فوجوں پر غرض ان گولوں نے شہر پلونا کا چھڑاؤ کردیا۔

اسی روز جب سپاہ سالار گورکو نے ترکی مورچہ گورنی ڈیلک پر حملہ کیا ہے تو شاہی گارڈ کا ایک ڈیویژن تلاچی کی طرف روانہ کیا گیا جو مورچہ مذکور کے مغرب کی طرف واقع تھا مگر ترکوں نے اس ڈیویژن کا مار کے چھڑاؤ کردیا۔ تو بھی یہ مقام ۲۸ اکتوبر کو فتح کرلیا گیا اور ترکوں کی پانچ بٹالین نے ہتیار ڈال دیئے۔ شفقت پاشا نے ۳۱ اکتوبر تلاچی کو دوبارہ فتح کرنے کی کوشش کی مگر ناکامیابی ہوئی اور اب عام طور پر ترکوں کی کمزوری عیاں ہونے لگی۔ چونسٹھ توپوں اور ڈیڑھ ڈیویژن کے ساتھ دوسرا روسی سپاہ سالار مقام ڈولنی ڈینک پر حملہ کرنے کی غرض سے بڑھا اس وقت یہاں پانچہزار ترک مورچہ زن تھے ایک سخت لڑائی کے بعد

پہلی ہی رات کو جبکہ یہ تمام فوجیں سمندر سے اُتر چکی تہیں ساحل پر سخت بے چینی کا سامنا کرنا پڑا۔ آسمان سیاہ ہوگیا بڑے زور وشور سے آندہی چلنے لگی اور موسلا دہار مینھ برسنا شروع ہوگیا۔ اس آندہی اور مینھ کے طوفان سے انگریزی فوج کو بہت تکلیف ہوئی سپاہیوں کی وردیاں اور کمبل بھیگ گئے اور تمام کپڑوں کے شور بور ہو جانے سے سپاہیوں کو بڑی زحمت اُٹھانی پڑی۔ دوسرے دن بھی سمندر کی موجوں کی وہی حالت رہی اور ان موجوں کا بیڑہ جہازات پر بھی بہت بڑا اثر پڑا۔ خدا خدا کر کے تیسرے روز یہ آندہی مینھ کا طوفان کچھ کم ہوا اسباب ضروری ذخیرہ خشکی پر اُتار اگیا۔ جہازوں پر سے سامان خوراک ابھی پورے طور سے اترنے نہ پایا تھا مگر متفقہ فوج کی خوش قسمتی سے ۹۰ چھکڑے آٹے کے لدے ہوئے جو سباستول کو جارہے تھے فوج نے پکڑ لیا اور اس طرح کافی خوراک ان کے پاس ہوگئی۔ ۱۸ تاریخ کو لارڈ راگلن نے یہ حکم دیا کہ ۱۹ کی صبح کو تمام فوج خیمہ وغیرہ اُکھیڑ کے کوچ کے لئے تیار رہے۔ اسی قسم کا حکم فرانسیسی فوج میں بھی جاری کیا گیا۔

علی الصباح حکم کے بموجب افسروں اور سپاہیوں نے کچھہ کھا پی کے چلنے کا سامان کردیا اور ضروری سامان

ترکوں نے یہ مقام چھوڑ دیا اور رسید سے پلونا چلے گئے ابھی تک پلونا کے راستے ان کے لئے کُھلے ہوئے تھے۔ مگر بعد ازاں یہ راستے روسیوں نے بند کر دیئے۔ جنوب کی طرف کئی میل تک سارا ملک روسی رسالہ کے رحم پر تھا کیونکہ روسیوں نے کئی بار اس سامان رسد کو گرفتار کر لیا جو عثمان پاشا کے لئے بھیجا گیا تھا۔ غازی عثمان پاشا نے ہر چند چاہا کہ کوئی صورت یہاں سے نکلنے کی ملے مگر افسوس ہے کہ وہ اپنی کوشش میں ناکام رہے کیونکہ اب میدان جنگ کی حالت بالکل بدل گئی تھی پہلے روسیوں کی حالت ایسی کمزور ہو گئی تھی کہ اگر مثل عثمان پاشا کے اور ترکی افسر جرأت اور اولوالعزمی سے کام لیتے تو روسی فوجوں کا ایک ایک سپاہی قتل کر دیا جاتا یا قید ہو جاتا۔ مگر اب نیا رنگ ہو گیا روسیوں کی قوت بے انتہا بڑھ گئی تھی اور ترکوں کی قوت روبتنزل ہو رہی تھی روسی امدادی فوجیں سب شائستہ اور تازہ دم آ گئی تھیں۔ سامان رسد اور ہتیاروں کی اُن کے پاس کمی نہ تھی فوجی افسر بھی اعلیٰ درجہ کے قابل جمع ہو گئے تھے ایسی حالت میں کیونکر ہو سکتا تھا کہ ترک کامیاب ہوتے۔

خوراک وغیرہ سفر کے لئے ساتھ رکھ لیا۔ کوچ کا حکم ہوتے ہی فوج کی روانگی شروع ہو گئی اور ایک عجیب منظر نظر آنے لگا۔ فوجی قطار دور تک لمبی اور چوڑی نظر آتی تھی مشرق سے مغرب کی طرف ایک شاندار نمونہ دکھائی دے رہا تھا۔۔۔ ۶۰ آدمیوں کے کالموں کا کبھی اکٹھے ہو کے اور کبھی پراگندہ ہو کے چلنا عجیب سماں دکھا رہا تھا۔ سمندر کے ساحل کے قریب ترکی فوج جا رہی تھی اس کے پیچھے فرانسیسی فوج اور بعد میں انگریزی فوجیں کوچ کر رہی تھیں رسالوں۔ رائفلوں اور سنگینوں کی چمک دمک علیحدہ ہی لطف دے رہی تھی۔ فوجی سوار پیدل اور توپخانوں کے پیچھے گھوڑوں اور خچروں اور باربرداری کے جانوروں کی قطاریں جنپر سامان رسد اور سامان حرب خریطے اور بوریوں سے لدے ہوئے جانور اور بیمار آدمی کمسریٹ کے ساتھ تھے۔ غرضکہ تمام جنگل میلوں تک ان تین متفقہ دولتوں کی فوجوں سے بارونق ہو رہا تھا اور جس طرف آنکھ پڑتی تھی سوائے فوج کے کچھ نظر نہ آتا تھا۔ خشکی ہی پر یہ فوجی منظر نہ تھا بلکہ سمندر میں بھی جہازوں کے بیڑے اُسی طرف چل رہے تھے جس طرف کو یہ فوج جا رہی تھی۔

آغاز ستمبر میں عام طور پر یہ خیال کیا جاتا تھا کہ روسیوں کو کامیاب ہونا محال ہے اور اب ترکوں نے انہیں مار لیا مگر اکتوبر کے اخیر میں یہ سارے خیالات بدل گئے اور اب صاف طور پر نظر آنے لگا تھا کہ ترکوں کی بربادی یقینی ہے اور اب ترک روسیوں سے جان نہیں بچا سکتے۔

اس عرصہ میں روسی سپاہیوں نے اپنے لئے مختصر سے جھونپڑے بنائے تاکہ انہیں جب تک پلونا کا محاصرہ لوٹے آرام ملے جس کے مغربی حصّے میں جو ڈنیوب اور بلقانی ریاستوں کے بیچ میں واقع ہوا ہے روسیوں نے سامان رسد اس کثرت سے جمع کر لیا تھا جو برسوں کے لئے کافی ہوتا۔ اسوقت روسیوں کے جوش و خروش بہ نسبت گزشتہ ہفتوں کے بہت بڑھ گئے تھے کیونکہ یہ یقین ہو چکا تھا کہ ترکوں کا پلیتھن نکل چکا ہے اور عنقریب عثمان پاشا عاجز ہو کے ہتیار ڈالدینگے۔ ٹاوٹیبن گورلو اور اسکوبلوف کو سپاہ سالار بنایا گیا۔ حالانکہ وہ اب تک اسٹاف کمانڈری کا ہی کام کرتے تھے۔ روز بروز ترکوں کی حالت بدتر ہوتی جاتی تھی اور روسی قوی بنتے جاتے تھے۔ نومبر کے آغاز میں کل بٹالین پلونا کے آگے لاکے کھڑی کر دی گئی تھیں صرف ایک طرف روسی قبضہ نہ کر سکے۔

فوجی نقل و حرکت سے یہ صاف معلوم ہو رہا تھا کہ ۱۹ تاریخ کی دوپہر کو روسیوں پر حملہ کر دیا جائیگا مگر ابھی یہ فوج مقام بلبلنگ میں پہنچنے بھی نہ پائی تھی کہ شمال و مشرق کی جانب سے روسیو نکے گولوں کی آوازیں مسموع ہونے لگیں اور فوج کو یہ معلوم ہو گیا کہ کوہ قافی تاتاریوں پر گولہ باری کر رہے ہیں اور ان بیچاروں کو پریشان کر کے نہ گھبرا دیا ہے اور ایک روسی رسالہ سامنے کی پہاڑی پر بائیں جانب سے حملہ آور ہونے کی غرض سے بالکل تیار ہے۔ یہ دیکھ کے آٹھویں اور گیارہویں حسارس رسالے کے پانسو آدمی اور ۱۳ ویں لائٹ ڈریگون ارل آف گارڈیگن کی ماتحتی میں روسیوں کو ان کے مقام سے ہٹانے کے لئے بھیجے گئے۔ جب یہ تھوڑی سی فوج روسیوں کے قریب پہنچی تو ارل آف گارڈیگن کو معلوم ہوا کہ دشمنوں کی تعداد تگنی ہے۔ دشمن کی تعداد زیادہ ہونے کی وجہ سے ان پر حملہ نہیں کیا گیا بلکہ ارل آف گارڈیگن نے اپنی فوج کو واپسی کا حکم دیدیا۔ جونہی یہ چھوٹا سا دستہ فوج اپنے دشمن کے مقابلہ سے لوٹنے کو تھا کہ روسی کوہ قافی فوج چاروں طرف سے میدان جنگ میں نمودار ہو گئی اور توپوں کے فیر کرنے شروع کر دیئے۔ قریب تھا کہ یہ تھوڑی سی فوج کوہ قافیوں کی گولہ باری سے

آغاز ستمبر میں جب پلونا پر انقطاعی جنگ ہوئی ہے تو نوجوان سپاہ سالار اسکوبلوف نوسچا کے راستہ کو چھوڑ کے بمقام لستی ناکا میلا گیا تھا اور ایک بہت بڑا نالہ اپنے اور ترکوں میں حایل کر دیا تھا اس نے چاہا تھا کہ دوبارہ ان مقامات کو فتح کر لوں لیکن ترکوں نے چند گڑھے اور مورچے اس مضبوطی سے قایم کئے تھے کہ اسے حملہ کرنے کی ہمت نہ پڑی تو بھی اسی مقام پر ستودک پرجو راستہ کے بائیں جانب واقع تھا قبضہ کر لیا اور وہاں کچھ مورچے بنائے اور گھاٹیاں کھودیں۔
اسی اثنا میں اسکوبلوف نے چاہا کہ راستہ کی جانب راست والی پہاڑی پر قبضہ کر لوں اگر یہ مقام قبضہ میں آگیا تو پلونا پر بہت آسانی سے حملہ ہو سکے گا۔ غرض ۹ نومبر اس مقام پر حملہ کرنیکے لئے مقرر کی گئی اور روسیوں میں یہ مشورہ ہو گیا کہ ۵ بجے شام کو حملہ کر دیا جائے۔
دن بہت ہی تاریک تھا کہر اس قدر پڑ رہی تھی کہ اب تک ختم نہ ہوئی تھی۔ تاریکی سے آدھی رات کا شبہہ ہوتا تھا وقت مقررہ سے کسی قدر پہلے اسکوبلوف نے اپنے لشکر کا معائنہ کیا۔ پھر فوج میں ہو کے گزرا اور افسروں اور سپاہیوں کو خاص خاص ہدایتیں کیں۔ اور اب اس کا ارادہ ہو گیا

تباہ ہو جائے کہ ایک رسالہ ان کی کمک کو آگیا اور اس نے بڑے جوش کے ساتھ روسیوں پر حملہ کیا اور ان کو مقام آلما کی طرف مار کے بھگا دیا۔
جب یہ تمام متفقہ فوج بلیگنک میں پہنچ گئی تو باقاعدہ رات کی حفاظت کے لئے دستہ فوج کو مقرر کر دیا گیا۔ سپاہی کچھ تو سفر کی تکان سے اور کچھ مقام وارنا میں ہیضہ کے ستائے ہوئے تھے رات کو ایسے بے خبر سوئے کہ ان کو کچھ خبر نہ رہی اور نیند کے غلبہ سے انہوں نے اس کی کچھ پروا نہ کی کہ صبح کو کیا ہو گا۔ آخر کار ۲۰ ستمبر کی صبح جس کو جنگ آلما کا دن کہنا مناسب ہو گا نمودار ہوئی۔
اور نو دس بجے کے وقت دشمن کی فوجی نقل و حرکت معلوم ہونے لگی۔ متفقہ فوج میں سب یہ ہی خیال کر رہے تھے کہ صبح کو سب سے پہلے ہم کو ہی دشمن سے مقابلہ کرنا پڑے گا۔ اور لڑائی پہلے ہم سے ہی شروع ہو گی مگر ترکوں کے سوا متفقہ فوج میں سے کسی کو دشمن سے مقابلہ کرنے کی نوبت نہیں آئی اور ترکوں نے پہلے پہل ڈینیوب کے ساحل پر دشمن کو بڑی بہادری سے پس پا کر دیا۔
بلیگنک سے مقام آلما چار پانچ میل کے فاصلہ پر واقع تھا اور یہ بات مان لی گئی تھی کہ روسی ایک

کہ میں تن تنہا اس کام کو کروں ۔جب بالکل اندھیرا چھا گیا تو ۵۰ توپوں کی قہرناک آوازیں شروع ہوئیں اور اس غلیظ اور تاریک کہر میں آگ کے شعلے اٹھنے لگے ادہر توپوں کی آوازوں کی گڑگڑاہٹ اُدہر بندوقوں کی آوازوں نے آسمان سر پر اٹھا لیا تھا تمام فوج میں نقل وحرکت شروع ہوگئی تھی ۔ توپیں اور بندوقیں برابر چل رہی تہیں ۔ مگر ترکوں کی طرف حملہ کی سیدھ میں نہ توپ چلائی گئی تھی نہ بندوق ۔ اس لئے کہ اسکوبلوف نے یہ سوچ لیا تھا کہ کہر کی تاریکی میں اگر بندوق چلی تو ترکوں کو روشنی معلوم ہو جائے گی اور اب آسانی سے غفلت میں ان پر قابو ہو سکتا ہے ۔
ڈیلی نیوز اور لندن ٹائمس کے نامہ نگار لکھتے ہیں کہ نوجوان روسی سپاہ سالار انہیں اژدہا پیکر توپوں کو ساتھ لیکے اسی تاریکی اور کہر میں ترکوں پر جا پڑا سخت لڑائی ہوئی مگر یہ نہ معلوم ہوا کہ غلبہ کس کا ہے ہمیں کچھ نہیں نظر آتا تھا کہ ان گولے اور گولیوں کا طرفین پر کیا اثر پڑ رہا ہے اخیر کہر بالکل کم ہوگئی ۔ بھڑکی زیادتی ہونے لگی مگر جنگ اسی زور شور سے تلی رہی کبھی یکایک توپوں کی آوازیں بند ہو جاتی تہیں اور کبھی پھر تند ومد سے چلنے لگتی تہیں ۔غرض سانس لے کے دونوں

زبردست مقام پر قابض ہیں ۔ تمام فوج نے یہ ارادہ کر لیا تھا کہ جوں ہی الما کے قریب پہنچ جائیں ایک دم سے حملہ کر دیا جائے ۔
فرانسیسی دستہ جورات کو حفاظت کی غرض سے مقرر کیا گیا تھا بالکل سمندر کے متصل تھا اس کے بعد ترکوں کی فوج اور سب سے پیچھے انگریزی فوج خشکی پر نگراں تھی اور اس طرح سے تمام متفقہ فوج زاویہ قائمہ کی صورت میں تین میل تک دریا کے کنارہ پھیلی ہوئی تھی ۔ اسی صورت سے اس متفقہ فوج نے الما کے جنوب کی طرف بڑھنا شروع کیا ۔
اس موقع پر ان تمام چھوٹی چھوٹی لڑائیوں کا مفصل بیان کرنا جو روسیوں کے پورے طور سے مغلوب ہونے سے قبل ہوئیں ۔ طول کلام ہے ۔ صرف ناظرین کو اتنا ہی بتا دینا کافی ہوگا کہ ان تمام لڑائیوں کا جو ۲۰ سے ۲۸ ستمبر تک روسیوں سے ہوئیں یہ نتیجہ ہوا کہ روسی مقام سوستیپول کی طرف بھگا دیئے گئے منشکاف جب متفقہ فوج سے مغلوب ہوگیا تو اس نے دو تدبیریں سوچیں اور اپنے خیال میں ان کو نہایت ضروری سمجھا ۔ پہلی تدبیر تو یہ تھی کہ میدان جنگ سے روسیہ تک آمد ورفت کے ذرائع اور

پہلوان لڑ رہے تھے مگر یہ نہیں معلوم ہوتا تھا کہ اس جنگ عظیم کا کیا نتیجہ ہونے والا ہے۔ آخر بڑی رات گئے روسیوں کا ترکی مقام پر قبضہ ہوگیا۔ سوا دس بجے ہوں گے کہ یکایک پھر جنگ شروع ہوگئی فی الحقیقت ترکوں کو خبر نہ ہوئی اور روسی نوجوان سپاہ سالار غفلت میں ان پر جا پڑا جب ان کے مورچوں سے روسی صرف سو گز رہ گئے اس وقت ترکوں کو خبر ہوئی۔ ترکوں نے بہت جلد ہوشیار ہوکے اپنی بندوقیں اٹھائیں صرف دو ہی فیر کرنے پائے تھے کہ دست بدست لڑائی ہونے لگی۔ چونکہ روسی بے خبری میں جاکے گرے تھے اس لئے ترک نہ سنبھل سکے اور مجبوراً انہیں مقام چھوڑنا پڑا۔ دوسری پہاڑی سے ترک برابر گولہ باری کر رہے تھے مگر اس سے چنداں نقصان نہیں پہنچا دس بجے رات کو اسکوبلوف مقام پرسٹوڈک میں چلا آیا ابھی وہ کانٹے چھری کو سنبھال کے کھانے ہی کو بیٹھا تھا کہ یکایک جانب راست سے توپوں کی آوازیں پھر گوشگزار ہونے لگیں کھانا چھوڑ کے فوراً گھوڑے پر سوار ہوا اور ایسی تاریکی میں جہاں ہاتھ کو ہاتھ نہ دکھائی دیتا تھا بھاگا ہوا گیا اور پھر صبح تک واپس نہ آیا۔

راستے کھلے رکھیں۔ دوسری تدبیر یہ تھی کہ بندرگاہ کو ایسا مضبوط کرے کہ دشمن کا بیڑہ جہاز کو کوئی آسیب نہ پہنچا سکے۔

منشکاف کو بدقسمتی سے اپنی ان تدبیروں میں اپنے صلاح کاروں کی رائے کے خلاف کرنے سے پریشانی اٹھانی پڑی اور سخت نقصان کا سامنا ہوا یعنی قلعہ سوستپول کے قریب سات جنگی جہاز ڈوب گئے۔

جب منشکاف کو اپنے جہازوں کے تباہی کا حال معلوم ہوا تو اس کو سخت پریشانی ہوئی اور اپنی تدبیروں کو ناتمام چھوڑ کے اپنی فوج کا بڑا حصہ مقام سوستپول میں چھوڑا اور آپ ایک چھوٹی سی فوج کے ہمراہ الکرمان کے پل کی طرف چلا گیا اور وہاں سے مقام بخشی سرائے کی طرف جو سوستپول کی جانب شمال و مشرق واقع ہے اس غرض سے بڑھنا شروع کردیا کہ کریمیا کی طرف سے امدادی فوج کا انتظار کیا جائے۔ اور سمفر پول کی جو روسی سامان رسد کے آنے کا ایک بڑا راستہ تھا نگرانی رکھی جائے۔

ترک اس بات کی کوشش کر رہے تھے کہ اس مقام کو دوبارہ فتح کر لیں اور روسیوں کی فوجیں کُہر کی وجہ سے راستہ بھول گئی تھیں تاریکی کی یہ کیفیت تھی کہ ہاتھ کو ہاتھ نہ دکھائی دیتا تھا اور اس کا نتیجہ یہ ہوا تھا کہ روسی فوجیں اپنے آدمیوں پر فیر کر رہی تھیں ترکوں نے حملہ کیا لیکن وہ پس پا کر دیئے گئے اور اسی طرح ان کو بعد کے دو حملوں میں بھی کامیابی نہیں ہوئی تین شب پے در پے حملے کئے گئے اور جنگ جاری رہی مگر کوئی نتیجہ نہیں نکلا اسپاہ سالار اسکوبلوف برابر مورچہ میں بیٹھا رہا اور اپنی فوج کو آگے بڑھاتا رہا یہاں تک کہ ترکوں سے سو گز کے فاصلہ پر جا لگا روسی گارڈ دوسری طرف سے کرشنی پشتہ پر پہنچ گیا اور کل رومانی فوجیں دریائے ودکے پل پر آ دھمکیں ان کامیابیوں نے محاصرین کی ہمت میں جان ڈالدی اور ترکوں کو جدید مشکلات کا سامنا پڑ گیا۔ چونکہ ۱۰ ار نومبر کو مقامات ڈراڈنڈا۔ ڈراکا کو سپاہ سالار گور کو نے فتح کر لیا تھا اس لئے محصور ترکوں کے لئے ایک مشکل کا دروازہ کھل گیا۔ مقامات مذکور پلونا کی جانب غرب واقع تھے اور یہاں سے روسیونکو بہت سا سامان رسد اور حرب ہاتھ لگا تھا ان مقامات سے روسیوں نے اپنی بیوی بچوں کو پلونا میں بلا لیا تھا

۲۰ تاریخ کی خوفناک جنگ کے بعد فوجوں میں مزید نقل و حرکت کا دم باقی نہ رہا تھا اس لئے ۲۲ ر تک کوئی کارروائی نہیں ہوئی۔ ۲۳ ر تاریخ کو فوج کا پھر کوچ ہوا اور اگلے روز یہ تمام فوج مقام بالبک میں پہنچ گئی۔ یہاں فوج نے مقام کیا کیونکہ اب مقام سوسٹبول اتنا قریب رہ گیا تھا کہ تمام بروج و قلعہ یہاں سے بہت اچھی طرح نظر آتے تھے۔

دوسرے دن فوج نے پھر کوچ کیا اور حالانکہ بالبک سے بالک صرف ۱۴ میل تھا مگر فوج کو جھاڑیوں اور گھنے جنگلوں میں سفر کرنے سے سخت پریشانی ہوئی اور بالک تک پہنچنے تک بالکل تھک گئی۔ متفقہ فوج کی خوش نصیبی تھی کہ روسیہ کو اس حال کی خبر نہ ہوئی ورنہ بڑی مشکل کا سامنا ہوتا کیونکہ جنگلوں اور پہاڑوں کے دشوار گزار راستوں کی وجہ سے جس قدر رجمنٹیں تھیں وہ پراگندہ ہو رہی تھیں اور ہر ایک پیادہ جدھر اور جس راستہ سے اس کا جی چاہتا تھا کمپ میں چلا آرہا تھا۔ یہاں تک کہ اکثر رجمنٹیں دن کے دو بجے تک کمپ میں داخل ہوئیں۔

اس موقع پر جبکہ متفقہ فوج جنگل اور پہاڑی کا راستہ طے کر رہی تھی ایک عجیب حادثہ پیش آیا۔ لارڈ

صرف اتنی کامیابی ترکوں کو ضرور ہوئی تھی کہ ایک طرف سے انہوں نے بلغاریوں کو مار کے نکال دیا تھا۔ فاقہ کشی کی نوبت ترکی لشکر میں آگئی تھی اور چاروں طرف سے ان کا سامان رسد روک دیا گیا تھا۔ جس وقت ترکی عورتیں اور بچے پلونا میں پہنچے ہیں نہ ان کے بدن پر کپڑا تھا نہ کھانے کو روٹی۔ روسیوں نے ایک ترکی عورت کو مقام رشترا کی شاہراہوں میں اس جرم میں گولی ماردی تھی کہ اس نے ایک روسی سرجن کو چلتے چلتے قتل کر ڈالا تھا۔ بہت سے بچے اور عورتیں روسیوں کے تیغ کی نذر ہوئیں اور بہت کم اپنی جانیں بچا کے پلونا پہنچ سکیں۔

چوتھا باب

قسطنطنیہ میں پریشانیاں اور بعض نامور واقعات

اس ناکامی پر ترکوں میں پریشانی پیدا ہو گئی اور چاروں طرف ایک ہل چل مچ گئی اور اب ہر ترک آنکھوں سے یہ دیکھ رہا تھا کہ روسیوں کا برابر غلبہ ہو رہا ہے اور یہ خوف محسوس کرنے لگا تھا کہ

رگلن انگریزی فوج کی کمان کر رہے تھے اور فرانسیسی اور ترکی افسر اپنی اپنی فوج کی نگرانی کرتے ہوئے انگریزی فوج سے کچھ فاصلہ پر چلی آرہی تھی۔ جوں ہی لارڈ رگلن جنگل سے باہر معہ اپنی تھوڑی سی فوج کے میدان میں آیا کہ اُس نے دور سے ایک روسی دستہ فوج کو آتے ہوئے دیکھا جو اتفاق سے اُسی راستہ سے گزرنے والی تھی اور معلوم ہوتا تھا کہ دشمن کی فوج نے بھی اُس وقت کوچ کیا ہو اور شکاف کو اپنی فوج کی روانگی کا حکم دیئے ہوئے چند ہی گھنٹے گزرے ہیں۔ متفقہ فوج کا رُخ بالیک کے شمال و مشرق کی طرف سے بجانب بالک تھا اور روسی فوج جنوب و مشرق کی طرف سوسٹیبول سے سمفرپول کی جانب رہی تھی اور دونوں فوجوں کی نقل و حرکت ایک دوسرے کو دکھائی دے رہی تھی۔

ان دونوں فوجوں میں سے کسی کو ایک دوسرے کی روانگی کی اطلاع نہیں تھی اور وہ بلا خوف و خطر اپنے اپنے ارادہ کے موافق سفر کر رہی تھیں جس طرح سے کہ روسیوں کو متفقہ فوج کے یکایک نمودار ہو جانے سے خوف ہوا اسی طرح متفقہ فوج پر بھی روسیہ افواج کے دیکھنے سے خوف طاری ہو گیا تھا لیکن روسی فوج کو زیادہ خوف تھا اور اسپر خوف کے غلبہ کا ہو جانا زیادہ تر اس وجہ سے تھا کہ

اسلامی سلطنت کی روسیوں کے ہاتھ سے خیر معلوم نہیں ہوتی پرانے خیال کے ترک علانیہ یہ کہہ رہے تھے کہ جو کچھ یہ مصیبتیں ہم پر آکے پڑی ہیں وہ صرف اس وجہ سے ہیں کہ ہمنے عیسائیوں کے ساتھ مہربانی کا برتاؤ کیا اور انھیں مذہبی ازادی دی گئی یہ خیالات محمود داماد پاشا سلطان کے بہنوئی کے بھی تھے اور بیان کیا جاتا ہے کہ روسیوں نے ہی یہ خیالات تمام ترکوں میں پھیلائے مگر تعلیم یافتہ اور روشن خیال ترک یہ بخوبی سمجھتے تھے کہ ناکامیوں کا سبب کیا ہے اور صحیح وجوہات کونسی ہیں جن سے روسیوں نے غلبہ پالیا۔

نومبر کے آغاز میں گمنام اشتہارات قسطنطنیہ کی شاہراہوں پر چسپاں کئے گئے تھے جن میں یہ لکھا تھا کہ کل محب قوم اٹھ کھڑے ہوں اور روسیوں سے جنگ کریں اور وہ نمک حرام افسر جو روسیوں سے ملگئے ہیں انکا قلع قمع کردیا جائے اور اس اشتہار میں یہ بھی درج کیا گیا تھا کہ اگر سلطان یا انکے وزیروں نے بےعزتی کی صلح کرلی تو ہم اسے ہرگز قبول نہ کریں گے۔ آخری فقرہ اس اشتہار میں یہ تھا کہ سب سے پہلے نمک حرام داماد پاشا کو قتل کردیا جائے اس کے بعد ہم روسیوں کے مقابلہ پر جان دیدیں۔

اسکو مقام الما پر شکست ہوچکی تھی اور ساتھ ہی متفقہ فوج کی مبالغہ آمیز تعداد کا خیال اُن کے دلوں پر طاری تھا لارڈ رگلن کے پاس اس وقت تھوڑے سے سوار تھے مگر اس پر بھی روسیوں کو یہ معلوم نہیں تھا کہ اس فوج کی تعداد کتنی ہے اور جوں ہی یہ تھوڑی سی فوج روسیوں کو نظر آئی اُن کے ہوش و حواس باختہ ہوگئے انگریزی فوج نے دشمن کو دیکھ کے چند توپوں اور تھوڑے سے سواروں اور بندوقوں سے روسیوں پر حملہ کردیا روسی اور انگریزی فوج میں تھوڑی دیر تک خوب لڑائی ہوتی رہی مگر آخرکار روسیوں کو شکست ہوئی اور وہ سمفرپول کی طرف بھاگ گئے اور بھاگے بھی اس بدحواسی سے کہ سامان رسد۔ چھوڑگئے۔ گولہ بارود اور فوجی سامان جوان کے ساتھ میلوں تک پھیلا ہوا تھا نہ لیجاسکے جب انگریزی فوج کو دشمن پر غلبہ ہوگیا تو اس نے میکنزی کے میدان میں اپنے ڈیرے ڈالدیئے اور خوب اچھی طرح سے آرام کرنے کے بعد فوج کی روانگی شروع ہوئی اور رفتہ رفتہ یہ تمام متفقہ فوج سوسٹپول کے مشرقی جانب آپڑی جہاں سے یہ فوج سوسٹپول کے باشندوں کو اچھی طرح سے نظر آرہی تھی مگر انھوں نے

پولیس نے نہایت پھرتی سے کام کیا کہ آناً فاناً میں ان اشتہاروں کو اکھیڑ کے پھینکا مگر چونکہ یہ اشتہار کثرت سے چسپاں کئے گئے تھے عام طور سے ان اشتہاروں کا اثر پھیل گیا تھا۔

بتاریخ ۷ رنومبر تمام شہر نے سلطان المعظم کی خدمت میں اپیل کی کہ ہرگز ذلت کی صلح نہ کی جائے اور اخیر تک جان توڑ کے لڑا جائے ساتھ ہی یہ بات بھی مشہور ہوگئی تھی کہ محمود داماد پاشا کو زہر دیکے مار ڈالا گیا مگر اس افواہ کی محمود کے طبیبوں نے تردید کردی اور یہ بیان کیا کہ محمود پر صرف فالج گرا ہے اور وہ بہت جلد اچھے ہو جائیں گے۔

اس میں شک نہیں کہ کئی روز سے محمود داماد پاشا بیمار تھا اور ایک شب ایسی سخت بے چینی تھی کہ تمام اطبا اس کے پاس رہے۔ اطبا کی غور و پرداخت اور توجہ سے محمود داماد پاشا بالکل اچھا ہوگیا مگر یہ ضرور ہوا کہ دربار میں وہ مشتبہ نظروں سے دیکھا جانے لگا۔ یہ بھی عام طور سے بیان کیا جاتا ہے کہ چند بدمعاش اس کے مشیر بن گئے ہیں اور وہ چاہتے ہیں کہ عبدالحمید کو معزول کرکے مراد کو تخت نشین کردیا جائے۔ مراد محل چراغاں میں رہتے تھے جب یہ افواہ گرم ہوئی تو گورنمنٹ نے ایک

اس فوج کے روکنے کا کوئی انتظام نہیں کیا تھا جو خبریں اس متفقہ فوج کو ملیں اس سے یہ بات معلوم ہوئی کہ مقام سوسٹپول میں بہت تھوڑی سی فوج مقیم ہے اور یہاں کے تمام باشندے فوجی نقل و حرکت سے سخت پریشان ہو رہے ہیں۔ جب یہ بات معلوم ہوگئی تو ۲۵ کی رات کو ۲۶ کی صبح ہوتے ہی یہ متفقہ فوج بندر پر قبضہ کرکے سوسٹپول میں داخل ہوگئی۔ مگر منشکاف کی نقل و حرکت کی خبر سنکے اس فوج کو نہایت گھبراہٹ پیدا ہوگئی اس لئے کہ بیڑۂ جہازات سے خط و کتابت کرنے کے واسطے متفقہ فوج کے لئے راستے کھلے ہوئے نہ تھے اور تمام کوششیں بے سود دکھائی دیتی تھیں۔

بجائے سوسٹپول کے بالک لوا ایک ایسا مقام تھا جس کی طرف تمام نظریں بڑے شوق کے ساتھ پڑ رہی تھیں۔ دن کا تھوڑا حصہ باقی رہ گیا تھا کہ فوجیں مقام ٹرنیا پر پہنچ گئیں اور دریا کے کنارے رات بھر فوج نے آرام کیا دوسرے دن ۲۶ رستمبر کو انگریزی فوج ٹرنیا کے پل سے بالک لو کی طرف روانہ ہوئی۔ ان دونوں مقامات کا درمیانی سفر قریب قریب جنوب و

ایک فوجی گارد سے اُن کے محل کو گھیر لیا چند روز میں پچاس چالیس آدمی جو معزول سلطان کے پاس رہتے تھے گرفتار کر لئے گئے۔ کہتے ہیں کہ اُن آدمیوں کو قتل کر ڈالا تھا مگر ترکی اخباروں کی یہ روایت ہے کہ یہ سب جلاوطن کر دیئے گئے تھے۔

اصل بات یہ ہے کہ اس راز کی کسی کو خبر نہیں ہوئی کہ آیا وہ جلاوطن کر دیئے گئے یا قتل۔ اب مراد سے مثل قیدیوں کے برتاؤ ہونے لگا تھا اور اسی اثنار میں مدحت پاشا کے ساتھیوں میں سے بہت سے آدمی گرفتار کر لئے گئے تھے۔ یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ محمود داماد پاشا کو اُنہیں کے طبیبوں نے زہر دینا چاہا تھا مگر وہ بال بال بچ گئے۔ اسی اثنار میں یہ افواہ اڑی کہ حضور انور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم سلطان کے خواب میں تشریف لائے ہیں اور ہدایت فرمائی ہے کہ فوراً اصلاح کرنی چاہئے تاکہ مسلمانوں کا دین اور سلطنت قائم رہے۔

شیخ الاسلام نے خود مسجد میں بطور وعظ کے اس افواہ کی نسبت بیان کیا اور عام طور پر یہ سمجھا گیا کہ اس قسم کی افواہیں موجودہ حالت کے لئے بہت مفید ہیں ادہر سلطان کے ہاں یہ پریشانی اور بے اطمینانی

مغرب کی طرف چڑھائی کی صورت میں واقع تہا اور سوسٹپول سے اس مقام کا فاصلہ تقریباً ۶ یا ۷ میل کا ہوگا۔ چونکہ فرانسیسی فوج ایک ایسے راستے سے سفر کر رہی تھی جو چکردار راستہ تھا اس وجہ سے مقام سوسٹپول میں اگلے روز تک نہ پہنچ سکی اور رات کو مقام سیکنزی میں اُسے ٹھیرنا پڑا۔ فرانسیسی سپاہ سالار سینٹ ارناڈ کی صحت بہت خراب ہو رہی تھی جس کی اطلاع اکثر فوج کو ملتی رہی تھی۔

۲۹ ستمبر کو جب امدادی فوج یہ خیال کر رہی تھی کہ سوسٹپول کا باقاعدہ محاصرہ نہایت ضروری ہے یہ اطلاع ملی کہ سینٹ ارناڈ فرانسیسی سپاہ سالار سخت تکلیف میں مبتلا ہے۔ کرنل رابرٹ نے اس خبر کے سنتے ہی فوج کی کمان اپنے ہاتھ میں لے لی۔

جب لارڈ ایلگن مقام بالک لو پر پہنچے تو انہیں معلوم ہوا کہ اس مقام پر دشمن ضرور مزاحمت کرے گا۔ بہ نظر احتیاط لارڈ موصوف نے بہت سے آدمیوں کو جن کے پاس رائفلیں تھیں بطور فوج ہراول آگے روانہ کیا اور ان کے پیچھے اور فوجی بٹالین بطور امداد کے روانہ کر دیں۔ علاوہ ازیں لارڈ ایلگن نے ایڈمیرل ڈنڈاس سے اس معاملہ میں خط و کتابت کر کے امدادی فوج طلب کی جس نے

پھیلی ہوئی تھی اُدھر روسی باوجود فتح پر فتح حاصل ہونے کے اس بات کا خواہاں تھے کہ کسی طرح صلح ہو جائے۔
اب بھی دولت عثمانیہ کو اس بات کا بہت خیال تھا کہ مبادا موجودہ حالت میں کوئی تبدیلی واقع ہو اور پھر سارا انتظام درہم برہم ہو جائے اس لئے سختی کے ساتھ احکام جاری کر دیئے کہ کوئی اخبار بجائے خود ایسی تحریر شائع نہ کرے جس سے کسی قسم کے فساد کا اندیشہ ہو اور جب تک کسی خبر یا مضمون پر ملکی کمشنر کے دستخط نہ ہو جائیں شائع نہ کیا جائے۔ اس موقع پر فساد کا ہو جانا کوئی بڑی بات نہ تھی تو بھی سلطان اپنی عالی ہمتی اور استقلال سے اس بات پر آمادہ ہوئے کہ جہاں تک ممکن ہو فساد کو نہ ہونے دوں آپ نے اپنے غیر معمولی اخلاق اور مہربانی سے لندن کے دو پارلیمنٹ کے ممبروں کو جنکا نام ہنری اور رگو لدمی تھا اپنا گرویدہ بنا لیا کیونکہ یہ دونوں ممبر ماہ اکتوبر قسطنطنیہ میں سیر کرنے گئے تھے یہ دونو ممبر ۲ تاریخ سلطان المعظم کی خدمت میں پیش کئے گئے اور بہت دیر تک اُن سے دلچسپ گفتگو رہی لندن ٹائمس کی رپورٹ کے بموجب سلطان المعظم نے ان ممبروں سے کہا کہ ترمیم انتظام اور صلاح ملک کے لئے جو احکام میں نے جاری کئے تھے اس پر عمل کرنے کے لئے میں اب بھی موجود ہوں سلطان المعظم نے

فوراً ہی ایک تمن فوج مع بھاری توپوں کے زیر ماتحتی الگناں روانہ کر دیں۔ اور اس طرح سے یہ جملہ فوج بلا کسی مزاحمت کے بالک لو سے شام کے وقت گزر گئی۔
مقام بالک لو میں فوج کو کام سے بالکل فرصت نہیں ملی۔ سب سے پہلے فوجوں کے خیمے اتار دیئے گئے اور اس کے بعد توپخانہ۔ بالک لو کی اونچائی سے بڑی بڑی توپوں کو نیچے اتارنے میں بہت دقت پیش آئی جس کے لئے جگہ جگہ راستے بنانے پڑے اور ۳۰ تاریخ کو بمشکل تمام ۶۰ قلعہ شکن توپیں نیچے اتاری گئیں۔ ان تمام کاموں سے فراغت پانے کے بعد وہ وقت قریب آ گیا جس میں فوج کی روانگی شروع ہو جائے اور ہیڈ کوارٹر وغیرہ وغیرہ کے واسطے مناسب مقام تجویز کر لئے جائیں۔
۲ اکتوبر کو فوج کی روانگی شروع ہو گئی ۶ دستے فوج مقام مجوزہ کے محصور کرنے کے لئے بطور امداد کے اور بھیجے گئے جب بالک لو سے سپاہیوں کی نقل و حرکت شروع ہوئی ایک ہزار بحری سپاہی اور اسیطرح مساوی تعداد کے نیلی جاکٹ والے جنگی بیڑہ سے خشکی پر اتار دی گئی۔
وہ مقام جو فوج کے ہیڈ کوارٹر کے واسطے تجویز کیا گیا تھا قریب نصف راستے کے سوستپول اور بالک لو کے

یہ بھی فرمایا کہ مجھے تخت پر بیٹھ کے اکثر ایسے لوگوں سے سابقہ پڑا ہے کہ انتہا درجہ کے متعصب ہیں اور نئی ترقیات اور خیالات کی ہوا بھی اُن کے دماغ تک نہیں پہنچی ہے کیونکر ممکن ہو سکتا ہے کہ کوئی یکایک ایسے اشخاص کی رائے پر غلبہ حاصل کر سکے ہاں میں امید کرتا ہوں کہ بتدریج مجھے ان لوگوں پر کامیابی حاصل ہوگی ۔

میں نے مستقل ارادہ کر لیا ہے کہ جہاں تک ممکن ہوگا ملکی اصلاحات کے ایسے اصول قائم کروں گا جو غیر تبدیل ہوں گے اور مجھے اس بات کا بہت فکر ہے کہ میں خاص طور سے ایسے قوانین بنا دوں جس سے میری رعایا میں مساوات پیدا ہو جائے ۔ موجودہ ترکی پارلیمنٹ البتہ اپنی وسعت اور کامیابی کے لئے وقت چاہتی ہے اور اس کے قانون کو عملی پیرایہ میں لانے کے لئے ایک زمانہ درکار ہے تو بھی جو اسپیچیں اور رجورائیں کہ ترکی پارلیمنٹ کے ممبر دیتے ہیں اور وہ تمام رعایا میں شائع کی جاتی ہیں اس سے کم سے کم اتنا تو ضرور ہو رہا ہے کہ رعایا کے خیالات میں آزادی اور حُبِّ قومی پیدا ہو گئی ہے اور کسی قدر یہ سمجھنے لگے ہیں کہ ہم بھی سلطنت کے ایک جزو ہیں مگر دقت یہ ہے کہ جیسا یورپ کے لوگوں کا

درمیان واقع تھا جہاں سے دونوں مقام میں تین تین چار چار میل کا فاصلہ تھا اور بہت سید ہا راستہ تھا لیکن وہ مقام جہاں سے فوج نقل و حرکت کر سکتی تھی دشمن کے بہت ہی قریب واقع تھا یہاں تک کہ محصور شہر سے بڑی بڑی توپوں کے گولے قلب لشکر میں آ سکتے تھے ۔

اسی عرصہ میں فرانسیسیوں نے جزیرہ نما کے دوسرے حصّہ میں اپنے محاصرہ کا سامانِ حرب اور اپنا سامان رسد اور بار برداری بجائے جنوبی سوسٹپول کے جزیرہ نما کے جانب غرب دوسرے حصّہ میں اُتار دیا اور اس بات کا فیصلہ ہو گیا کہ ترکی فوج فرانسیسیوں کے لئے بطور فوج محفوظ کے رہے ادہر متّفقہ فوج کی نقل و حرکت جاری تھی اُدہر شکاف بھی غافل نہ تھا ۔ ٹاڈلیبن کی امداد سے جو ایک نوجوان جفاکش آدمی تھا اور جس نے اپنی محنت اور جفاکشی اور قابلیت فنون جنگ کی وجہ سے معزز عہدہ پایا تھا ۔ شکاف نے قلعہ ۔ مورچہ ۔ برج ۔ پشتہ اور تمام ضروری سامان فوج متّفقہ کے مقابلے اور سوسٹپول بچانے کے لئے مہیا کر رکھا تھا ۔

روسیوں نے اس مقام کے بچانے میں اپنے کو بڑا مستعد ظاہر کیا نہ صرف شبانہ روز فوجوں اور قلعوں کے

خیال ہے میں یکایک شاہی اور وزارت کے اختیارات کو سلب نہیں کر سکتا کیونکہ یہ ملک ابھی اس کا عادی نہیں ہے ہاں اگر وہ موقع ہوا اور اُس میں یہ قابلیت پیدا ہوگئی کہ جمہوری طریقہ پر ان پر حکومت کی جائے تو اس سے زیادہ خوشی مجھے کاہے میں ہو سکتی تھی کہ ترکی میں بجائے شخصی حکومت کے پارلیمنٹ حکومت کرے۔ انگریزی اخباروں میں پارلیمنٹ کے جو حالات چھپے ہیں اور ان سے جو فوائد عامۂ خلائق کو حاصل ہوتے ہیں میں دل سے یہ چاہتا ہوں کہ میرے ملک میں بھی یہ باتیں جاری ہوں اور عامۂ خلائق اپنے حقوق اور آزادی کو سمجھنے لگے مگر ان سب باتوں کے لئے ابھی وقت اور ایک زمانہ درکار ہے مگر تو بھی میں اقرار کرتا ہوں کہ جو وعدے اصلاحات کے متعلق میں نے کئے ہیں انہیں میں نہایت سرگرمی اور مستعدی سے انجام دوں گا اور ان وعدوں کی تکمیل کا کوئی دقیقہ اٹھا نہ رکھوں گا۔ میرا ایک یورپین دوست اس وقت قسطنطنیہ میں آیا تھا جب جنگ کریمیا چھڑ رہی تھی اور وہی دوست میرے زمانہ میں قسطنطنیہ آیا اور جو غیر معمولی تبدیلیاں اس نے دیکھیں اُن سے وہ دنگ ہو گیا۔ اس کے اس تحیّر ہونے سے میں بہت خوش ہوا میرے دوست نے مجھ سے یہ بھی بیان کیا کہ میں نے اس طریقۂ آزادی۔

مضبوط کرنے میں لگے رہے بلکہ انہوں نے گولے اور توپیں غنیم کے ہر ایک آدمی کے مقابل میں سلسلہ وار قائم کر دیں۔ اور جس طرح توپ اور گولے محاصرین کے لئے ضرورت سے زیادہ مہیّا کر لئے تھے۔ روز بروز نئے نئے کام محاصرین کے مزاحمت کے لئے بناتے رہے اور کل ممکن الوقوع تدبیروں سے سوسٹپول کو مضبوط کر دیا متفقہ فوج کا سامان رسد و بار برداری مقام مالک لوا ور کمیش میں موجود تھا۔ بلندی پر بڑی بڑی توپوں کو نصب کرنے خندقوں اور پشتوں کے بنانے۔ پشتوں پر بڑے بڑے توپخانوں کا مع توپوں کے چڑھانا۔ انگریزی۔ فرانسیسی اور ترکی فوج کے ٹھیرنے کا انتظام۔ توپخانوں اور پیدل افواج کی نگرانی یہ ساری باتیں ایسی تھیں جن سے متفقہ فوجوں کے سپاہ سالار کو نہایت محنت سے شبانہ روز کام کرنا پڑتا تھا۔ اس وقت محاصرین کی حالت سے کسی قسم کی پیشقدمی نہیں کی گئی تھی اور سرداران فوج نے اس بات کا فیصلہ کر لیا تھا کہ جب تک ہر قسم کا انتظام پورے طور سے نہ کر لیا جائے اس وقت تک کوئی کارروائی نہ کی جائے اس لئے بجائے اس کے کہ محاصرین حملہ کرتے ماہ اکتوبر کے نصف میں محصورین نے اُن پر حملہ کر دیا۔ ناچار ۱۷ اکتوبر کی صبح کو سوسٹپول پر گولہ باری کرنے کی متفقہ فوج نے

مطالب اسٹیلیم کے بارہ میں جو آپ نے جاری کئے ہیں مجھے بے انتہا خوشی ہوئی ہے اور میرے دوست
مجھے رائے دی ہے کہ ایک اصلاحی قانون ایسا مدون کیا جائے کہ جو دیسی مجسٹریٹوں اور ججوں کا
رہنما ہو اور بجائے اس کے کہ کاونسل کی عدالتیں ان پر حکمرانی کریں وہ اپنے فیصلے اسی قانون
کے بموجب آزادانہ کیا کریں۔

میرے دوست کی یہ رائے اس میں شک نہیں کہ آب زر سے لکھنے کے لایق ہے مگر موجودہ حالت
میں اس پر عمل کرنے سے سخت مشکلوں کا سامنا کرنا پڑے گا۔ اور ساتھ ہی جو اختیارات دُوَلِ
یورپ کے سفیروں کو دیئے گئے ہیں اور ان کے قومی مقدمات میں جس صورت سے وہ کام کرتے
ہیں اس میں ایک تغیر عظیم پیدا ہو جائے گا اور پھر اس کو صاف کرنے اور ایک معقول حد تک
قایم کرنے میں زیادہ دقت کی ضرورت ہو گی۔ یہ بالکل صحیح ہے کہ اس قسم کے اختیارات جو دول
یورپ کے سفراء کو دیئے گئے ہیں ان سے ترکی کی اصلی آزادی میں بہت بڑی دست اندازی
کی گئی ہے اور اسی وجہ سے ماہ جون ۱۸۶۹ء سلطان عبدالعزیز مرحوم نے ایک یادداشت

پوری تیاریاں کر لیں۔

اس وقت تک محاصرین نے کوئی حملہ نہیں کیا تھا کیونکہ فوجی افسروں میں بالاتفاق یہ بات طے
ہو گئی تھی کہ جب تک جملہ ضروری سامان کا انتظام نہ ہو جائے کسی قسم کی پیشقدمی نہ ہونی چاہیے
مگر محاصرین کے اس توقف نے دشمن کو چیرہ دست بنا دیا اور بجائے اس کے کہ محاصرین خود محصورین
پر حملہ کرتے ان پر حملہ ہو گیا۔ جس پر محاصرین نے مجبوراً ۱۷ اکتوبر کو علی الصباح سوسٹیپول پر گولہ باری
کرنے کے لئے بڑے پیمانہ پر تیاریاں کر دیں۔ چنانچہ چھ بجے صبح کو اس فوج نے جو خشکی پر تھی گولہ باری
شروع کی۔ اور لارڈ ایگلن کی رائے کے بموجب یہ بات قرار پائی کہ جنگی بیڑہ جہاز خشکی کی فوج کی
دریائی توپخانہ سے امداد کرتا رہے اور جہازی فوج اس طریقہ سے خشکی کی فوج کو مدد دے کہ وہ
شمال و مشرق کی جانب سے قلعہ پر حملہ کرے اور بندرگاہ پر ایک لائن کی صورت میں پڑا رہے
اس تجویز کے مطابق جنگی بیڑے قلعہ اور توپوں کے مقابل مقام پر تعینات کئے گئے۔ پہلے خشکی کی فوج نے
حملہ کیا اور اس کے بعد جنگی بیڑہ سے لڑائی شروع ہو گی۔

دُوَل یورپ کے پاس بھیجی تھی جس میں یہ لکھا تھا کہ جن حقوق میں جو دُوَلِ خارجہ کی کانسلو
کو دیئے گئے ہیں ظلم ہے اور ہم چاہتے ہیں کہ ان کے اختیارات محدود کر دیئے جائیں تاکہ
خفیف سا شبہ بھی اس بات میں نہ رہے کہ دُوَلِ یورپ ہماری خودمختارانہ حالت میں دست
اندازی کرنا چاہتی ہیں۔ چنانچہ اس کے متعلق بہت کچھ گفت و شنید ہوئی اور بماہ اپریل ۱۸۸۱ء
میں خاص اس قاعدہ میں بہت کچھ اصلاح کی گئی۔
غرض جب ترکوں کو بلغاریہ اور آرمینیا میں شکست ہوئی تو ۹ نومبر کو ایک بڑی دعوت کے
جلسہ میں لارڈ بیکنسفیلڈ نے یہ بیان کیا کہ اس وقت میں بہت سے اہم اور عظیم الشان مسئلہ
کا تصفیہ کرنا چاہیئے جس نے تمام یورپ کو بے چین کر رکھا ہے۔
ہز لارڈ میور نے بیان کیا کہ بڑی دقت یہ ہے کہ اس وقت دُوَلِ یورپ کی قوت کا پیمانہ فرانس کے
کمزور ہونے جرمن کے چیرہ دست اور روس کے فتحمند ہونے سے درہم برہم ہو رہا ہے۔ لارڈ موصوف نے
فرمایا "کیا یہ ممکن ہے کہ قسطنطینیہ۔ باسفورس۔ ایشیائے کوچک اعلیٰ درجہ کے صوبہ شہنشاہ روسیہ کے

لڑائی بڑی سخت اور خطرناک ہوئی اور تمام رات اور دوسرے دن تک اسی سرگرمی سے جاری
رہی۔ ہرچند کہ روسی فوج کا اس لڑائی میں سخت نقصان ہوا اُن کے اکثر محفوظ مقامات توڑ
ڈالے گئے ۶۸ پونڈ وزنی گولوں سے شکاف کا برج منہدم کر دیا گیا۔ اور اگرچہ اسکی توپوں کا
سلسلہ ۲۰۰۰ گز تک چلا گیا تھا مگر اس پر بھی بہت سی توپیں نکمی کر دی گئیں۔ ریڈن کے آخری
درجہ کا میگزین ایک گولے سے بالکل جلا دیا گیا۔ جنگی بیڑہ کی گولہ باری سے قلعہ کو سخت نقصان
پہنچا اور اکثر برجوں کو اس گولہ باری نے بالکل برباد کر دیا۔ تو بھی آخر اکتوبر تک اس لڑائی کا
طرفین کے لئے کوئی مفید مطلب نتیجہ نہیں نکلا۔
اکے جرنیلوں کو کسی طرح سے یہ بات معلوم ہوگئی تھی کہ ان کے محاصرہ میں مشغول رہنے
متفقہ فوج بر ... ادہ شکاف ضرور اس راستہ سے جو سوستیبول سے چرآیا کی طرف جاتا
سے فائدہ اٹھانے کے تیار ہر ... جرمیں یہ خیال روز بروز ترقی کرتا گیا یہاں تک کہ ۱۵ اکتوبر
ہے عقب سے حملہ آور ہوگا۔ متفقہ فوج ... ان میں پہاڑ کی ایک گھاٹی سے نکلتے ہوئے
کو جنرل لپرنڈی نے روسیوں کی ۲۰۰۰۰ فوج کو میدہ

حوالے کر دیئے جائیں اور کیا ہم اس بات کی اجازت دیدیں کہ سلطنت ترکی مثل پولینڈ کے روس۔ جرمن اور آسٹریلیا باہم تقسیم کرلیں اور اگر ایسا ہوگا تو انگلستان کے مقاصد کو کہانتک صدمہ پہنچے گا۔ اور اس کے مشرقی مقبوضات کی کہاں تک گت بنے گی۔ دنیا کی کل سلطنتوں سے انگلستان لڑنے کے لئے آمادہ ہے مگر یہ ضرور ہے کہ اس عالمگیر جنگ میں اس کی لاکھوں قیمتی جانیں اور پدموں روپیہ برباد ہو جائے گا۔

لارڈ میور کی اس اسپیچ میں جس نے جنگ۔ خون۔ بربادی کرب و بلا کی صدائیں بھری ہوئی تھیں تمام انگلستان میں ہل چل پیدا کر دی مگر یہ عجیب بات ہے کہ عام طور سے یہ اسپیچ پسندیدہ نظر سے نہیں دیکھی گئی۔

سب سے عجیب و غریب اسپیچ ترکی سفیر متعینہ لندن مسٹر روس کی تھی جو مذہباً عیسائی اور قوماً یونانی تھا اس نے بڑے فخر سے بیان کیا کہ میں عثمانی سلطنت کا جان نثار خادم ہوں۔ ترکی فوجی اصلاح کی تاریخ سلطان عبدالمجید سے شروع ہوئی ہے۔ اور اس زمانہ سے عیسائیوں کو آزادی حقوق اور

دیکھا جو کھلے میدان میں لڑنے کے واسطے بالکل آمادہ اور تیار تھی۔

ایک زبردست رسالہ سے مقابلہ۔ برٹش رسالہ سے ایک بڑی بھاری روسی رسالہ کا شکست پانا۔ برٹش لائٹ کیولری کا روسی فوج پیادہ اور رسالہ کے مقابلہ میں ایک بڑی کامیابی حاصل کرنا۔ جیسے ڈی فریک کا ایک سخت مقابلہ۔ میدان جنگ کی ان پانچ بڑے بڑے واقعات سے یہ لڑائی جنگ بالکلو کے نام سے نامزد ہوئی اور اکتوبر کے مہینہ کا یہ دن لڑائی کے لئے ایک نتیجہ خیز دن ثابت ہوا جس میں متفقہ فوج کو کامیابی ہوئی اور یہ دن متفقہ فوج کی کامیابی کے ساتھ ختم ہوا۔

کریمیا میں ایسے خطرناک واقعات کا روز بروز کامیابی کے ساتھ انجام ہوتا رہا اور متفقہ فوج کو ۲۵ اکتوبر تاریخ بالکلو کی لڑائی میں فتح حاصل کرنے کے بعد بھی اپنی تلواروں کو میان میں رکھنے کی نوبت نہ پہنچی اور سوسپتول کی بلندی پر انہیں روسیوں کے ایک زبردست دستہ فوج کے مقابلہ کرنے کی ضرورت پڑی۔

وہ واقعہ جو جنگ انکرمان کے چند روز بعد ظہور میں آیا ایک نہایت خطرناک واقعہ تھا اس روز

ہر قسم کی عزت بخشی گئی تھی۔ یہ اصول وقتاً فوقتاً نشو و نما پاتے رہے ہیں اور اب وہ زمانہ ہے
کہ ہر عیسائی کے حقوق مثل مسلمان کے ملحوظ رکھے گئے ہیں۔ میں اگرچہ عیسائی ہوں مگر اس بات کا فخر
کرتا ہوں کہ عثمانی پارلیمنٹ کے جلسۂ وزراء کا ایک ممبر ہوں مجھے اس میں کچھ بھی شک نہیں ہے کہ
عثمانی اصول سلطنت ہر انگلستانی کو ایک طمانیت اور خوشی بخشنے کا مگر ہاں اس کو میں قبول کرتا ہوں
کہ موجودہ جنگ سے بعض سیاسی معاملات کی وجہ سے ان اصول میں بہت بڑی تبدیلی واقع ہوگئی ہے
مگر یہ تبدیلی کچھ قابل لحاظ نہیں ہے۔ دنیا کی تاریخ پتہ دیتی ہے کہ ہر سلطنت میں جب کبھی جنگ
کی آگ بھڑکی ہے ضرور بعض سیاسی حالات سے اس کے اصول جہانداری میں تبدیلی واقع ہوگئی ہے
تو ایسی تبدیلیوں پر کسی قسم کا اعتراض نہ کرنا چاہئے۔
سب سے زیادہ معرکہ کی اسپیچ گلڈ ہال میں لارڈ ہیکنس فیلڈ نے دی انہوں نے فرمایا کہ اس رستخیز
کے زمانہ میں عامہ خلائق کی نظریں اس بات کے لئے اُٹھ رہی ہیں کہ کسی طرح سے دولت انگلستان
کی حکمت عملی اس جنگ کے بارہ میں معلوم ہو جائے۔ حاضرین کو اس بات کا بہت بڑا

۴ نومبر کی تمام رات بڑے زور شور سے بارش ہوتی رہی اور بارش نے اتنی جہلت نہ لینے دی
کہ حملہ کے اس سلسلہ کو جس کو ۲۴ گھنٹے گزر چکے تھے شروع کیا جا سکتا۔ صبح ہوتے ہی الکرمان کی چوٹی
پہ کہر اس کثرت سے پڑنی شروع ہوگئی کہ دو گز کے فاصلہ سے بھی ایک دوسرے کو نہ دیکھ سکتا
تھا۔ اس کہر اور بارش سے روسیوں نے بہت بڑا فائدہ اُٹھایا اور روسیوں کی معقول تعداد
فوج کی الکرمان کی گھاٹی کے ناہموار راستوں کو رات کے وقت طے کر کے متفقہ فوج کے دوسرے
ڈیویژن وستہ فوج پر آپڑی۔
متفقہ فوج کو اس بات کا بالکل ہی خیال نہیں تھا کہ روسی جو ہر طرف سے شکست پا رہی ہیں
یکایک ان پر آپڑیں گی۔ اور صبح ہوتے ہی ان پر یہ بلا نازل ہوگی۔ تمام رات کی تھکی ماندی فوج
اللہ ہی اور مینھ کے ستائے ہوئے سپاہیوں نے صبح کو اپنی نہاری کا سامان کیا ہی تھا اور وہ پورے
طور سے آگ بھی نہ جلانے پائے تھے کہ یکایک غل مچگیا کہ روسی آگئے۔ فوج فوراً ہی اپنے اپنے
ہتیار سنبھال کے پہاڑی پر دشمن کی تعداد کو اندازہ کرنے کے لئے چڑھ گئی اور باقی فوج دشمن کے

شوق معلوم ہوتا ہی کہ وہ وزیر انگلستان کی زبان سے خود انگلستان کی حکمت عملی گوش گزار کریں۔
میں اس لئے بیان کرتا ہوں کہ انگلستان کی خاموشی اُسی وقت تک ہے جب تک اس کے مقاصد
میں کسی قسم کا فرق نہیں آتا۔ لارڈ موصوف نے بیان کیا جنہیں ہر ملک سے محبت ہے اور وہ خاص
طور سے کسی قوم سے رشتۂ اتحاد نہیں رکھتے ہماری اس حکمت عملی کو خود غرضانہ حکمت عملی کہیں گے۔
ان کی اس نکتہ چینی کو میں قبول کرتا ہوں کہ بیشک یہ خود غرضی ضرور ہے مگر اس میں حبِّ وطن اور
حبِّ قوم کی بھی بُو آتی ہے اور یہی ملکہ معظمہ کی گورنمنٹ کی حکمت عملی ہے۔
سالہاسال سے عام طور پر یہ بات لوگوں کے دماغ میں بیٹھ گئی ہے کہ اس وقت دنیا میں ترکی
کا وجود مثل ایک سایہ کے ہے اور حکومت ترکی محض برائے نام ہے اور اس کا صرف دُھندلا سا
رہ گیا ہے اور اس کی رعایا بھی مثل فرضی رعایا کے ہے۔ یہ الفاظ اس وزیر اعظم کی زبان کے ہیں
کہ جو یورپ میں صلح قائم کرنے کے لئے سلطنتوں کا وزن برابر رکھنا چاہتا ہے مگر اس حال
کے تجربہ نے یہ ساری باتیں غلط ثابت کر دیں۔ ترکی نے اپنی جرأت۔ حبّ الوطنی اور

مقابلہ کے لئے میدان میں جمی رہی۔
متفقہ فوج ابھی دشمن کی دیکھ بھال ہی میں تھی کہ اس پر گولہ باری شروع ہوگئی۔ رات کے وقت
دشمن کی گولیاں کبھی پہاڑ کی چوٹیوں پر ٹکر کھا کھا کے رہ جاتی تھیں کبھی ان کے پاس آجاتی
تھیں۔ کیمپ میں ایک عجیب ہل چل مچ رہی تھی مگر متفقہ فوج کے افسروں کو یہ بات بہت جلد
معلوم ہوگئی کہ دشمن کی تعداد اس قدر کم تھی کہ ایک دستہ فوج جس میں صرف ۲۲۰۰
سپاہی ہوں دشمن کو پسپا کر سکتا ہے۔ یہ بات معلوم ہوتے ہی ۱۰۰۰ انگریزی اور ۱۵۰۰ فرانسیسی
فوج نے مل کے دشمن کا اس وقت تک مقابلہ کیا جب تک لڑائی ختم نہ ہوگئی۔
جب سے زمین پر جنگ و جدال کی بنیاد پڑی ہے یہ لڑائی۔ خونریزی۔ بربادی۔ قتل۔ غارت
میں آپ ہی اپنا نمونہ ہے۔ دونوں فوجوں میں لڑائی بڑے زور شور اور جوش کے ساتھ ہوئی
مردمیدان دست بدست کے مقابلہ میں داد شجاعت دے رہے تھے۔ بزدل ادھر اُدھر چھپنے کے
لئے جگہ کی تلاش میں تھے کبھی کبھی کو ناامیدی کا سامنا ہو جاتا تھا اور وہ ایسی ناامیدی کی

فوجی قوت سے یہ ثابت کردیا کہ وہ اس بات کا حق رکھتی ہے کہ یورپ کی دولتوں میں اُسے بھی ایک دولت قرار دیا جائے۔ لارڈ موصوف نے بیان کیا کہ ایک سال ہوا جب ترکی کی آزادی پر مضحکہ اڑایا جاتا تھا اور یہ بیان کیا جاتا تھا کہ ترکی کی آزادی قایم رہنا ایک مضحکہ خیز سوال ہے مگر جنگ اس آزادی کا خواہ کچھ ہی فیصلہ کیوں نہ کرے مگر اتنا ہم ضرور کہیں گے کہ جنگ کی حالت میں مثل چاند کے تبدیلیاں واقع ہوتی رہتی ہیں۔ پانچ لاکھ آدمیوں کے قتل ہونے نے اس بات کا ثبوت دیدیا کہ ترکی میں کتنی جان باقی ہے اور اس کے سپاہی بغیر کسی تنخواہ یا صلہ کے کس شوق سے ملک کے لئے جان دیتے ہیں۔ صلح کی نسبت لارڈ موصوف نے یہ فرمایا کہ میں مثل ان لوگوں کے جو بغیر سوچے سمجھے کہدیتے ہیں اپنی رائے ظاہر نہیں کرتا مجھے یاد ہے۔ شہنشاہ روس نے جنگ کے شروع ہونے سے پہلے یہ کہا تھا کہ اس جنگ سے میرا ارادہ یہ ہے کہ عیسائیوں کی آزادی اور ان کے حقوق بحال رکھے جائیں اور شہنشاہ نے یہ بھی بیان کیا تہا کہ مجھے ملک لینے کی ضرورت نہیں ہے مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ سلطان المعظم نے اس کے

حالت میں جی توڑ کے حملہ کرتا تہا کبھی غالب مغلوب اور مغلوب کو غلبہ نصیب ہوتا تھا۔ روسی اور انگریزی فوج تازہ دم ہو ہو کے لڑ رہی تہی۔ روسیوں نے اپنی شجاعت کے دکہانے میں کوئی کسر باقی نہیں چھوڑی تہی۔ لڑائی اور حملوں کے ساتھ جوش بڑہتا جاتا تھا یہاں تک کہ روسی بٹالین انگریزوں اور فرانسیسیوں کے خطرناک حملوں کے سامنے نہ جم سکی۔ اور اسے پس پا ہونا پڑا اگر پہر بھی کوئی شخص اس خوفناک منظر کو دیکھ کے کسی قسم کی پیشین گوئی نہ کرسکتا تہا اور یہ معلوم ہوتا تھا کہ دونوں فوجوں میں کون فتحمند ہوگا۔ کُہر اور توپ گولوں کے دھوئیں اور گرد و غبار سے یہ نوبت ہوگئی تہی کہ کسی کو یہ نہ معلوم ہوسکتا تھا کہ اس کے تین چار گز کے فاصلہ پر کیا ہو رہا ہے دونوں فوجیں اس تاریکی اور کُہر میں اندھا دھند لڑ رہی تہیں۔ قدرتی طور پر زمین کی ناہمواری اور الکرمان کی جانب جہاں یہ خطرناک لڑائی ہو رہی تہی پہاڑیوں کے سلسلہ نے دونوں فوجوں کے لئے روکاوٹیں پیدا کر رکہی تہیں۔ جو لوگ پہاڑ کی بلندی پر تہے انکو نیچے کا حال نہ معلوم ہوتا تہا اور نیچے والے اوپر کے آدمیوں کی حالت دریافت نہ کرسکتے تہے۔

جواب میں عام طور سے اعلان دیا کہ میں عیسائیوں کو کل حقوق جو مجھ سے طلب کئے جاتے ہیں دینے کو موجود ہوں۔ شہنشاہ روسیہ جس قسم کے حقوق میں اصلاح چاہتا ہے مجھے کسی میں بھی عذر نہیں ہے۔ اب خیال کیجے کہ جب دو شہنشاہ اس اعلیٰ قرینہ کے یہ الفاظ اپنی زبان سے نکال رہے ہیں تو کون اس کہنے کی جرأت کر سکتا ہے کہ ان میں کسی کا قول غلط ہے۔ ان تمام باتوں پر خیال کرکے میں اس بات کا حکم لگا سکتا ہوں کہ صلح کا ہوجانا ناممکن نہیں ہے مگر ایک مشکل امر یہ دیکھنے کے قابل ہے کہ دونوں ملکوں کا جنگی گروہ صلح ہونا پسند نہیں کرتا۔ کہتے ہیں کہ جنگی افسر شہنشاہ روسیہ پر زور ڈال رہے ہیں کہ جنگ کو جاری رکھا جائے اسی طرح ترکی جنگی قوم میں جنگ پر آمادہ ہیں مگر میں یہ کہتا ہوں کہ فتح کا ہونا شجاعت اور کثرت پر نہیں ہے۔ فتح کا انحصار محض اتفاق اور خوش قسمتی پر ہے۔ اس میں شک نہیں کہ روسی سپاہیوں نے جو کچھ اپنی دلیری اور جرأت کا نمونہ دکھایا ہے وہ بہت ہی تعریف کے قابل ہے۔ حالانکہ وہ پلونا پر پارہ پارہ کردیئے گئے عثمان پاشا نے مار کے اُن کا بھُرکس نکال دیا مگر پھر بھی ان کے دل نہیں

لڑائی اسی مستعدی اور جوش سے ہوتی رہی اور کوئی نتیجہ نہ نکلا۔ روسی فوج نے انگریزوں کی صفوں کو میدان اور جہازی توپوں کی آتش فشانی سے سخت نقصان پہنچا دیا تھا۔ لڑائی جو رات بھر اس سرگرمی سے جاری رہی تھی اب کچھ کچھ کم ہو چلی تھی۔ اور دوپہر کے وقت جب آفتاب کی کرنوں نے کہر اور تاریکی کو دور کیا تو پہاڑ کی چوٹیوں ۔ گڑھوں اور میدان جنگ میں ہزارہا آدمیوں کا ڈھیر پڑا ہوا نظر آنے لگا۔ مقتولین اور مجروحین کی تعداد پانچ چھ ہزار کے ہوگی۔ فریقین کا سخت نقصان ہوا۔ یہ تعداد پانچ چھ ہزار کی ایسی تھی جو ابھی تک میدان جنگ ہی میں پڑی ہوئی تھی جنہیں فریقین نے رات ہی کو میدان جنگ سے اٹھا لیا۔ ان کی کچھ گنتی نہیں مگر متفقہ فوج پر اس لڑائی سے کسی قسم کا ہراس نہ ہوا تھا۔ اور وہ بدستور اپنی فطری جرأت اور استقلال پر قائم تھی۔ مگر تو بھی متفقہ فوج کا نقصان کچھ کم نہیں ہوا۔ انگریزوں کی ۲۴۰۰ آدمی زخمی اور قتل ہوئے سات جرنیل بھی اسی تعداد میں شامل ہیں جن میں تین جرنیل کام آئے اور چار زخمی ہوئے۔ فرانسیسی فوج ۱۷۲۶ آدمی کام آئے اور زخمی ہوئے جنہیں ۱۳۰ افسر تھے

نہیں ٹوٹنے اور وہ برابر اس آمادگی سے حملہ اور جنگ کرتے رہے۔ ایسے ہی استقلال اور شجاعت کا نمونہ ترکی سپاہیوں نے بھی دکھایا جو واقعی داد دینے کے قابل ہے۔ ایسی حالت میں اگر صلح ہو جائے تو طرفین سے کسی کے لئے بھی بے عزّتی کی بات نہیں ہے۔

ہاں گزشتہ ہفتوں سے جنگ کا رنگ کچھ کا کچھ ہو گیا۔ یورپ اور ایشیا میں ایک ہی حالت ہے اور اب شبہ کیا جاتا ہے کہ آیا ترک بغیر کسی مدد کے اپنے کو بچا سکیں گے یا نہیں۔

لارڈ موصوف کی اس اسپیچ سے سلطان المعظم اور ان کے وزراء کو طمانیت ہو گئی اور ان کا یہ خیال کہ انگریز ہمیں مدد نہیں دیتے بہت کچھ جاتا رہا اور انہیں اس بات کی امید ہو گئی کہ اگر موقع ہوا تو ضرور انگلستان ہماری مدد کے لئے اٹھ کھڑا ہو گا۔ ۱۸۷۶ء سے جو مخالفت انگلستان میں ترکی کی ہو رہی تھی اور جس کا بانی مبانی سب سے زیادہ گلیڈ اسٹون متوفی تھا اس جوش میں ایک قسم کا سکون اور آرام پیدا ہو گیا اور اب انگلستان کی توجہ اس طرف ہو گئی کہ اگر کوئی موقع ہوا تو ترکی کو بچانا چاہئے۔

اس لڑائی کا جو جنگ الکرمان کے نام سے مشہور ہے اس خوفناک نتیجہ خونریزی۔ ہلاکت۔ قتل اور بربادی سے خاتمہ ہوا۔ مگر پھر بھی وہ غرض جس کے لئے یہ لڑائی ہوئی تھی پوری نہیں ہوئی۔

لڑائی کے شروع میں برٹش ڈیویژن کو روسیوں نے جو شکست دی در حقیقت اگر روسی اس بلندی پر قائم رہتے اور فوج متفقہ کو وہاں سے ہٹا دیتے تو بڑے خطرناک ثابت ہوتے اور اس سے بڑا خوفناک نتیجہ نکلتا۔ اور متفقہ فوج کی وہ بہادری جو دن نکلتے ہی الکرمان کے آدمیوں پر ظاہر ہوئی کسی کو معلوم نہ ہوتی۔

ابھی اس خوفناک جنگ کو ایک ہفتہ بھی نہیں گزرنے پایا تھا کہ ان فوجوں کو جو بحر اسود کے کنارے اور جہازوں پر موجود تھیں ایک اور قسم کے دشمن سے مقابلہ کرنا پڑا۔ یعنی جاڑوں میں بحر اسود کی سختی۔ تاریکی۔ سردی کی شدت۔ ہوا کا زور شور۔ اور لہروں کے جوش سے بالکل اس طوفان کا مقابلہ کر رہا تھا جو ۱۴ نومبر ۱۸۵۴ء کو بحر اسود میں آیا تھا۔ اس فوج کو سخت تکلیف ہوئی ہزاروں جانیں تلف ہو گئیں۔ بہت مال ضائع ہوا سینکڑوں کا تجارتی مال برباد ہو گیا۔

لارڈ شیلفیلڈ کی اس اسپیچ سے مسٹر گلیڈ اسٹون کے مرچیں لگ گئیں اس نے فوراً ایک جلسہ منعقد کیا اور لارڈ موصوف کی بڑے زور شور سے تردید کی۔ متوفی گلیڈ اسٹون نے کہا "یورپ کے امن کا دار و مدار صرف اسی پر ہے کہ ترکی کو بالکل پیس ڈالا جائے اور اس کا نام و نشان صفحۂ ہستی سے مٹا دیا جائے۔ بارہ مہینے ہوئے آسٹریا اس بات پر رضامند ہو گئی تھی کہ جنگی جہازی بیڑوں سے قسطنطنیہ پر حملہ کیا جائے اور چاروں طرف سے اسے گھیر کے پیس ڈالا جائے ترکی اپنے ایشیائی سپاہیوں سے یورپ میں جنگ کر رہے تھے پندرہ مہینے ہوئے میں نے یہ رائے دی تھی کہ یورپ کے جہازی بیڑے ترکی ایشیا اور ترکی یورپ میں جا کے حائل ہو جائیں اس وقت ترکی اپنا ہاتھ اونچا نہ کر سکے گی اور وہ ایک ہفتہ بھی جنگ جاری نہ رکھ سکے گی۔ اطالیہ نے یہ کہہ دیا تھا کہ میں جرمنی کے ساتھ ہوں۔ مگر فرانس اور بھی اس کے خلاف نہ تھا مگر انگلستان کچھ تذبذب سا ہو کے رہ گیا۔ میری تو یہ رائے ہے کہ ترکی کے ہاتھ اور پاؤں باندھ دیئے جائیں اور اسے وہی سزا دی جائے جو ایک قاتل کو دی جاتی ہے مگر افسوس ہے کہ یہ بدقسمت بوڑھا اپنے ارادہ میں کامیاب نہیں ہوا"

صدہا جہاز اور کشتیاں ڈوب گئیں ان لوگوں کو جو لڑائی کی ضرورتوں کے لئے کیمپ میں پڑی ہوئی تھی سخت نقصان اٹھانا پڑا۔ پہلے تھوڑی تھوڑی ہوا چلی اور مینہ برسنا شروع ہوا مگر رفتہ رفتہ اس مینہ اور آندھی نے طوفان کی صورت اختیار کر لی اور تمام کیمپ میں گل مچ گئی۔ ان کے پاس جس قدر ضروری سامان موجود تھا وہ سب خراب ہو گیا۔

وہ لوگ جو اپنی ڈیوٹی سے کیمپ میں واپس آئے انہوں نے اپنے خیموں اور سامانوں کو اصلی حالت میں نہ دیکھا۔ تھکے ماندے سپاہیوں کو آرام کے لئے کہیں جگہ نہ ملی۔ شفاخانوں کے خیمے اکھڑ کے جا پڑے۔ بیمار اور زخمی اس طوفان میں بے پناہ پڑے رہے۔ کثیر التعداد غلہ اور سامان کی جو کیمپ میں موجود تھے ضائع ہو گئے۔ عام رسل و رسائل مقام پالک لو سے بند ہو گئی۔ چھکڑے گاڑی اور گھوڑوں کو سیدھی سڑک پر چلنا دشوار ہو گیا خشکی میں فوج پر جو مصیبت اور تکلیف ہوئی اس سے زیادہ سمندر میں فوج کو نقصان اٹھانا پڑا۔ طوفان سے ۴۰ کشتیاں بالکل ٹکڑے ٹکڑے اور درجنوں ناقابل استعمال ہو گئیں۔ فوجی سامان جو ان کشتیوں میں [illegible]

وہ بہت کچھ اپنی قوم اور گورنمنٹ کو جوش دینا چاہتا تھا۔ مگر عاقل وزرائے انگلستان اپنی سیاسی پیچیدگیوں کی وجہ سے اس بوڑھے جوشیلے وزیر کی باتوں پر بہت کم توجہ کرتے تھے۔ ساتویں نومبر گلاسگو میں مارکیو اس ہارٹنگٹن نے ترکی اور روس کے متعلق ایک بڑے معرکہ کی اسپیچ دی لارڈ موصوف کی اسپیچ بہ نسبت گلیڈاسٹون کے نہایت معتدل اور نرم تھی انہوں نے بیان کیا کہ دولت انگلستان نے اگرچہ اب تک غیر طرفدارانہ حکمت عملی پر عمل کر رکھا ہی لیکن یہ امر مشتبہ ہے کہ ہمیشہ اس کی یہی حکمت عملی رہے گی یا نہیں۔ مجھے امید ہی کہ جب صلح ہو جائیگی تو انگلستان دول یورپ کے ساتھ ہوکے کچھ ایسا باقاعدہ انتظام کر دیگا کہ آیندہ کسی قسم کی ایسی بات نہ ہونے پائے گی جس سے بربادی۔ جنگ اور کرب بلا نمونے دکھائے جائیں۔

پانچواں باب

پلونا کی حالت اور مختار پاشا کی ایشیا میں لڑائیاں

اور متفقہ فوج کے جنگی بیڑہ کو اس طوفان نے بہت نقصان پہنچایا۔
متفقہ فوج ایک جہاز آیچ۔ ایم۔ ایس ٹمس نامی ایک دوسری کشتی کو جس میں سامان رسد ہار نہا جانے کے لئے جا رہی تھی۔ اسی کشتی سے ٹکر کھا کے ٹوٹ گئی۔ ایک دوسرا جہاز آیچ ایم۔ ایس میڈسل نامی کے بھی بادبان ٹوٹ گئے تھے اور عنقریب تھا کہ کنارہ سے ٹکرا کے پارہ پارہ ہو جائے مگر اس میں اسٹیم اس قدر موجود تھا کہ اس نے اس کو کنارہ سے نہ لگنے دیا اور بچ گیا۔ مصری جنگی جہازوں کی ایک پوری لائن اس طوفان سے برباد ہوگئی۔ وہ جہاز اور کشتیاں جو سمندر میں جانب جنوب لنگر انداز تھیں بالکل برباد ہوگئیں۔
یہ طوفان متفقہ فوج کے لئے طرح طرح کی مصیبتوں کا پیش خیمہ بن گیا کیونکہ جب طوفان کچھ کم ہوا تو برف باری شروع ہوگئی جس نے کیمپ میں سپاہیوں کے بیٹھنے تک کو جگہ نہ چھوڑی وہ ریتیلے میدان کہ جو اس طوفان سے پہلے بالکل خشک نظر آرہے تھے اُن کو برف کے پانی نے دلدل بنا دیا۔ اور بجائے اس کے کہ زخمی۔ بیمار اور تھکے ماندے سپاہی اس خوفناک طوفان کے

اس وقت پلونا چاروں طرف سے گھیر لیا گیا تھا تو بھی عثمان پاشا ابھی شکستہ دل نہوئے تھے اور وہ اُسی خوشی اور اعلیٰ تدبیری سے اپنے مقام کی حفاظت کئے چلے جاتے تھے۔ جب رومانی نوجوں نے گرِی ویکا کے پشتہ کو اڑانے کی ناکامیاب کوشش کی تو انہیں ۱۹ اکتوبر کو تین مسلسل مورچے یکے بادیگرے معلوم ہوئے۔ جن مورچوں سے ایک منٹ میں ۲۰ ہزار فیر بندوقوں کے ہوتے تھے یہ ایک عجیب بات تھی کہ اس صورت میں بھی وہ قلعہ ترکوں سے لے لیا گیا مگر یہ محض ناممکن تہا کہ ایک بڑی سے بڑی قوت بھی اس پر قبضہ رکھہ سکتی۔

روسیوں کو اس بات کا اطمینان تہا کہ ہمارے دشمن کو قحط سب سے زیادہ ستارہا ہے اور آسانی سے قحط کی مدد سے اس پر قابو پالیں گے۔ عثمان پاشا کو اس خطرہ سے پہلے ہی اطلاع ہو گئی تھی اور انہوں نے محض دور اندیشی سے قلعوں کا ایسا سلسلہ ڈال دیا تھا جس سے صوفیہ سے بآسانی آمد و رفت ہو سکے۔ روسی اس سلسلہ کو اچھی طرح دیکھہ رہے تھے۔ مگر ماہ اکتوبر کی کامیابیوں نے انہیں مختلف مقامات پر قبضہ دیدیا۔ جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے۔

ختم ہونے پر آرام سے بیٹھہ انہیں اسی دل دل میں اپنا وقت گزارنا پڑا۔

متفقہ فوج اس بربادی سے روسیوں نے بڑا فائدہ اٹھایا اور وہ ۶۰۰۰ پیدل اور ۱۲ توپیں لیکے یوپی ٹوریا کی طرف بڑھہ آئے۔ روسیوں کی اس پیش قدمی کا بڑے جوش سے مقابلہ کیا گیا۔ جنگی بیڑہ جہاز نے جو لفٹنٹ موڈ کی ماتحتی میں تہا روسیوں کے حوصلے پست کر دیئے اور متواتر گولہ باری سے اُن کو سنبھلنے کی نوبت نہ آنے دی۔ اور بالآخر روسیونکو سخت نقصان کے بعد پیچھے ہٹنا پڑا۔ روسیوں کی فوج میں سے ایک سو آدمی قتل اور زخمی ہوئے۔

۱۸۵۴ء کے شروع میں جب برٹش فوج انگلینڈ سے روانہ ہونے لگی ہے تو بعضوں کا یہ خیال تہا کہ انہیں صرف کریمیا کی سردی برداشت کرنی پڑے گی اور کسی کو اس بات کا سن گمان بھی نہ تہا کہ ایسے خشک موسم میں ان پر طوفان کی بلا نازل ہو جائے گی۔ اس پر بھی جس بہادری سے انہوں نے اپنے دشمن کے مقابلہ میں گزشتہ فتوحات کے اثر کو قایم رکھا اور جس خندہ پیشانی سے وہ تمام تکالیف جوان پر سردی کے موسم میں پڑیں برداشت کیں قابل تعریف ہیں۔

ترک پلونا میں روز بروز کمزور ہوتے جاتے تھے اور روسی چیرہ دست۔ تو بھی یہ بات تعریف کے قابل ہے کہ عثمان پاشا کو اس قسم کے محاصرہ کی مطلق پروا نہ تھی وہ اپنے ساتھ ایسی زبردست ترکوں کی فوج رکھتے تھے کہ جو آخر دم تک لڑنے کے لئے آمادہ تھی۔

یہ عام خیال تھا کہ اگر عثمان پاشا نے پلونا کو آیندہ موسم بہار تک قابو میں رکھا تو جنگ کی حالت دگرگوں ہو جائے گی مگر فی الحال یہ بات محال معلوم ہوتی تھی۔ کیونکہ عثمان پاشا کے ماتحت جتنے ترکی افسر تھے ان سب کا دل ٹوٹ گیا تھا۔ اور سب اطاعت کرنے کے لئے آمادہ تھے۔ روسی اپنے کام سے غافل نہ تھے وہ برابر اپنے کو اور قوی بناتے جاتے تھے۔ انہوں نے بکثرت مورچے تیار کر لئے تھے اور وقت کے منتظر تھے۔ نومبر کے آغاز میں روسی فوجوں کی حالت بہت اعلیٰ درجہ کی ہو گئی تھی۔ محاصرہ کی قطاریں ۳۰ میل تک برابر پھیلی ہوئی تھیں۔ یہ فوجیں جو پلونا کا محاصرہ لئے ہوئے پڑی تھیں ان کی تعداد ایک لاکھ ۲۰ ہزار سے کم نہ تھی۔ اس کے علاوہ اور فوج علیحدہ تھی جو اس فوج کو مدد دینے کے لئے پڑی ہوئی تھی مگر عثمان پاشا کا

اس بیماری۔ طوفان اور آفتوں میں بھی متفقہ فوج اپنی کوششوں میں سست نہ ہوئی اور ۱۸۷۸ء کے آغاز ہی میں کچھ تھوڑے تغیر و تبدل کے بعد محاصروں کی تعداد بڑھنی شروع ہو گئی۔

اسی زمانہ میں روسیوں نے یوپی تورپا پر حملہ کر دیا۔ مگر روسیوں کے اس مقام کو فتح کرنے سے قبل ترکی فوج نے جس کی کمان عمر پاشا کر رہے تھے۔ اس مقام پر قبضہ کر لیا۔ ۱۸ فروری کی صبح کو روسیوں سے اس مقام پر لڑائی ہوئی لڑائی بڑی سخت اور خطرناک ہوئی۔ فروری کے مہینہ میں صبح کے وقت روسی سپاہی کالی کالی وردیاں پہنے ہوئے بڑی تعداد میں ہر جگہ نظر آرہے تھے مگر ترکی سپاہیوں کے مقابلہ میں اپنی جان نہ بچا سکے۔ روسیوں کو ترکوں کے گولوں اور متواتر حملوں نے کہیں پناہ نہ لینے دی اور آخر کار وہ پسپا کر دیئے گئے۔

ترکوں کو کیلافت۔ پیتیل۔ آلتی نیئرا اور سلسٹریا کے واقعات ابھی تک بھولے نہیں تھے اور ان کو یہ بھی معلوم تھا کہ بڑے بڑے قابل اور لاثانی جرنیل ہماری افسری کر رہے ہیں اس لئے بڑے

دم خم تھا کہ انہیں اس کثیر فوج کی مطلق پروا نہ تھی اور وہ برابر اپنے کام میں لگے ہوئے تھے۔
بڑی مصیبت ترکوں کے لئے یہ تھی کہ سامان خورد و نوش اور سامان حرب کی آمدنی کے ذرائع بند ہوگئے تھے۔ دوسری بات یہ تھی کہ تمام سلطنت میں شائستہ فوجوں کا کال تھا کیونکہ آخر اکتوبر قسطنطنیہ میں جتنی فوجیں آئیں وہ یک لخت محکمہ جنگ کے پاس روانہ کردی گئیں تاکہ انہیں قواعد سکھائی جائے اور وردیاں دیدی جائیں۔
ان رنگروٹوں میں زیادہ تر ادھیڑ عمر کے لوگ تھے اس سے معلوم ہوتا تھا کہ ترکی آبادی کا نوجواں حصہ اب تک بہت کچھ کام آچکا تھا۔ پلونا میں جو مجروح سپاہی تھے ان کی حالت بہت ہی خطرناک تھی مریض اور مجروح نہایت ہی ناپاک اور غلیظ چھولداریوں میں رکھے گئے تھے۔ ڈاکٹر اس قدر کافی نہ تھے کہ سب کی تیمارداری آسانی سے کرسکتے۔ ایک بیچارہ ڈاکٹر رائن آئرش سرجن تھا جو ترکی فوج میں ملازم تھا مگر تنہا آدمی کیا کرسکتا اس کی مدد دینے کے لئے اور کوئی شخص نہ تھا نہ اس کے پاس زخموں پر پٹیاں باندھنے کا سامان تھا نہ کلوروفارم نہ اور قسم کی ادویات تھیں۔ صرف ایک اسپتال تھا جو

بھروسے اور استقلال کے ساتھ دشمن پر حملہ کرتے تھے اور ہر حملہ میں ان کو پسپا کرنیکی پوری کوشش کررہے تھے۔ توپخانہ نے ہر جانب سے روسیوں پر آگ برسا رکھی تھی۔ عمر پاشا اسی گرم بازاری میں دشمن کی تعداد کی جانچ کے لئے بار بار میدان میں نکل آتے تھے۔ روسی ابتدا حملہ میں تین مورچوں پر جو مقام یوپی لوڑیا کے پہلو میں واقع تھے قبضہ کرچکے تھے مگر ترکی رسالے نے بڑے زبردست حملے کرکے ان میں سے ایک مقام کو فتح کرلیا اور اسی طرح پیدل سپاہ کا دوسرے مقام پر قبضہ ہوگیا۔ جن ترکوں کے پاس رائفلیں موجود تھیں وہ ہلال کی صورت میں پرا جمائے ہوئے تھے جس سے حملہ آوروں کی قطاریں دو چھوٹی چھوٹی پہاڑیوں تک جو یوپی لوڑیا کے شمال و جنوب میں واقع تھیں پھیل گئی تھیں اسی طرح آٹھ یا دس توپخانے فوج کے سامنے نصب کردیئے گئے تھے۔
فوج سلح کو اس صورت سے نہایت قوی اور مضبوط کردیا گیا تھا۔ پہلے پہل روسیوں نے ترکوں کے قلب لشکر پر گولہ باری شروع کی تھی مگر تھوڑی دیر کے بعد انہوں نے قلب لشکر کو چھوڑ کے جانب چپ جہاں ترکی فوج یونانی مقبرہ کے قریب جو یوپی لوڑیا کے باہر واقع تھا جمع تھے لڑائی شروع کردی۔

بہت چھوٹا سا تھا اور جس کی روزانہ اموات کی اوسط ۳۴ تھی۔ سات ہزار پانسو مجروحین پلونا سے انگریزی مقام ارتھنیا میں پہنچے۔ یہاں ان بیچاروں کی مرہم پٹی ہوئی اور کسی قدر آرام ملا بہت سے مجروحین ہفتوں سے بے مرہم پٹی پڑے ہوئے تھے۔ جب انگریزی ڈاکٹروں نے یہ دیکھا تو وہ ارتھنیا سے پلونا میں آئے اور چاہا کہ پلونا کے مجروحین کی مرہم پٹی کریں مگر عثمان پاشا نے ان کی مدد سے انکار کر دیا اور انہیں پلونا میں داخل نہ ہونے دیا۔

دوسرے روز چند انگریزی سرجن پلونا میں پہنچے اُن میں سے ایک کا نام ڈاکٹر لونڈ فور اور اسکا سکرٹری کپتان فوری سٹ تھا وہ لشکر گاہ میں ٹھیر گئے اور عثمان پاشا کو ملاقات کے لئے پیغام بھیجا آخر انہیں عثمان پاشا نے بلایا اور یہ کہا کہ آپ واپس جائیے مجھے آپ کی مدد کی ضرورت نہیں ہے ڈاکٹر فور نے بیان کیا کہ میں تمام شفاخانوں کو دیکھ آیا ہوں اور تمام مریضوں کی کیفیت لکھ لایا ہوں آپ سے ملاحظ فرمالیجے۔ مریضوں اور مجروحین کی بہت بُری حالت ہے۔ عثمان پاشا نے کہا مجھے یہ ساری کیفیت معلوم ہے مگر میں چاہتا ہوں کہ کل مجروحین کو میں صوفیہ بھیجدوں۔ ڈاکٹر فور نے کہا کہ یہاں سے

یہ دیکھ کے ڈیلوز میں۔ کوزاکوا جنگی جہازوں اور ویپرکن بوٹ کو مع چند اور چھوٹے چھوٹے ترکی جہازوں کے ترکی فوج کے شمال وجنوب میں امداد کے لئے بھیجدیا گیا جنہوں نے اپنی گولہ باری سے جو ترکی فوج کے اوپر سے ہو ہوگئی روسیوں کے لشکر میں جارہی تھی تہلکہ مچادیا۔ دو گھنٹے تک لڑائی بڑے زور شور سے ہوتی رہی مگر کوئی نتیجہ نہ نکلا روسیوں نے یہ دیکھ کے ترکوں کی فوج جناب راست لوپی لوٹریا کے جنوب میں تعینات تھی فوج پیادہ سے حملہ کردیا۔ ترکوں نے اس حملہ کی کچھ پروا نہ کی اور روسیوں کی فوج کو آگے بڑھ آنے دیا اور جب ۷۰ یا ۸۰ گز کے فاصلہ پر فوج آگئی اس وقت وہ حملہ آور ہوئے اور اب دست بدست لڑائی شروع ہوگئی۔

اگرچہ ترکوں کے پے درپے حملہ کرنے سے روسیوں کے پیر اکثر چکے تھے مگر روسی سپاہ سالاروں نے نہایت پھرتی سے اور تازہ دم فوج مدد کو بھیجدی تھی مقابلہ میں ترکوں نے جی ہارنا شروع کردیا تھا اور ترک بہت پیچھے ہٹ آئے تھے مگر عثمانی خون یکایک جوش میں آگیا اور ترکوں نے نہایت جرأت کے ساتھ گولیوں کا مینھ برسا کے انہیں پیچھے ہٹادیا۔

صوفیہ کا راستہ چھ دن کا ہے مجھے امید نہیں ہے کہ اتنی بڑی مسافت میں مجروحین یا مریض پہنچ سکیں گے عثمان پاشا اس سے رنجیدہ خاطر ہوئے اور کہا کہ میں آپ کی رائے پر نہیں چلنا چاہتا مجھے پلونا میں انگریزی ڈاکٹروں کی خدمات کی ضرورت نہیں ہے اگر وہ ایسی ہی خدمت کرنا چاہتے ہیں تو صوفیہ چلے جائیں۔ ڈاکٹر فور نے جواب دیا کہ اگر آپ نے اس صورت سے اُن مجروحین کو چھ دن کے فاصلہ پر بھجوا دیا تو تمام یورپ میں تہلکہ مچ جائے گا کہ اس سے زیادہ وحشت کا کام نہیں ہو سکتا۔ یہ کہہ کے ڈاکٹر فور چلے آئے۔ اگرچہ عثمان پاشا کے صاف جواب دینے سے وہ بالکل مایوس ہو گئے تھے مگر پھر بھی انہوں نے ترکی افواج کے کمانڈر انچیف سے اپیل کی اور جو کچھ عثمان پاشا سے گفتگو ہوئی تھی وہ ساری اس میں درج کر دی۔

ٹائمس کا نامہ نگار لکھتا ہے کہ جس وقت عثمان پاشا نے مریضوں کو صوفیہ روانہ کیا ہے میں موجود تھا سب سے پہلے ایک ہزار مجروحین روانہ ہوئے۔ ستم رسیدہ سپاہی رحم اور مدد کے لئے اپنے ہاتھ پھیلاتے تھے اور چاروں طرف سے نالہ وبکا کی صدائیں بلند تھیں۔ یہ سب کچھ تھا مگر عثمان پاشا انہی

اسمٰعیل بے نے یہ حالت دیکھی تو روما لیا کی ساتویں رجمنٹ اور رسالے کے چند سپاہیوں کو جو سکندر زئی کے ساتھ تھی لیکے ترکوں کی مدد کو آپہنچے اور دشمن کی راہ بند کر دی۔ روسیوں کو اس جنگ میں کسی قسم کی مدد نہ پہنچ سکتی تھی تمام راستے بند تھے مگر تو بھی روسی فوج خوب جی کھول کے لڑی اور آخر کار اسے ہزاروں کا نقصان اٹھا کے میدان چھوڑنا پڑا۔

یہ شکست ایک انقطاعی شکست تھی جس کے بعد روسیوں نے نہ اپنے حملہ کو از سر نو قائم کیا اور نہ کسی پیادہ فوج سے حملہ آور ہوئی۔ روسی توپخانوں نے البتہ ترکوں کے قلب لشکر پر گولہ باری کی مگر اس سے کوئی فائدہ انہیں نہیں پہنچا۔ ہر چند کہ روسیوں کو اس گولہ باری سے کوئی فائدہ ہوا تھا مگر ترکوں کو اس سے سخت نقصان پہنچ رہا تھا اور اس لئے روسیوں کے ایسے بڑے توپخانے کے مقابلہ پر فوج کے ساتھ انگریزی۔ فرانسیسی اور ترکی توپوں اور جنگی بیڑوں کی بھی ضرورت ہوئی اور متفقہ بیڑہ جہازات نے روسی توپخانوں پر جنگی کمان جنرل کیسرندی کے ہاتھ میں تھی گولہ باری کر کے انہیں پس پا کر دیا۔ اور بالآخر روسی سپاہ سالار نے اپنی فوج کو واپس ہٹا لیا

خیال پر اصرار کر رہے تھے۔
ڈاکٹر فور کے چلے آنے کے بعد ڈاکٹر اسٹوک معہ اپنی ادویات کی گاڑیوں اور سفری شفاخانہ کے پلونا پہنچا عثمان پاشانے انہیں اطلاع دی کہ پلونا میں آپ کی کچھ ضرورت نہیں ہے اگر آپ لیجاسکیں تو مریضوں کو اپنی گاڑیوں میں بٹھا کے صوفیہ پہنچا دیجے۔ اور مقامات پر انگریزی ڈاکٹروں کا ترکوں نے بڑا خیر مقدم کیا اور بہت ہی ممنونی سے اُن کی خدمات کو قبول کیا۔
عثمان پاشا کے خیال میں یہ بات تھی کہ ہر سپاہی لڑنے کی ایک کل ہوتا ہے اور جب وہ بیکار ہوگیا تو اس کی جگہ فوراً دوسرے کو لے آنا چاہئے مگر یہ خیالات غالباً ولایت کے اخبار دنگی نامہ نگاروں کے ہیں۔ عثمان پاشا ایک نہایت روشن ضمیر سپاہ سالار تھے ممکن ہے کہ خاص وجوہات ایسی ہوں جن سے انہوں نے انگریزی ڈاکٹروں کی مدد سے انکار کردیا ہو۔
لندن ٹائمس کا دوسرا نامہ نگار لکھتا ہے کہ عثمان پاشا کی توجہ زیادہ تر اسی بات پر مبذول تھی کہ جہاں تک ہوسکے اپنی جنگی حالت کی نگرانی کریں کیونکہ سامان خورونوش اس قدر نہ رہا تھا کہ

اور اس وقت سے تمام لڑائی میں یوں پلونا پر حملہ کرنے کی کبھی کوشش نہیں کی۔
اس واقعہ کے تھوڑے عرصہ کے بعد ایک سخت جانکاہ حادثہ پیش آیا جس نے تمام یورپ کو متحیر کردیا اور وہ شہنشاہ نکولس کی وفات تھی جو ۲ مارچ ۱۸۵۵ء کو واقع ہوئی۔
شہنشاہ نکولس کی وفات کے بعد الکزنڈر ثانی جو باعتبار جنگی قابلیتوں کے با اثر آدمی تھا تخت نشین ہوا۔ الکزنڈر کی تخت نشینی کے اعلان نے لڑائی کے موقع پر اپنا پورا اثر کیا۔ اور لڑائی میں ایک نئی روح پھونکدی۔ اسی زمانہ میں سوستپول کا محاصرہ بڑی سرگرمی سے شروع ہوگیا۔ اور متفقہ فوج اس محاصرہ میں اپنی جنگی قابلیتوں کو دکھانے لگی۔ سردہیان کنٹنٹ کو مدد کے لئے بلالیا گیا فرانسیسی کمانڈر انچیف کو بدل دیا گیا۔ مستعفی جنرل رابرٹ کی جگہ مارشل پلیسیر مقرر کئے گئے جنگی جنگی قابلیتیں اس قدر مشہور تھیں کہ ان کی تقرری سے عام خیال ہوگیا تھا کہ سوستپول پر عنقریب متفقہ فوج کا قبضہ ہوجائے گا۔ ان ہی تیاریوں میں مئی کا مہینہ شروع ہوگیا اور اسی مہینہ کی ۲۱ اور ۲۲ تاریخ کی شب میں فرانسیسی فوج نے روسیوں کی کمین گاہ پر جو قلعہ وسطی کے مقابل میں

رجمنٹوں کو دیا جاتا اس لئے عثمان پاشا نے حکم دیدیا کہ انہیں پلونا سے باہر لیجاؤ اور انکے ساتھ ڈاکٹر بھی روانہ کئے۔ اپنے خیال میں عثمان پاشا بھی سمجھتے تھے کہ کوئی کام ایسا نہ ہو جس سے عثمانی قوم کو نقصان پہنچے اور جہاں تک ممکن ہو خواہ کتنے ہی آدمی ضائع ہو جائیں عثمانی عظمت کو برقرار رکہا جائے۔ اگر مجروحین پلونا میں رکھے جاتے تو اس میں شک نہیں کہ تندرست فوج کو نقصان پہنچتا عثمان پاشا کی جرأت اور دلیری کی تمام دنیا نے تعریف کی جب انہوں نے یہ بیان کیا کہ اگر روسیوں نے ترکی مجروحین کو پلونا سے باہر نہ نکلنے دیا تو میں ایک زخمی ترک کو بھی زندہ نہ رہنے دونگا۔ بظاہر یہ حکم تو فی الواقع ایک وحشت کا حکم معلوم ہوتا ہے مگر یہاں حکمت کا وہ مقولہ ثابت ہوتا ہے اگر جسم کا ایک عضو بیکار ہو جس سے جسم کا اور حصہ خراب ہونے کا خیال ہو تو اس عضو کو کاٹ ڈالنا چاہیے اس میں شبہہ نہیں کہ اگر کل مجروحین پلونا میں رکھے جاتے تو عثمان پاشا چند روز بھی نہیں لڑسکتے تھے ان کی تندرست فوج مریض ہو جاتی اور پھر انہیں بغیر ایک عظیم خونریزی کے جو انہوں نے بعد ازاں کی۔ پہلے ہی سے ہتیار ڈالنے پڑتے۔

سب سے آخر واقع تھی حملہ کر دیا۔ روسیوں نے اس حملہ کا نہایت دلیری سے جواب دیا۔ لڑائی بڑی خطرناک ہوئی۔ جس میں کئی مرتبہ فرانسیسی غالب ہوئے اور کئی مرتبہ روسی۔ صبح ہوتے ہی متفقہ فوج ملاکان مورچوں پر حملہ آور ہوئے اور ایک بڑی لڑائی اور نقصان کثیر کے بعد روسیوں کو مغلوب کر دیا گیا۔ فرانسیسوں کے چند سو آدمی کام آئے اور ۲۰۰۰ زخمی ہوئے اسی طرح روسی فوج میں ۱۵۰۰ آدمی قتل ہوئے اور ۶۰۰۰ زخمی ہوئے۔ اس فتحمندی کے دو روز بعد متفقہ فوج نے ٹکرتیا کی بلندی پر قبضہ کر لیا جہاں ان کی کسی قسم کی مزاحمت نہیں کی گئی۔

متفقہ فوج کو ازوسمندر کے کنارے اس سے بھی زیادہ کامیابی ہوئی۔ ۲۲ مئی کو انگریزی اور فرانسیسی جنگی بیڑہ جہازات ادمیرل سرائے لائن وادمیرل بروٹ کے ہمراہ معہ ۱۵۰۰۰ فوج اور توپخانوں کے پانچ بیٹریوں کے جنکی کمان جنرل سرجارج براون کر رہے تھے۔ سوسیتول سے مقام کرچ کو روانہ کر دیئے گئے۔ جہاں یہ تمام فوج ۲۴ تاریخ کی صبح کو پہنچ گئی۔

بیڑہ جہاز بڑی پھرتی سے مقام کیشن تک پہنچ گیا جہاں دشمن معہ اپنی بڑی بڑی توپوں کے پڑا ہوا تھا

جب انگریزی ڈاکٹر پلونا میں آئے ہیں تو عثمان پاشا نہایت ہی مہربانی سے پیش آئے اور انہوں نے
یہ کہا کہ میں آپ سے مل کے بہت خوش ہوا اور اگر آپ محض انسانیت اور رحم کا خیال کر کے میرے
مجروحین سپاہیوں کا علاج کرنے آئے ہیں تو صوفیہ میں آپ کو علاج کرنے سے کوئی بات مانع نہیں
ہو سکتی۔ میں نے صوفیہ میں مجروحین اور مریضوں کا قیام مقرر کیا ہے مہربانی کر کے آپ وہیں تشریف
لیجائیے اور ان کا مستقل علاج کیجئے اور جو مجروحین میں نے پلونا میں رکھ لئے ہیں ان کے علاج کے
لئے میرے پاس ڈاکٹر کافی ہیں۔ کچھ عثمان پاشا پر منحصر نہیں ہے بلکہ دنیا کے بڑے بڑے سپہ سالاروں
کا یہ قاعدہ ہے کہ ایک جنگ عظیم کے بعد جتنے مجروحین ان کے پاس ہوتے ہیں انہیں وہ باہر بھیج دیتے
ہیں۔ جن مجروحین کو عثمان پاشا نے صوفیہ بھیجا تھا اس میں بہت سے مرگئے اور اکثر اچھے ہو گئے۔
اس وقت پلونا کے قلعہ میں عثمانی فوجوں نے جاڑے کی وجہ سے جھونپڑے ڈال لئے تھے مگر حالانکہ
ان پر بے انتہا مصیبتیں اور سختیاں پڑ چکی تھیں سامان رسد بند ہو گیا روسیوں کی فوج نے
چاروں طرف سے گھیر رکھا تھا مگر پھر بھی ان کے جوش۔ اولوالعزمی اور خونخواری کی وہی کیفیت تھی

اس مقام پر کسی قسم کی مزاحمت نہیں ہوئی اور متفقہ فوج کا جنگی بیڑہ بلندیوں پر چڑھ گیا اور
وہاں سے کرچ اور ینیکل مقامات کی طرح روانہ ہو گیا۔
روسیوں کی فوج جن کے پاس بقریب پچاس توپوں کے موجود تھیں متفقہ فوج کی اس پھرتی سے
بالکل حواس باختہ ہو گئی۔ اور ان کو سوائے اپنے قلعوں کو چھوڑنے اور بھاگ جانے کے کچھ
نہ بن پڑا۔ متفقہ فوج نے روسیوں کے تین اسٹیمر اور چند چھوٹے چھوٹے جہاز بالکل برباد کر دیئے اور
بہت سا سامان رسد اور سامان جنگ لوٹ لیا۔ اس طرح آزو سمندر کے درمیانی حصہ پر متفقہ
فوج پر پورا قبضہ ہو گیا۔
پھر متفقہ فوج کرچ اور ینیکل پر قبضہ کرنے کے بعد گینیچی کی طرف بڑھی۔ اس مقام پر بہت سے
ملاح اور بحری سپاہی اتار دیئے گئے جنہوں نے روسی فوجوں کو نکال دیا۔ اور سامان
رسد کی بھری ہوئی کشتیاں اور ان کے ڈپو اور جہازات جو غلّہ اور سامان رسد سے بھرے
ہوئے تھے برباد کر دیئے۔

بارش نے انہیں بہت کچھ تکلیف دی تھی راستے خراب ہوگئے تھے سپاہیوں کی جھونپڑیاں ٹپکتی تھیں سردی علیحدہ پریشان کئے دیتی تھی مگر پھر بھی یہ ارادہ کے پورے جنگ اور انقطاعی جنگ کرنے کے لئے آمادہ تھے۔

اس مصیبت اور پریشانی میں روسیوں کی توپوں کے گولے پڑ رہے تھے اور کچھ نہ کچھ نقصان روزمرہ پلونا کی فوج میں ہوتا رہتا تھا۔ بعض اوقات لاشیں اس قدر اکٹھی ہو جاتی تھیں کہ انہیں دفن کرنے کی نوبت نہ آتی تھی اس لئے پلونا کا کرہ باد بدبو سے بھرا ہوا تھا۔ روسی سپاہیوں کے مردہ اجسام ہر طرف بالکل برہنہ پڑے ہوئے تھے اور انہیں سپاہیوں کی وجہ سے مرض کے پھیلنے کا سخت اندیشہ تھا روسیوں نے عثمانیوں سے درخواست کی کہ ہمارے مُردوں کو دفن کردیں۔ عثمان پاشا نے لکھ کے بھیجدیا کہ ہم تمہارے مُردوں کو ہاتھ نہیں لگاتے۔ غرض ایک عجیب قیامت خیز واقعہ تھا کہ جس کے پڑھنے اور لکھنے سے رونگٹے کھڑے ہوتے ہیں۔

یورپ میں عثمان پاشا کی یہ حالت تھی مگر ایشیا میں مختار پاشا بہ نسبت عثمان پاشا کے کسی قدر بہتر

---

۲۶ تاریخ کو یہ فوج بڑدیایک کی طرف بڑھی اور یہاں بھی روسیوں کے چار جہازوں کو بالکل برباد کردیا اور بہت سے گودام منہدم کردیئے گئے۔ دوسرے دن متفقہ فوج خلیج ارابینا پر پہنچی مگر یہاں اس کو دشمن کا کوئی آدمی نظر نہیں آیا۔ مگر پھر بھی متفقہ فوج نے روسیوں کے قلعوں پر گولہ باری شروع کردی اور ایک گولہ سے قلعہ کے تمام میگزین کو اڑادیا۔ ان چار روزوں میں روسیوں کے چار جنگی جہاز اور کثیر تعداد غلہ سامان خورونوش اور ۲۴۰ کشتیاں جن میں غاصکر فوج کریمیا کے لئے سامان رسد بھرا ہوا تھا غارت ہوگئیں۔

۶ جون کو دوپہر کے بعد پھر سوسیتپول پر گولہ باری شروع کی گئی ۱۶۰ انگریزی توپوں اور تین سو فرانسیسی بیٹریوں نے ایک دم سے آگ برسانی شروع کردی۔ جن کی خوفناک آوازیں کان کے پردے پھاڑے ڈالتی تھیں۔ پہلے تین گھنٹوں میں متفقہ فوج کی گولہ باری کا روسی برابر جواب دیا کئے۔ مگر اس وقت روسی فوجوں میں زیادہ جوش سے کام نہ لیا جارہا تھا بلکہ وہ لبطور جنگ مدافعت کے متفقہ فوج کی توپوں کا جواب دے رہے تھے۔

حالت میں تھے۔ مختار پاشا کی حالت میں اگرچہ روز بروز تنزل ہوتا جاتا تھا مگر پھر بھی وہ ارادہ کا پورا یہ سمجھے ہوئے بیٹھا تھا کہ جن بلندیوں پر میں اُس قابض ہوں یہاں روسیوں کو کبھی دخل نہ لینے دوں گا۔ اور خواہ کیسا ہی زبردست حملہ کیوں نہ ہو میں روسیوں کو پسپا کردوں گا۔

روسیوں نے ۴۔ نومبر کو ترکوں پر حملہ کرنے کے لئے بہت بڑی تیاری کی۔ اس وقت روسیوں کی تمام کوہ قافی فوجیں ایک جگہ جمع ہو گئی تھیں۔ مختار پاشا کے پاس میدانی توپیں بہت کم تھیں صرف ساٹھ توپیں تھیں جن میں سے ۸۰ درہ پر لگا دی گئی تھیں مگر وہ کچھ بڑی توپیں نہیں تھیں۔ روسیوں کے پاس ۱۲۰ توپیں تھیں جو مختلف مقامات پر نصب تھیں اور ۹ میل تک ان کا سلسلہ چلا گیا تھا۔ چونکہ روسیوں کے پاس فوج اور توپیں زیادہ تھیں اس لئے ان کے سپہ سالار ہیمان کو یقین تھا کہ میں آسانی سے ترکوں کا تیا پانچا کردوں گا اور درہ میں گھس کے ان کے تمام مورچے خاک سیاہ کردوں گا۔ اسنے تیسری نومبر کی شب کو ایک زبردست

سورج کے غروب ہوتے کے تھوڑی دیر بعد روسیوں نے گولہ باری بند کردی مگر متفقہ فوج اس خیال سے کہ دشمن اپنے شکستہ مقامات کی مرمت نہ کرلیں تمام رات لوگوں کا مینھ برسانی رہی دوسرے روز دونوں طرف سے گولہ باری بند ہو گئی۔

دوسرے روز دوپہر کے بعد متفقہ فوج میں یہ تجویز ہوئی کہ شام ہونے سے پیشتر فوجی نقل و حرکت شروع کردینی چاہئے۔ چنانچہ فرانسیسی فوج کماچیکا کے قلعوں پر جو مین پہاڑی پر واقع تھی اور ان قلعوں کے مقابل جو خلیج گرینگ کے شمال جنوب میں واقع تھے حملہ کرنے کے لئے تعینات کی گئی انگریزوں نے زنداں کے سامنے روسیوں کے سنگستان اور فرنجمین پہاڑی کی خندقوں کے مقابل اپنی توپیں نصب کردیں۔ یہ تمام تیاریاں نہایت سرگرمی اور جوش کے ساتھ عمل میں آئیں اور اس بات کا یقین کرلیا گیا تھا کہ لڑائی ہمارے موافق طے ہوگی۔

جب تمام تیاریاں ہوچکیں تو ۶ بجے حملہ کا اعلان دیدیا گیا اور فوجیں صف بصف بڑھنی شروع ہو گئیں۔ روسیوں کی خندقیں جو مین کی جانب تھیں یکے بادیگرے فتح ہونے لگیں اور

کالم فوج کو پہاڑ کی سڑک پر مقام پاستاک کی طرف روانہ کیا۔ اور دوسرا کالم فوج نیوبی پولی کی طرف۔ اور انہیں یہ ہدایت کر دی کہ تم نالوں میں چھپ کے ہو بیٹھنا اور جب تک کوئی خاص موقع نہ ہو ہرگز جنبش نہ کھانا۔ یہ فوج راتوں رات روانہ ہوئی اور چور قدموں سے صبح ہوتے ہوتے ادہر ادہر ستون میں چھپ کے ہو بیٹھے۔ ان کے قدموں کی آہٹ کسی قدر ترکی سنتریوں کو معلوم ہوئی مگر انہوں نے اپنی فوجوں کو کسی قسم کا الارم نہیں دیا۔ غرض حملہ آور نہایت مناسب مقام پر پہنچ گئے اور انہوں نے چٹانوں کے نیچے اپنے مورچے بنا لئے۔

چوتھی تاریخ ترکی فوج کی جانب چیپ روسی فوجیں آتی ہوئی معلوم ہوئیں۔ پہلے تو یہ معلوم ہوا کہ اس طرف فوج کی روانگی بالکل لاحاصل ہے لیکن آخر اس حملہ کی خطرناک صورت پیدا ہو گئی۔

کپتان محمد پاشا ترکی فوج کی جانب چیپ کی کمان کر رہا تھا اور یہ پہاڑی جس پر محمد پاشا نے اپنے مورچے بنائے تھے تمام مقام کی کنجی سمجھی جاتی تھی۔ روسیوں نے ارادہ کیا کہ سب سے پہلے اس مقام کو جس طرح ہو فتح کر لینا چاہئے۔ غرض آٹھ بجے دن کو بڑی دھوم دھام سے حملہ ہوا پہلے حملہ میں

کسی قسم کی مزاحمت نہیں ہوئی۔ متفقہ فوج نے روسیوں کی خندقیں فتح کرنے کے بعد پہاڑ پر چڑھنا شروع کیا۔ فرانسیسیوں نے اپنی فوج کے تین حصے کر لئے تھے ایک حصہ فوج مغرب کی طرف سے پہاڑ پر چڑھا دوسرے حصے کو مشرق کی جانب سے روانہ ہونے کا حکم دیا گیا اسی طرح تیسرا حصہ فوج عین وکٹوریہ نامی قلعہ کے مقابل میں پہاڑ پر چڑھا دیا گیا۔ اور اس طرح آناً فاناً میں تمام پہاڑ حملہ آوروں کی تعداد سے بھر گیا۔ روسی متفقہ فوج پر ایک مرتبہ توپوں کے فیر کر کے قلعہ کی فصیلوں کی آڑ میں ہو گئے اور وہاں سے توپوں کا مینھ برسانا شروع کر دیا مگر حملہ آوروں کی تعداد اور متواتر گولہ باری نے انہیں مجبور کر دیا اور آخر کار ان کو پس پا ہونا پڑا۔

اس موقع پر روسیوں کے پاس بہت تھوڑی فوج تھی اور انہیں اس بات کا یقین نہ تھا کہ ایسے سویرے حملہ ہو جائے گا۔ روسیوں کی اس گھبراہٹ اور پریشانی سے متفقہ فوج کو خوب موقع مل گیا اور فرانسیسی فوج آسانی سے پہاڑ پر چڑھ گئی جہاں سے قلعہ کی فصیلوں پر گولہ باری کرنے کا اچھا موقع تھا۔

روسی فوجیں کھیرے ککڑی کی طرح کاٹ ڈالی گئیں۔ دوسری دفعہ روسیوں نے بہی حملہ کیا اور عثمانیوں نے پھر اُن کا ستھراؤ کر دیا۔ پھر سہ بارہ حملہ ہوا اور روسی پھر لسپا کر دیئے گئے۔ پھر چوتھی مرتبہ حملہ ہوا اور اس مرتبہ بڑی گھمسان کی لڑائی کے بعد روسی پارہ پارہ کر دیئے گئے۔ ترکوں کا بھی ان حملوں میں بہت کچھ نقصان ہوا اور محمد پاشا نے کمانڈر انچیف کے پاس پیغام بہیجا کہ مجھے فوراً مدد بھیجنی چاہیئے مختار پاشا نے فوراً خط پہنچتے ہی تین بٹالین اور دو توپ خانے محمد پاشا کی مدد کے لئے روانہ کئے مختار پاشا نے اس فوج کو ایسے اچھے موقع پر نصب کیا کہ روسیوں کے حواس باختہ ہو گئے اور وہ یہ سمجھ گئے کہ اب ترکی فوجوں سے ہمیں کہیں پناہ نہیں مل سکتی۔ توپوں کی لڑائی شروع ہوئی اور خوب زور سے شروع ہوئی طرفین سے اس بلا کی گولہ باری ہو رہی تھی کہ العظمت للہ۔ پھر روسیوں نے ترکی فوج کے بازوئے راست پر حملہ کیا اور دونوں طرف لڑائی کا بازار گرم ہو گیا دو ترکی پاشا عین اپنی جگہ پر مقتول ہوئے تو بہی عثمانیوں نے دل نہ ہارے اور وہ برابر اپنی جگہ پر قدم جمائے ہوئے روسیوں کی دہواں دہار توپوں کا

بروسی فوجیں فرانسیسی فوج کو ایسے زبردست مقام پر قبضہ کئے ہوئے دیکھ کے یہاں تک حواس باختہ ہو گئیں کہ اوّلاً میلیکاف بیٹری نے روسیوں کی مزاحمت کی اور نہ ریدن کی جانب حملہ آور دلیں کو روکا گیا مگر خواہ اس وجہ سے کہ انگریزی توپخانے روسیوں کے بائیں اور داہنی جانب گولہ باری کر رہے تھے یا اس وجہ سے کہ اب انہیں حملہ کی شدت سے مایوسی ہو چکی تھی اور وہ بلکل پریشان ہو چکے تھے جب فرانسیسی آخری دستہ فوج پہاڑ پر چڑہنے لگا تو انہوں نے نہایت شدت سے گولہ باری کی مگر اب کیا ہو سکتا تھا فرانسیسی پہلے ہی خندقوں پر قبضہ کر چکے تھے اور قلعہ پر چڑہنا شروع کر دیا تھا۔ روسیوں نے جب متفقہ فوج کی کامیابی کے آثار دیکھے انہوں نے ایک پوشیدہ راستے سے جو قلعہ میں پہاڑی کی طرف جاتا تھا نکلنا شروع کر دیا۔ روسیوں نے اس مقام کی سب سے زیادہ حفاظت کر رکھی تھی اس کے چاروں طرف میلیکاف کے برج واقع تھے اور چند بیٹریاں حفاظت کے لئے تعینات تہیں۔ اس موقع پر اگر متفقہ فوج سے کچھ غلطی ہوئی تو یہ ہے کہ اس نے روسیوں کے اس محفوظ مقام کی نگہداشت نہیں کی ورنہ روسی اس قلعہ سے بچکے نہ جا سکتے تھے۔

جواب دیتے رہے اور عام طور سے یقین ہو گیا کہ تمام دن کی لڑائی کا فیصلہ ہلال کے حق میں ہوگا ترکوں کی امدادی بٹالین برابر پہنچ رہی تھیں اور مختار پاشا نے اس دھواں دھار خطرناک اور مہیب جنگ میں یہ ارادہ کر لیا تھا کہ "یا سر دہم یا ستانم کلاہ"۔

مختار پاشا نے روسیوں کے قلب لشکر پر خود حملہ کرنا چاہا مگر راستہ کی مشکلات کی وجہ سے ہمت نہ پڑی اور فی الواقع اگر حملہ کیا جاتا تو بالکل بے سود ہوتا۔ روسی سپاہ سالار ہیمان حملہ کی پوشیدہ ہی پوشیدہ تیاریاں کر رہا تھا اور اس کوشش میں تھا کہ جس طرح ہو سکے اپنے اسکواڈرن کے کل رسالے ترکوں کے مقابلہ میں میدان میں لا کھڑا کر دوں۔ دامن کوہ میں ترک روسیوں کے اس منصوبے کو دیکھ رہے تھے اور انہیں یقین تھا کہ روسی سپاہ سالار اس دشوار گزار راستہ سے سوار تو ہرگز نہیں لا سکتا چنانچہ یہی ہوا اور ہیمان اپنے ارادہ میں کامیاب نہیں ہوا مگر اس نے راتوں رات ترکوں کی بے خبری سے فائدہ اٹھا کے صدہا پیادہ پلٹنیں پہاڑیوں کی چاروں طرف نشیب میں چھپا دیں اور علی الصبح ہیمان سواروں کو ساتھ لیکے آگے بڑھا۔ ترک خاموشی سے اس کی آمد کے منتظر رہے اور چاہا کہ وہ بہت قریب

اس وقت جس قسم کا انتظام بھی کیا جا رہا تھا وہ صرف ہلٹن پہاڑ کے مورچوں کو فتح کرنے اور مقبوضہ مقامات کو مضبوط بنانے کا تھا۔ فوجیں اور افسر اپنے خیال میں ایسے مست تھے اور اپنی فتح پر ایسے نازاں ہو رہے تھے کہ نہ انہوں نے روسیوں کے تعاقب کی پروا کی اور نہ میلیکاف پر حملہ کرنے کی کوشش۔ اس غفلت کا متفقہ فوج کو یہ خمیازہ اٹھانا پڑا کہ فرانسیسی فوج میلیکاف کی سرحد پر پہنچ کے روسیوں کی فوج میں گھر گئی اور اس پر چاروں طرف سے گولہ باری ہونے لگی۔ روسیوں کی توپوں کے دھواں دھار حملوں۔ فصیلوں پر سے گولیوں کی بوچھاڑ نے فرانسیسی فوج کو بدحواس بنا دیا اور میدان جنگ میں چاروں طرف سوائے دھوئیں کے اور کچھ نظر نہ آتا تھا۔ روسی اپنی فوج کو برابر تازہ دم سپاہیوں سے امداد دے رہے تھے اور اپنی فوجی قوت کو دم بدم مضبوط بنا رہے تھے۔ اور آخر کار انہوں نے ایک نمایاں کامیابی کے ساتھ فرانسیسیوں کو ہلٹن پہاڑ کی طرف ہٹا دیا۔ فرانسیسی فوج کا ہٹنا تھا کہ روسیوں نے ان کا تعاقب کیا اور ہلٹن کی پہاڑی پر بھی فرانسیسی فوج کو جس کے پیر پہلے ہی اکھڑ چکے تھے اپنے پر جوش حملوں سے پس پا کر کے ایک خطرناک جنگ اور خونریزی کے

آجائیں چنانچہ جب وہ گولی کی زد پر آگئے تو مختار پاشا نے حکم دیا کہ اپنے مورچوں سے باہر نکل کے روسی سواروں پر حملہ کیا جائے یہ حکم سنتے ہی ترک بڑے جوش سے حملہ آور ہوئے۔ روسی سوار پیچھے ہٹے ترک اور آگے بڑھے اور روسی برابر پیچھے ہٹتے چلے گئے بظاہر تو ہر طرح ترک اس وقت فتحمند معلوم ہوتے تھے لیکن ایک ہی لمحہ میں میدان جنگ کا رنگ بدل گیا اور جب ترک اپنے مورچوں سے بہت دور نکل گئے تو یکایک دہ ہزار روسی پیدل جو چاروں طرف چھپے ہوئے تھے نمودار ہو گئے اور ترکوں کو چاروں طرف سے گھیر لیا۔ ترک یہ صورت دیکھ کے سخت پریشان ہوگئے انہوں نے پھر اپنے مورچوں میں واپس آنا چاہا لیکن کل راستے رُک چکے تھے اب قتل و غارت کا بازار گرم ہوا اور ترکوں میں قدرتی طور پر سخت پریشانی پیدا ہوئی۔ آخر روسیوں نے ترکوں کے کل مورچوں کو یکے بادیگرے لینا شروع کر دیا۔ جب مختار پاشا نے یہ کیفیت دیکھی تو بجائے پریشانی کے انہوں نے روسیوں کے پنجہ سے نکلنے کی تدبیر سوچی صرف دو بٹالین کو لیکے بذات خود روسیوں کے ٹڈی دَل لشکر پر حملہ آور ہوئے مگر کامیابی نہیں ہوئی۔ ایک طرف فیضی پاشا نے یہ تدبیر کی کہ جس طرح ہو سکے پہاڑیوں پر چڑھ جانا چاہئے مگر انہیں بھی۔

بعد انہیں پہاڑ کے نیچے بھگا دیا۔ جنگ کے اس نتیجہ سے روسیوں کی کامیابی کی پیشین گوئی کی جا سکتی تھی مگر ابھی روسی اپنی اس کامیابی سے اچھی طرح خوش بھی نہ ہونے پائے تھے کہ فرانسیسی فوج نے پہاڑی پر چڑھنا شروع کر دیا۔ اور اپنی اژدہا پیکر توپوں سے روسی فوج کا جو مورچوں کے قریب دَل بادل جمع ہو رہی تھی منہ پھیر پھیر دیا۔ روسیوں نے بھی جی توڑ کے کوشش کی اور بہت چاہا کہ فرانسیسی فوج کا قدم آگے نہ بڑھنے دیں مگر کچھ کامیابی نہ ہوئی۔ فرانسیسی فوج کے اوپر چڑھتے ہی روسیوں میں بدحواسی چھا گئی اور جوں ہی وہ مورچوں تک پہنچے روسیوں کو میدان چھوڑنا پڑا اور وہ پھر سمٹ کے سیلیکاف کی جانب بھاگ آئے۔ اور فرانسیسی فوج کا ہلٹن پہاڑی پر دوبارہ قبضہ ہو گیا۔

فرانسیسوں کی فتحمندی سے انگریزی فوج کو روسیوں کی خندقوں پر حملہ کرنے کی جرأت پیدا ہو گئی اور انہوں نے حملہ آور فوج کو بڑھنے کا حکم دیدیا۔ لائٹ اور سیکنڈ ڈیویژن کی فوج حملہ کے لئے منتخب کی گئی جس میں ۷۰۰ جوانوں کی تعداد شامل تھی۔ علاوہ اس فوج کے ۶۰۰ آدمی بطور امدادی

حسب مراد پوری کامیابی حاصل نہیں ہوئی۔ نتیجہ یہ ہوا کہ ترکی فوجیں ارض روم کی طرف ہولیں مختار پاشا بھی گولوں اور گولیوں کی بارش میں باگیں اُٹھائے ہوئے ارض روم کی طرف چلے۔ ساری دقت یہ بھی تھی کہ مختار پاشا کی ماتحتی میں جو سپاہ کام کر رہی تھی اس میں شائستہ سپاہیوں کا بہت کم جزو تھا اور مقابلہ میں روسی حملہ آور فوج میں ایک سپاہی بھی غیر شائستہ نہ تھا۔ باینہمہ یہ بات تعریف کے قابل ہے کہ فیضی اور محمد پاشا نے جو جانب راست اور چپ کی کمان کر رہے تھے روسیوں کا اس اولوالعزمی اور استقلال سے مقابلہ کیا کہ جب وہ پیچھے ہٹے ہیں تو روسیوں میں اتنا یارا نہ تھا کہ اُن کا تعاقب کرتے۔

باشی بزوق۔ کُرد اور سرکیشئن سخت گھبراہٹ میں بھاگوں بھاگ ارض روم میں پہنچے۔ لیکن جب گورنر ارض روم نے یہ سنا کہ یہ شکست کھاکے آئے ہیں تو اس نے دروازے بند کر لئے محض اس خیال سے کہ یہ پریشان فوج شہر میں داخل ہوکے شہر والوں کو کوئی نقصان نہ پہنچائے۔ لوٹائے ہوئے سپاہی شہر کا دروازہ بند دیکھ کے بہت سٹ پٹائے اور اندھیری رات میں ان پر ایسی

فوج کے تیار تھی اور چھٹی رجمنٹ خاص موقع کے لئے محفوظ رکھی گئی تھی۔ ان تمام فوجوں کی کمان کرنل شرپی کے سپرد کی گئی تھی۔ فوج کو خندقوں پر قبضہ کرنے میں کوئی دقت پیش نہیں آئی بلکہ بہت تھوڑی مزاحمت کے بعد انگریزی فوج کا قبضہ ہو گیا۔ خندقوں پر فتح حاصل کرنے سے انگریزی فوج کی ہمت اور بھی بڑھ گئی اور انہوں نے میدان کی طرف بڑھنا شروع کر دیا۔ اور اگر انہیں مزید امداد پہنچ جاتی تو ضرور تھا کہ وہ روسیوں کو پسپا کر کے اس مقام پر بھی قبضہ کر لیتے مگر روسیوں کی کثیر تعداد فوج کے مقابلہ پر جب انگریزی فوج کو مدد نہ پہنچ سکی تو مجبوراً ان کو پیچھے ہٹنا پڑا۔ اگر روسیوں کو پے در پے مدد نہ پہنچتی رہتی تو بھی ممکن تھا کہ انگریزی فوج پسپا نہ ہوتی مگر روسی اپنی فوج کو برابر امداد دیتے رہے اور آخر کار انگریزی فوج کو اپنے مورچوں کی طرف ناکامیابی کے ساتھ لوٹنا پڑا۔

انگریزی فوج نے اس مقام پر قبضہ کرنے کی پھر کوشش کی اور اسے ایک جنگ عظیم کے بعد روسیوں سے چھین لیا۔ انگریزی قبضہ کے بعد روسیوں نے تیسری مرتبہ شام کو پھر حملہ کیا مگر اس دفعہ بھی انگریزی

وحشت طاری ہوئی کہ وہ باہم جنگ کرنے لگے آخر خدا خدا کرکے یہ پریشانی دور ہوئی اور گورنر نے جب دروازوں پر زبردست فوج متعین کردی تو اب ان ہزیمت خوردہ سپاہیوں کو شہر میں داخل ہونے کی اجازت دی گئی۔

اس مصیبتناک دن کے ختم ہونے کے بعد مختار پاشا نے ایک جنگی مجلس کا انعقاد کیا جس میں کل جنگی افسر اور شہر کے معزز باشندے شامل تھے اُن سے رائے طلب کی کہ کیا کرنا چاہئے سب نے متفق اللفظ یہ رائے دی کہ شہر کو دشمن کے حوالہ کردینا چاہئے اس لئے کہ اس وقت ہمارے پاس شائستہ فوج نہیں ہے اور جو ہے بھی تو وہ شکستہ اور درماندہ ہے۔ شہری لوگ خواہ مسلح ہی کیوں نہ ہوں روسی شائستہ فوج کا مقابلہ نہیں کرسکتے۔ روسیوں نے اتنی بڑی فتح حاصل کرکے ہمیں چاروں طرف سے گھیر لیا ہے ہم مناسب نہیں جانتے کہ خواہ مخواہ مسلمانوں کو کٹوادیا جائے۔ مختار پاشا نے اس رائے کی نہایت سختی سے مخالفت کی اور کہا کہ جب تک جان میں جان باقی ہے میں ہرگز روسیوں کی اطاعت نہیں قبول کرنے کا ارض روم کی حالت خواہ کیسی ہی خراب ہو لیکن پھر بھی مُنہ کا نوالہ

فوج نے روسیوں کو پس پا کردیا اور حالانکہ انگریزی فوج کا سخت نقصان ہوا مگر مقبوضہ مقام روسیوں کو نہ لینے دیا۔ رات کے وقت روسیوں نے خندقوں پر قبضہ کرنے کے لئے پھر حملہ کیا مگر اس موقع پر بھی انگریزوں نے بڑی بہادری سے دشمن کے حملوں کا جواب دیا اور ایک خطرناک جنگ اور نقصان عظیم کے بعد کامیابی حاصل کی اور روسیوں کو پس پا ہونا پڑا۔

۸ جون کو میلیکاف اور ریڈ مپر پر متفقہ فوج نے حملہ کیا مگر اس حملہ میں متفقہ فوج کو ناکامیابی ہوئی اور روسیوں نے ان کو ایک بڑے نقصان کے بعد پیچھے ہٹادیا۔

متفقہ فوج کو اگر اس حملہ میں ناکامیابی ہوچکی تھی مگر اس پر بھی انہوں نے روسیوں کے مقابلہ سے مُنہ نہیں پھیرا اور ان مقامات کے لینے کے لئے جو اُن سے چھین لئے گئے تھے برابر کوشش کرتی رہی لارڈ ایلگن جو اس زمانہ میں بیمار تھے جب ان کو یہ خبر پہنچی کہ فوج پس پا کردی گئی اور بہت بڑا نقصان ہوا تو ان کو اس حال کے معلوم ہونے کے بعد سخت صدمہ ہوا کچھ تو بیماری اور کچھ اس وحشتناک خبر نے اُن کو بالکل پریشان کردیا۔ لارڈ ایلگن کو فوج کی اس ناکامیابی پر یہاں تک

نہیں ہے اور جب تک ہزار ہا روسی خاک و خون میں نہ لوٹیں گے ارض روم فتح نہیں ہو سکتا یہ سنکے تمام جنگی ترکی افسر بادل ناخواستہ خاموش ہو رہے اور اب مختار پاشا نے نہایت اولوالعزمی اور متانت سے جنگی تیاری شروع کی۔ اہل شہر نے جب یہ دیکھا کہ مختار پاشا جنگ پر آمادہ ہیں تو وہ شہر چھوڑ کے بھاگنے لگے۔ شہر میں جتنے تندرست اور موٹے تازے آدمی تھے چودہ برس کے بچے سے لیکر پچاس ساٹھ برس کے بڈھے تک کل مختار پاشا نے پکڑ لئے اور انہیں روسیوں کے مقابلہ میں لا جمایا موقع موقع سے توپیں نصب کیں اور چار چار گز کے فاصلہ پر ایک ایک سپاہی کو کھڑا کیا۔ کل اس بے قاعدہ فوج کی تعداد بیس ہزار تھی روسیوں نے ارض روم پر حملہ کرنے کی بہت بڑی تیاری کی اور مختلف مقامات پر کرپ گن کی قطاریں نصب کر دیں۔

۷ رویں نومبر کی صبح کو روسیوں نے مشرقی سمت پر بڑا بھاری حملہ کیا مگر پسپا ہوئے۔ آٹھویں تاریخ کو دوبارہ حملہ ہوا پھر بھی انہیں کامیابی نہیں ہوئی آخر نویں تاریخ کو روسیوں کی شائستہ فوج نے ایک طرف جمع ہو کے اس مقام پر حملہ کیا مگر ترکوں نے باوجودیکہ وہ بالکل بے قاعدہ تھے روسی

رنج ہوا کہ وہ جانبر نہ ہو سکے اور ۲۶ر تاریخ کو ان کا انتقال ہو گیا۔ ان کے انتقال کی خبر ایکدم سے تمام فوج میں پھیل گئی اور ایک عظیم کہرام مچگیا۔

جنرل سمپسن جو پہلے سے لارڈ ایلگن کی جگہ کام کر رہے تھے انہوں نے اب مستقل طور سے فوج کا چارج اپنے ہاتھ میں لیلیا۔

جولائی اور اگست کے مہینہ میں خندقوں پر جو لڑائیاں ہوئیں وہ بڑی خطرناک تھیں اور اسمیں متفقہ فوج کو برابر کامیابی ہوتی رہی۔

۲۶ر تاریخ کو چرنیا پر ایک سخت لڑائی ہوئی جس میں متفقہ فوج نے بڑی کامیابی کے ساتھ روسی فوج کو پسپا کر دیا اور اس کامیابی سے فرانسیسی اور سارڈسانین فوج کی ایک دھاک بندھ گئی اس فوج کی کمان جنرل ڈیلا مارمورا کے ہاتھ میں تھی جس نے اپنی قوم اور یورپ کی بہادری دکھلانے میں کوئی کسر نہیں رکھی جس طرح الکرمان میں رسالوں کی خدمات کا موقع نہیں تھا اسی طرح اس لڑائی میں بھی رسالہ سے کوئی کام نہیں لیا گیا۔ یہ لڑائی حالانکہ ایک چھوٹی سی لڑائی تھی مگر تو بھی

شالیستہ فوج کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا۔ ناچار دسویں تاریخ کی صبح کو جنرل ہیمان نے بھی ایک فوجی کونسل کا انعقاد کیا اور باہم یہ مشورہ ہوا کہ بڑے افسوس کی بات ہے کہ ہماری ایسی زبردست شالیستہ فوج اور مسلح اہل شہر کو زیر نہیں کر سکتی۔ آخر بڑی قیل و قال کے بعد یہ مشورہ طے پایا کہ سب سے پہلے عزیزی مورچہ پر حملہ کیا جائے اور اُسے فتح کر کے کریمی ٹیلی کے پشتہ کی جانب بڑھا جائے آدھی رات کو روسیوں نے اپنی فوجوں کی پریڈ کی اور صبح ہوتے ہوتے عزیزی قلعہ پر روسی پہنچ گئے فوج حالانکہ بہت قریب آ گئی تھی مگر ترکوں کو ابھی کچھ خبر نہ تھی۔ ترکوں نے روسیوں کے دیکھتے ہی بجائے پریشان ہونے کے نہایت استقلال سے فیر کرنے شروع کئے۔ روسی برابر بڑھے چلے جا رہے تھے بڑی خونریز لڑائی ہوئی۔ اس وقت کی کمان محمد پاشا کر رہا تھا وہ نصف بٹالین لیکے قلعہ کے باہر نکل آیا اور یک لخت فوج کو حملہ کرنے کا حکم دیا۔ اب ہر شخص خیال کر سکتا ہے کہ اہل شہر اور فوج کی لڑائی کسی طرح سے بھی ممکن نہیں مگر مرحبا ہے ان بچے اور بوڑھے ترکوں پر کہ جنہوں نے اپنی قوم اور نسل کی لاج رکھ لی اور روسیوں کو برابر کلّہ بکلّہ جواب دیتے رہے یہاں تک کہ توپوں سے

فریقین میں سے دونوں کا بڑا بھاری نقصان ہوا اور روسیوں کا اس لڑائی میں مغلوب ہو جانے سے بالکل جی چھوٹ گیا۔ مختلف مقامات کی لڑائی میں روسیوں کا قریب اسی ہزار آدمیوں کے نقصان ہو چکا تھا اور اب روسی سرداروں کو یہ فکر ہو گیا تھا کہ کسی طرح لڑائی کا جلد خاتمہ ہو جائے۔

۱۷ اگست روسیوں کو ایک اور شکست نصیب ہوئی اور فرانسیسی فوج میلیکاف اور ریڈیمر کے یہاں تک قریب پہنچ گئی کہ وہاں سے اس مقام پر گولہ باری کرنی بہت آسان ہو گئی۔ ۷ ستمبر کو محکمہ جنگ نے ایک جلسہ قایم کر کے یہ مشورہ کیا کہ اب فوراً اس مقام پر حملہ کر دینا چاہئے چنانچہ اس روز فرانسیسی فوج نے اس مقام پر بڑے زور شور سے حملہ کر دیا۔ روسیوں نے بھی اس حملہ کا جواب بڑی بہادری سے دیا۔ مگر پھر بھی روسیوں کو بار بار کی شکستوں نے ایسا پریشان کر رکھا تھا کہ ان کو مجبوراً فرانسیسی فوج سے پس پا ہونا پڑا۔ لڑائی پانچ یا چار گھنٹے تک برابر بڑے زور شور سے ہوتی رہی مگر اس پر بھی روسی پارہ پارہ کر دیئے گئے۔ اور بالآخر روسی جرنیلوں نے اس بات کا فیصلہ کر لیا کہ اپنی فوج کو پیچھے ہٹا لیویں۔

گزر کے بندوقوں کی نوبت آگئی اور بندوقوں سے سنگینوں کے دو ڈھائی گھنٹے تک کامل لڑائی رہی بڑی خطرناکی سے یہ دست بدست جنگ ہوئی ۔ ترک روسیوں کی ٹڈی دل فوج میں گھسے چلے جاتے تھے آخر یہ ہوا کہ قریب چار بجے روسیوں کی سخت شکست ہوئی ہزار ہا روسی میدان جنگ کی نذر ہو گئے اور ترکوں کو یہ ایسی فتح ہوئی کہ جس کی نظیر دنیا کی تاریخ میں نہیں اس لئے کہ ایک فوجی آدمی سو شہریوں کے لئے بلائے بے درماں کا حکم رکھتا ہے ۔ مگر مرحبا ہے مختار پاشا کی سپاہ سالاری اور فنون جنگ کی قابلیت پر کہ انہوں نے ان شہریوں سے شایستہ فوج کو پارہ پارہ کرادیا کہ روسی ایسے بے حواس ہو کے بھاگے کہ "شدھ بدھ کی لی اور نہ منگل کی لی + نکل شہر سے راہ جنگل کی لی" + ہر ایک طرف روسیوں پر یہی آفت برپا ہوئی جدھر حملہ کیا وہیں سے ناکام ہوئے ۔ اس عظیم جنگ میں ترکوں کے ۷۰۰ سو مقتول ۵۰۰ سو مجروح اور ۵۰۰ سو گرفتار ہوئے ۔ اور روسیوں کے ۱۱۰۰ مقتول ۲۲۰۰ مجروح اور ۱۳۰۰ گرفتار کرلئے گئے ۔

روسیوں کی سرکاری رپورٹ سے معلوم ہوتا ہے کہ انہوں نے اس بھاری شکست کو اپنی غلطی پر

اس خون خرابے کے بعد متفقہ فوج کے لئے صرف یہ نتیجہ تو ضرور نکلا کہ روسی سپاہ سالاروں کے دل ہار گئے اور انہیں اس بات کا یقین ہو گیا کہ شہر سلامت نہیں رہ سکتا ۔ اس نقطاعی جنگ میں فرانسیسی سپاہ سالاروں کی بہت ہی تعریف کی گئی ہے ۔

کیونکہ انہوں نے نہ صرف ایک ہی روسی لین کو پرے نہیں ہٹا دیا بلکہ دوسری کو بھی پراگندہ کردیا اور پشت پر ایسی گولہ باری کی روسیوں کے چھکے چھوڑوا چھوڑوا دیئے ۔

سورج غروب ہونے پر اس مقام پر قبضہ قایم رکھنے کی نہایت غور و پرداخت کی گئی ۔ روسی توپوں کی آوازیں جو کاربیلینیا کی طرف سے آرہی تہیں بالکل موقوف ہوگئیں اور اسوقت محصورین کی یہہ حالت تہی کہ انہوں نے اپنے کو بالکل محاصرین مفتوحین کے رحم پر چھوڑ رکھا تھا ۔ شہر پر چاروں طرف سے مایوسی برس رہی تہی اور ایک عجیب تاریکی کا سماں تھا ۔

روسیوں نے اس شکست سے خوب اچھا سبق حاصل کیا اور اب انہوں نے یہ ارادہ کرلیا کہ مفتوحہ سیوستپول کو اس قابل ہی نہ رہنے دیا جائے جس سے متفقہ فوج کچھ فائدہ اُٹھا سکے ۔ انہوں نے

محصول کیا روسی سپاہ سالار تھمین لکھتا ہی کہ شب کی تاریکی کی وجہ سے میری فوجیں راستہ بھول گئیں اس پر بھی اگر عزیزی قلعہ پر محمد پاشا کمان نہ کرتا ہوتا تو میں اُسے فتح کر لیتا لیکن میں محمد پاشا کی شجاعت کی داد دیتا ہوں کہ انہوں نے اپنی مٹھی بھر فوج سے میری شائستہ فوج کو پارہ پارہ کر دیا۔

قارص کا محاصرہ

۱۵ اکتوبر کو جو شکست مختار پاشا نے کھائی اس سے روسیوں نے فائدہ اُٹھاکے قارص کے راستہ کو چاروں طرف سے بند کر دیا کچھ ترک اور آرمینی قارص سے بچکے نکلنا چاہتے تھے کہ روسیوں نے انہیں گرفتار کر لیا۔ اس وقت قارص میں ترکی کمان افسر حسین حامی پاشا تھا جس کے پاس رولیف اور نظام فوج کے دس ہزار آدمی تھے اور ساتھ ہی کچھ مسلح شہری بھی تھے۔
شفاخانوں میں ۵۰۰ ۳ مریض اور مجروح تھے جن کی موجودگی سے فوج میں سخت پریشانی چھا رہی تھی۔ سامان خورونوش چھ مہینے کے لئے کافی تھا اور اسی طرح گولہ بارود کی بھی کمی نہیں تھی

یہ ارادہ کرکے اس میگزین میں جو دربار کے قریب واقع تھا آگ لگا دی جس کے شعلوں نے مقام سوسٹبول کو چاروں طرف سے گھیر لیا۔ تمام شہر پر آگ کے شعلے بلائے بے درماں کی طرح پھیل گئے اور ہر طرف آگ ہی آگ نظر آنے لگی۔ روسیوں کی اس وحشیانہ حرکت سے شہر کا شہر برباد ہوگیا۔ صدہا مکان خاک سیاہ ہوگئے اور لاکھوں جانیں اُن کی اس سفاکی کی نذر ہوگئیں۔ سوائے چند مکانوں کے اور مسجدوں کے جن کو بڑی کوشش سے محفوظ رکھا گیا شہر کا کوئی حصّہ ایسا باقی نہ تھا جس میں آگ نے اثر نہ کیا ہو۔
پر روسیوں نے شہر کو آگ نہیں لگائی بلکہ متفقہ فوج کے بیڑۂ جہازات کو بھی سخت صدمہ پہنچایا۔ اور ان کا مالینڈ برج کی طرف کوچ کرنے سے قبل ردنیم پر قبضہ ہوگیا۔ ہزاروں واللہ اہیں مقام پر اُتار دیئے گئے۔ اور رجمنٹیں کی رجمنٹیں اس مقام پر جمع کر دی گئیں۔ اور اس انتظام پر بھی روسیوں نے اپنی فوج کا برابر تانتا باندھ رکھا تھا جو سورینا پہاڑ کی چوٹی پر جگہ جگہ نظر آ رہی تھی۔
میگزین میں آگ لگانے سے سمندر کے پانی میں بھی اس قدر جوش پیدا ہوگیا کہ بیسیوں جہاز ایسے

روسیوں کے مخبر شہر کی اندرونی حالت کی برابر خبریں دے رہے تھے۔ اور روسیوں نے عزم بالجزم کرلیا تھا کہ جس طرح ہو سکے ایک ہی حملہ میں قارص کو لے لینا چاہئے مگر پہلے روسیوں نے ۲۵ اکتوبر کو حسین حامی پاشا کے پاس اس مضمون کا اطلاعنامہ بھیجا کہ آپ کے لئے بہتر یہ ہے کہ آپ ہتیار ڈال دیں ورنہ بڑی شدت سے حملہ کیا جائے گا۔ حامی پاشا نے اپنے تمام ماتحتوں کو اکھٹا کیا اور اُن سے رائے لی کہ روسیوں کے اس اطلاعنامہ کا کیا جواب دیا جائے۔ سب نے یکزبان ہو کے کہا یہ ہم خوب جانتے ہیں کہ روسیوں سے برسر نہیں آنے کے اور روسیوں نے چاروں طرف سے گھیر کر ہماری آمد و رفت کے راستے بند کردیئے ہیں اور مختار پاشا کو شکست مل چکی ہے مگر پھر بھی عثمانی خون کے بالکل خلاف ہے کہ بلا جنگ ہتیار ڈال دیں۔ ہم آخر تک لڑیں گے اور جب تک لبوں پر دم نہ آجائے گا کبھی ہتیار نہ ڈالیں گے۔ جب یہ شورہ ہوگیا تو روسیوں کے اطلاعنامہ کا یہ جواب دیا گیا کہ ہم ہتیار نہیں ڈالنے کے اور تم سے آخر تک لڑیں گے۔ یہ خبر پہنچتے ہی سپاہ سالار ملیکاف نے قارص باشی کی پہاڑی پر قبضہ کرلیا یہ پہاڑی قارص کی پشت پر واقع تھی اور ترکوں نے

ڈوبے کہ اُن کا نشان سوائے پیرتے ہوئے تختوں کے ٹکڑوں کے کہیں نہیں ملا۔ آدھی رات سے دوسرے دن کی شام تک اس آگ کا طوفان قایم رہا۔ اور شام کے وقت فورٹ پال کی طرف دھواں اور گرد و غبار ہٹنے سے شہریوں کو مکانات نظر آئے۔

اس جانکاہ حادثہ سے فرانسیسوں کے ۷۵۶۹ افسر اور سپاہی ضائع ہوئے۔ اور انگریزوں کا ۲۳۰۰ آدمیوں اور افسروں کا نقصان ہوا۔ روسی بھی نقصان سے نہ بچے اور ان کا بھی اس روز ۱۳۰۰ افسر اور سپاہیوں کا نقصان ہوا۔

اس طرح سے ۹ ستمبر ۱۸۵۵ء کو سیوستبول کے محاصرہ کا جو ایک سال سے جاری تھا اور جس میں طرفین کے ہزاروں آدمی ہلاک ہوچکے تھے خاتمہ ہوگیا اور محاصرین یعنی متفقہ فوج کو اپنی سال بھر کی کوشش کے نتیجہ میں ایسی خطرناک صورت دیکھنی پڑی۔ مگر اس نے فوراً اس بات کا ارادہ کرلیا کہ لڑائی کا کونسا پہلو اختیار کرنا چاہئے۔ روسیوں کی فوجیں قریب آتی جاتی تھیں اور الکران کی پہاڑی پر روسی ہی روسی دکھائی دیتے تھے اور ہرچند کہ لڑائی کا جو مقصد تھا وہ پورا ہوچکا تھا مگر پھر بھی

اس کو بے پناہ چھوڑ رکھا تھا۔ روسیوں نے اس پہاڑی سے شہر پر گولہ باری شروع کردی۔
گرانڈ ڈیوک میکائیل ٹڈی دل فوج کے ساتھ اس پہاڑی پر پہنچا اور کاراجال سے زیراکالی تک مورچہ بندی کرلی۔ شاہزادہ ابھی اپنے مورچوں کی تیاریاں کر رہا تھا کہ حسین حامی پاشا آندھی اور بلیّہ کی طرح اس پر ٹوٹ پڑا اور شاہزادہ کو ایک ایسا اچھا سبق دیا کہ وہ تازیست نہیں بھول سکتا۔ اس کی شائستہ ٹڈی دل فوجیں پریشان ہوکے بھاگیں اور ترکوں نے اس پھرتی اور شدت سے اُن کا تعاقب کیا کہ انہیں قریب ہی جالیا اور اب تلوار کی لڑائی شروع ہوئی۔ روسی بہت کثرت سے مارے گئے اور آخر نتیجہ یہ ہوا کہ جن مقامات پر ان کا قبضہ تھا اُن سے بالکلیہ خارج کردیئے گئے۔
گرانڈ ڈیوک کی ہمت کو شاباش ہے کہ اس نے اس ذلیل شکست کے بعد ہی دوسرے روز حسین حامی پاشا کے پاس لکھ کے بھیجا کہ تمہارے حق میں یہی بہتر ہے کہ تم ہتیار ڈال دو۔ قاصد کی صورت دیکھتے ہی حامی پاشا کے تن بدن میں آگ لگ گئی اور اس نے غصہ سے قاصد سے یہ کہا کہ تو شاہزادہ سے

دشمن نے مزید نقصان دینے کا پورا ارادہ ظاہر کر رکھا تھا۔
روسیوں کی اس چیرہ دستی پر بھی متفقہ فوج کے بیڑۂ جہازات نے بحر اسود اور بالٹک کی جانب پوری کامیابی حاصل کر رکھی تھی۔ بیڑۂ جہازات کی نقل و حرکت اوڈیسہ۔ کرنچ۔ بینکل اور کن برن کی جانب نہایت مفید ثابت ہوئی۔ قلعہ بوماسنڈ فتح کرلیا گیا اور اس طرح سے روسیوں کے کئی راستے کریمیا کی جانب بالکل کاٹ دیئے گئے۔
ایشیا کی طرف ترکی جرنیلوں کی عدم توجہی اور غفلت سے روسیوں کو برابر فتح پر فتح ہوتی جارہی تھی۔ مگر قارص کا شہر اب تک مسلح شہریوں اور فوج قلعہ کی مستعدی سے جو انگریزی جرنیلوں کی ماتحتی میں کام کر رہی تھی بچا ہوا تھا۔ ۲۹ ستمبر محصورین نے روسیوں پر بماتحتی جنرل موراویف ایک نمایاں فتح حاصل کی مگر محاصرہ نہ توڑ سکے۔ آخر کار ۲۵ نومبر کو فوج قلعہ نے نہایت جوانمردی سے روسیوں کا مقابلہ کیا اور کامیابی حاصل کی اور اسی طرح قارص کی فوج کو جو چھ ماہ سے محاصرہ میں تھی پوری نجات مل گئی۔

کہہ دینا کہ اگر آیندہ کسی کے ہاتھ تو نے ایسا بیہودہ پیغام بھیجا تو اُسے فوراً گولی مار دوں گا۔
قارص کا محاصرہ مئی سے ہو رہا تھا اور روسیوں نے اگرچہ اپنی پوری قوت سے کام لیا تھا مگر پھر بھی سوائے ذلیل شکستوں کے انہیں ابھی تک کچھ حاصل نہیں ہوا تھا۔
جب مہینہ کے پندرہ روز گزر گئے تو اب گولہ باری میں زیادہ پھرتی سے کام لیا گیا۔ حامی پاشا نے مختار پاشا کو جو ارض روم میں مقیم تھے یہ تار برقی دی کہ میری فوج ایسی دل شکستہ ہو گئی ہے کہ میں خیال کرتا ہوں ایک ہی حملہ میں اس کے قدم اُکھڑ جائیں گے۔ یہی خیال روسی سپاہ سالار لورس میلیکف کا تھا اور اس بنا پر وہ عظیم تیاریاں کر رہا تھا۔ آخر ۱۳ نومبر کی رات کو روسی حملہ آور فوج ترکی سنتریوں کی نظر بچا کے روانہ ہوئی۔ معمولی حملہ کے بعد ترکوں نے جی ہار دیا۔ ۱۶ کو حافظ پاشا کے مورچوں کی توپوں میں خاموشی پیدا ہو گئی۔ ۱۷ نومبر گرانڈ ڈیوک میکائیل نے جنگی کونسل کا انعقاد کر کے اس مسئلہ پر بحث کی۔ بحث کے بعد یہ طے پایا کہ بڑی استواری سے جنگ کیجائے۔ نتیجہ ہمارے حسب دلخواہ نکل آئیگا۔ قارص کی فوج قلعہ اتنی کم تھی کہ اپنے مورچوں کی

۱۸۵۵ء کے اختتام پر موسم کی سختی کی وجہ سے لڑائی میں امید سے زیادہ طرفین سے سستی دکھائی جانے لگی تھی۔ متفقہ فوج کے جس قدر سپاہی تھے ان کے پاس سامان خورونوش اور وردیاں کافی تھیں اور وہ ایسے ہی تندرست تھے جیسے وہ اپنے اسٹیشنوں میں ہوتے۔ فوج کی تعداد روز بروز زیادہ ہو رہی تھی اور اس وقت قریب ... ہم کے انفنٹری اور کیولری میدان جنگ میں جمع تھی علاوہ اس کے ... ۳ فوج سے زیادہ جرمنی اور ترکی فوج تھی جنہیں انگریزوں سے تنخواہ ملتی تھی۔
حالانکہ طرفین کی فوجیں میدان جنگ میں ابھی تک موجود تھیں مگر در اصل لڑائی کا خاتمہ ہو چکا تھا۔ آسٹریا جو لڑائی کے دوران میں اپنے فائدہ کی تلاش میں تھا اس نے اس موقع پر اپنی کوششوں کو اور وسیع کر دیا۔
دسمبر کے مہینہ میں ایک صلحنامہ دول مغرب کے پاس بھیجا گیا جن کی شرطوں کو کچھ تھوڑی قیل و قال کے بعد متفقہ فوج نے منظور کر لیا۔

بھی پوری نگرانی نہ کر سکتی تھی۔ شہر میں بخار پھیل رہا تھا۔ ترکی سپاہ سالاروں کے اختلاف کی خبریں روسیوں کو برابر پہنچ رہی تھیں۔ غرض سب کی آرائے ہوئی کہ جس طرح سے ہو قارص پر فوراً قبضہ کر لیا جائے۔

شب کو حملہ کیا گیا۔ موسم اچھا نہیں تھا۔ روسیہ نے تیس ہزار فوج سے قارص پر حملہ کیا تھا۔ ترکی فوجوں کی کچھ نہ پوچھو ایک میل کے فاصلہ میں صرف چار سو مسلح شہری کھڑے کر دیئے گئے تھے باقی خیر سلا تھی اس پر بھی ترک خوب لڑے لیکن کہاں تک آخرانہیں پسپا ہونا پڑا۔ چاروں طرف سے روسیوں نے گھیرا ڈال رکھا تھا۔ جن ترکوں نے چاہا کہ روسیوں کی فوجی لین کاٹ کے نکل جائیں وہ گرفتار کر لئے گئے لیکن اس پر بھی حافظ پاشا نے کمال کیا کہ اسی فوج میں سے صاف نکل کے چل دیئے اور کسی روسی فوج کو ان کے تعاقب کرنے کی جرأت نہیں ہوئی۔

روسی بیان کرتے ہیں کہ قارص فتح کرنے میں ہمارے پچیس سو سپاہی اور افسر مجروح و مقتول ہوئے اور ترکوں کی تعداد جو قتل و مجروح ہوئے۔ پانچ ہزار بیان کی جاتی ہے۔ کہتے ہیں کہ عثمان کی

یہ تمام خط و کتابت اور صلحنامہ جنوری ۱۸۵۶ء میں زار کے پاس بغرض منظوری بھیج دیا گیا جس نے جواب میں تمام شرطوں کو بلا کسی حجت کے منظور کر لیا۔

بمقام پیرس میں ایک کانفرنس مقرر کی گئی جس میں یہ قرار پایا کہ دونوں طاقتیں اپنی اپنی طرف سے وکیل مقرر کر دیں جن کا فیصلہ انہیں منظور کرنا ہوگا۔ چنانچہ اس تجویز کے مطابق ۲۶ فروری ۱۸۵۶ء کو اس کانفرنس کا اجلاس ہوا اور ۳۰ مارچ کو صلحنامہ پر دونوں طاقتوں کے وکلاء کے دستخط ہو گئے۔

پروشیا کو بھی کانفرنس میں بلایا گیا تو اب اس جلسہ میں برطن اعظم۔ فرانس۔ آسٹریا۔ پروشیا ترکی اور سارڈینیا کے وکلاء شامل ہوئے۔ ۳۱ مارچ تک کہیں جا کے معاہدہ کی قرارداد ہوئی پہلی شرط یہ ہوئی کہ قارص ترکوں کو واپس کر دیا جائے اور سبسٹاپول سے دوسرے مقامات کے جو روسیہ سے فتح کئے گئے ہیں روسیہ ہی کے حوالہ کر دیئے جائیں۔ باب عالی کو کل وہ حقوق حاصل ہیں جو قوانین بین الاقوام نے اور دول یورپ کو دیئے ہیں۔ اور یہ بھی شرط ہوئی کہ سلطان کے

سازش سے جس کی ماں فرانسیسی تھی قارص ہاتھ سے جاتا رہا اگر یہ ترکی افسر نمک حرامی نہ کرتا تو کبھی قلعہ ہاتھ سے نہ جاتا۔
جب قارص فتح ہوا ہے اور روسیوں کی ان فوجوں کو اطلاع ہوئی ہے جو پلونا کا محاصرہ کئے ہوئی تھی انہوں نے خوشی میں توپیں چھوڑنی شروع کیں۔ اور جب قارص کے مفتوح ہونیکی خبر قسطنطنیہ پہنچی تو وزرا نے جہاں تک ممکن ہوا اس خبر کو پوشیدہ رکھا۔ یہ خبر سُن کے وزرا ؤ اہل دربار ایسے مایوس ہوگئے کہ انہوں نے سلطان المعظم کو رائے دی کہ آپ فوراً مقدس جھنڈا نکالیں اس پر سلطان نے یہ کہا کہ ابھی جھنڈے نکلنے کا وقت نہیں آیا ہے قارص کیا اگر ایڈریانوپل بھی لیلیا جائے جب بھی میں جھنڈا نہیں نکالنے کا کیونکہ مجھے تمہاری طرح کوئی مایوسی نہیں ہے۔ اس میں کلام نہیں کہ قارص کے فتح ہونے نے ترکی سلطنت میں ایک زلزلہ ڈالدیا۔ ارض روم پر ابھی تک ترکوں کا قبضہ تھا۔ اور مختار پاشا قارص چھین جانے کے بعد بھی ویسے ہی تازہ دم تھے مگر عام طور پر ترکی رعایا اور فوجوں میں پریشانی پیدا ہوگئی تھی اور لوگ سمجھے بیٹھے تھے کہ ارض روم کی بھی عنقریب

کسی حصہ ملک میں کوئی یورپی سلطنت دست اندازی نہیں کرسکتی۔
سلطان المعظم نے ایک فرمان نافذ کیا کہ عیسائی رعایا کی آیندہ سے پوری حفاظت کی جائے گی اور ان کو وہی حقوق دیئے جائیں گے جو رعایا کے اور حصّوں کو حاصل ہیں۔ بحر اسود عام طور پر کل دول کے لئے کشادہ کردیا گیا۔ اور یہ طے پاگیا کہ ہر سلطنت معمولی طور پر اپنے جنگی جہاز اور پولس بحر اسود میں رکھ سکتی ہے۔ نہ سلطان اور نہ روسیہ کو یہ اختیار ہوگا کہ وہ کوئی خاص فوجی قلعہ بحر اسود پر بنائیں۔ ڈینیوب کی جہاز رانی سب کے لئے کشادہ کی گئی ہے۔ بسرابیا پر روسی قبضہ منظور کیا گیا۔ ولاچیا اور مالڈیوا سلطان کی افسری میں رہیں گے۔ سرویا کی جو حالت ہے وہ قایم رہے گی۔ دردانیال اور باسفورس کے لئے بھی معاہدہ میں شرطیں قرار پائیں ان شروط سے سلطان المعظم کے وہی قدیم حقوق دردانیال پر رہے کہ وہ کسی دولت کے جنگی جہاز کو یہاں سے نہ گزرنے دیں۔ آخر ۳۰ رمارچ معاہدہ پر دستخط ہوئے۔
۱۸۶۰ء میں شام میں بچپینگی پیدا ہوگئی اور لبنان میں فتنہ و فساد کی آگ اتنی بھڑکی کہ آخر

یہی قسمت ہونے والی ہے۔
عثمان پاشا نے قارص کے مفتوح ہونے کی خبر کو نہایت خاموشی سے سُنا اور اس شیر دل پر اس وحشتناک خبر نے مطلق اثر نہیں کیا وہ اُسی اولوالعزمی اور سپاہ سالاری کی شان سے جنگ کرتے رہے اور ایسے کٹ کٹ کے لڑے کہ شہنشاہ روسیہ کو مزا آگیا لیکن جب امداد کے راستے چاروں طرف سے بند ہوگئے تھے اور نہ فوج کے آنے کا راستہ رہا اور نہ سامان رسد کا۔ تو بیچارے عثمان پاشا کئی لاکھ تازہ دم فوج کے سامنے کیا کرسکتے تھے۔
آخر جب تین دن کا فاقہ فوج پر گزر گیا تو آپ نے روسیوں کی فوجوں میں سے نکلنا چاہا مگر کامیابی نہیں ہوئی آپ کی ران میں بڑا کاری زخم لگا آخر ترکی فوجوں میں سفید جھنڈے لہلہانے لگے اور ترکی فوج نے عثمان پاشا کے حکم سے ہتیار ڈالدیئے۔ بتاریخ ۱۱ دسمبر دوپہر کے وقت طرفین کی توپیں خاموش ہوگئیں۔ تھوڑی دیر کے بعد توفیق بے صلح کا جھنڈا لیکے روسی فوجوں کی طرف بڑھے اور جا کے کہا کہ ہم ہتیار ڈالنے پر رضامند ہیں۔ سپاہ سالار اسکوبلوف معہ اپنے عملہ کے پلونا میں داخل ہوا۔

آخر فرانس اور انگلستان کو دست اندازی کی ضرورت پڑی۔ اس کی ابتدا یہ ہوئی کہ ماہ مئی ایک راہب کی لاش دیکھی گئی اور شبہہ یہ ہوا کہ دروسوں نے اس راہب کو قتل کرڈالا ہے اور اسی لئے اضلاع بیروت میں چند دروس زندہ جلادیئے گئے۔ ترکی فوجی افسروں نے مورانیوں کو جن کے گاؤں میں دروس جلادیئے گئے تھے ہتیار ڈالدینے کا حکم دیا۔ اُنہوں نے ہتیار دیدیئے ترکی حکام نے بجائے حفاظت کرنے کے اُنہیں ان کے حال پر چھوڑدیا۔ جب دروسوں نے انہیں نہتھا دیکھا تو وہ پل پڑے اور کل مورانیوں کو معہ ان کے بال بچّوں کے قتل کرڈالا۔ ترکی فوج نے مورانیوں کی مطلق حفاظت نہیں کی اور یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ اُنہوں نے دروسوں کو بعض موقعوں پر اُنکی مدد دی۔
بماہ جولائی تمام دمشق میں مذہبی جوش پیدا ہوگیا ایک ترکی گروہ نے مسیحی آبادی پر حملہ کیا اور شہر کا بہت بڑا حصّہ جلادیا۔ فرانس۔ روسیہ۔ آسٹریا۔ ہالینڈ۔ بلجیم اور یونان کے قونصل خانے برباد کردیئے گئے اور ایک ہی دن میں قریب ۵ ہزار عیسائیوں کے قتل کرڈالے گئے

اطاعت کی شرطیں بہت آسانی سے طے پا گئیں اور غازی عثمان پاشا نے فوراً اس بہادر فوج کو جس نے روسیوں کے چھکے چھڑا دیئے تھے اور ہزارہا شایستہ فوج کو کھیرے ککڑی کی طرح کاٹ کے رکھدیا تھا حوالہ کر دیا۔ مگر عجیب بات یہ تھی کہ بجائے خوشی کے نعرے بلند کرنے کے روسی افسر ادنے سے اعلیٰ تک عثمان پاشا کی تعریف کر رہے تھے اور کہہ رہے تھے کہ جس نے عثمان پاشا سے جنگ کی ہے اس کی نظیر تاریخ میں نہیں ملنے کی اور ہم ہمیشہ فخر کریں گے کہ ہم نے عثمان پاشا جیسے بہادر اور ہنرمند سپہ سالار سے جنگ کی۔ اس تمام زمانہ جنگ میں روسیوں نے درۂ شپکا کے قبضہ کو نہیں چھوڑا تھا۔ افسوس ہے کہ یہاں بھی ترکوں کو سلیمان پاشا کی ماتحتی میں شکست ہوئی اور بیس ہزار ترکی فوج نے ہتیار ڈالدیئے۔ جب شپکا کے مفتوح ہونے کی خبر قسطنطنیہ پہنچی تو جنگی افسروں نے اس خیال سے اپنی ڈھارس بندھوائی کہ سلیمان پاشا سیدھا ایڈریانوپل چلا آئے گا اور یہاں مضبوطی سے مورچے بنا کے روسیہ کو روکے گا۔ ادہر ادہر سے شکست یاب فوجوں کے ٹکڑے ایڈریانوپل جمع ہونے لگے۔ اس وقت مقام مذکور میں محمد علی پاشا کمان کر رہے تھے کل فوج جو ان کے زیر کمان تھی چھ ہزار سے زیادہ نہ تھی۔

دمشق کے گورنر نے اگرچہ اس کے پاس ایک زبردست فوج موجود تھی مگر اس قتل عام میں دست اندازی نہیں کی اس پر مفسد یہ سمجھے کہ حکام بھی ہمارے ساتھ ہیں اس لئے انہوں نے اور بھی نڈر ہو کے عیسائیوں کو قتل کرنا شروع کیا۔

قتل عام کی ان وحشتناک خبروں سے انگلستان میں سخت جوش پیدا ہو گیا۔ اول تو یہی حال نہیں کھلا کہ اس فساد کا اصلی سبب کیا ہے عام طور پر یہ سمجھ لیا گیا کہ عیسائیوں اور مسلمانوں کا مذہبی فساد ہو گا مورانی عیسائی تھے اور دروس مسلمان خیال کئے گئے۔ آخر فرانس اور انگلستان نے مل کے چاہا کہ اس فساد میں دست اندازی کر کے لبنان میں امن قایم کیا جائے۔ فوراً ایک معاہدہ ہوا اس پر کل دول یورپ کے دستخط کرائے گئے اور بعد ازاں سلطان عبد المجید کو بھی مجبوراً دستخط کرنے پڑے۔ جس کی رو سے آتش فساد فرو کرنے کا اختیار انگلستان اور فرانس کو دیا گیا۔ فرانس نے فوراً اپنی فوجیں وہاں اتار دیں اور یہ قرار پایا کہ اگر مزید فوجوں کی ضرورت ہو گی تو اور سلطنتیں مدد دیں۔ دول نے باہم یہ بھی سمجھوتہ کر لیا تھا کہ سلطان کے کسی ملک پر قبضہ کرنے کا خیال تو مطلق نہیں کیا جائے بلکہ جہانتک

لیکن یہ فوج اتنی کم تھی کہ ایسے بڑے مقام کی پوری حفاظت نہو سکتی تھی ہاں جمبولی سے پچیس ہزار فوج اس کی مدد کو آرہی تھی اور یہ بات قرین عقل تھی کہ اگر یہ فوج آگئی تو کافی طور پر حفاظت ممکن ہی۔ آخر انہیں یہ خبر پہنچی کہ روسی شپکا سے گزر کے آگے بڑھ رہا ہے اور سلیمان پاشا جو ایڈریانوپل کی طرف پسپا ہو رہے تھے ان کی فوجوں میں زلزلہ پڑ گیا۔

محمد علی پاشا نے ایک عجیب و غریب کارروائی کی کہ انہوں نے روسیوں کی تھوڑی سی فوج دیکھتے ہی ایڈریانوپل کو چھوڑ دیا اگرچہ اپنی چھ ہزار فوج سے وہ کامیابی کے ساتھ روسیوں کے مختصر رسالہ کا مقابلہ کر سکتے تھے ساتھ ہی انہیں اس سے بھی واقفیت ہو چکی تھی کہ پچیس ہزار فوج میری مدد کو آرہی ہے اور اب یہ فوج اتنی قریب آگئی تھی کہ صرف دو دن کی راہ پر رہ گئی تھی۔ جب اس فوج نے یہ سنا کہ محمد علی پاشا نے ایڈریانوپل کو چھوڑ دیا تو بجائے ایڈریانوپل آنے اور اس پر قبضہ کرنے کے وہ راستہ ہی میں سے واپس پھر گئی۔ یہ مہلک غلطی محمد علی نے اگر عمداً کی تو ہمارے خیال میں اس نے نمکحرامی سے بھی ایک اور درجہ بڑھ کر لیا اور اگر یہ غلطی اتفاقیہ ہوئی تو اس سے زیادہ بیوقوفی آج تک کسی نے بھی نہ کی ہوگی۔

ممکن ہو امن قایم کرکے ایسی کارروائی کردی جائے کہ پھر کوئی مفسدہ نہو۔ انگلستان نے اپنی طرف سے لارڈ ڈفرن کو کمشنر بناکے بھیجا تاکہ وہ کل سیاسی معاملات پر نظر کرکے کام کریں ادہر ترکی گورنمنٹ میں بھی جوش پیدا ہوا اور وہ مجرموں کو سزا دینے کے لئے آمادہ ہوگئی۔ سلطان نے اپنے وزیر خارجہ فواد پاشا کو لبنان روانہ کیا۔ فواد پاشا نے مطلق کسی کی رعایت نہیں کی۔ سب سے پہلے گورنر دمشق لاقو فوجی کمان افسر دمشق کو اس جرم میں پھانسی دی کہ انہوں نے کیوں نہیں انتظام کیا۔ قریب ساٹھ آدمیوں کے عام طور پر پھانسی دیئے گئے جن میں پولیس کے زیادہ آدمی تھے۔ لارڈ ڈفرن نے انگلستان یہ لکھ کے بھیجا کہ قتل و غارت کے لئے جس قدر غل غپاڑہ مچایا گیا تھا وہ بالکل بے بنیاد تھا۔ ہر ایک خبر مبالغہ کے رنگ کے ساتھ لندن پہنچی تھی تو بھی بہت سے مکانات میں نے جلے ہوئے پائے اور بعض مقامات پر تو اس قدر لاشوں کا ڈھیر لگا ہوا تھا کہ گزرنا محال تھا۔

دونوں دولتوں کی دست اندازی سے خدا خدا کرکے شام میں امن ہوا اور یہ بات فیصلہ پائی کہ آئندہ سے عیسائی گورنر لبنان میں رکھا جائے اور سلطان ہمیشہ عیسائی گورنر کے انتخاب میں کوئی

چند روز کے بعد روسی لشکر ایڈریانوپل میں داخل ہوا اور اب قسطنطنیہ تک دبانے کے لئے روسیوں نے قدم اٹھائے۔

بایوک کشنیجی بھی جہاں محمد علی نے دم لیا تھا روسیوں کے سپرد کر دیا اس خیال سے جب ایڈریانوپل ہاتھ سے نکل گیا تو اس مقام پر قبضہ کر کے کیا کریں۔

آرمینیا میں جہاں پہلے روسیوں کو ناکامیابی ہوئی تھی اب وہ کامیاب ہو چکے تھے۔ قارس ترکوں کے ہاتھ سے جا ہی چکا تھا اور اب روسی ارض روم پر بڑھ رہے تھے یہاں انہوں نے کئی کئی بار حملہ کیا لیکن ہر حملہ میں سخت ناکامی اٹھائی اور عجیب بات یہ ہے کہ خاتمہ جنگ تک وہ اس مقام کو فتح نہ کر سکے۔

روسیہ کے بڑھنے سے قسطنطنیہ میں ایسی پریشانی چھائی کہ سلطان اعظم نے سرور پاشا کو روسی فوجوں کے پاس روانہ کیا کہ خواہ جن شرط پر ممکن ہو روسیہ سے فیصلہ کر لیا جائے اور وہ آگے نہ بڑھے۔ سرور پاشا پہنچے اس کا جواب روسیہ کی طرف سے یہ دیا گیا کہ ہم جنگ کبھی نہیں روکیں گے جبتک سلطان ان مطالبات کو پورا کر دیں جو ہم چاہتے ہیں۔

چوں وچرا نہ کریں۔

فرانسیسی فوج نے شام کو خالی کر دیا اور بماہ جون ۱۸۶۱ء میں ان کی عملی خدمات کی کوئی ضرورت نہیں پڑی۔ غرض یہ کہ سلطان عبدالمجید ایک نہایت نیک دل لیکن کسی قدر کمزور دماغ کے حکمران تھے۔ پہلے سے اس امر کی خبریں برابر آرہی تھیں کہ ان کی صحت خراب ہوتی جاتی ہے۔ افسوس ہے کہ ۳۸ برس کی عمر میں بتاریخ ۲۶ رجون ۱۸۶۱ء آپ کا انتقال ہو گیا آپ نے صرف ۲۲ سال سلطنت کی اور آپ کے جانشین آپ کے بھائی سلطان عبدالعزیز ہوئے۔

تینتیسواں باب ۳۳

عبدالعزیز ترکی کا اکتیسواں سلطان یا شہنشاہ ۱۸۶۱ء سے ۱۸۷۶ء تک

عبدالعزیز کی تخت نشینی۔ آپ کی فضول خرچی۔ ترکی قرضہ۔ مدحت پاشا کا صدر اعظم مقرر ہونا۔ جزیرہ کریٹ میں یونانیوں کے اغوا سے بغاوت

آخر ۸ر جنوری ۱۸۷۸ء میں ایک معاہدہ کی بنیاد پڑی اور کچھ قیل و قال شروع ہوئی۔ گرانڈ ڈیوک نے سلطان کو لکھ کے بھیجا کہ اگر آپ جنگ بند کرنا چاہتے ہیں تو براہ راست مجھ سے معاہدہ کریں اور کوئی دوسرا شخص اس میں دخل نہ دے اور یہ بھی سمجھ لیجئے کہ جب تک معاہدہ کی شرطیں نہ ہو جائیں گی جنگ موقوف نہ ہوگی۔

۳ر فروری تک طرفین میں یہی قول و قرار ہوتا رہا اور کسی قسم کا فیصلہ نہیں ہوا یہاں تک کہ تمام یورپ ان چپ چاپ معاہدوں سے چونک پڑا۔ اور معلوم ہوا کہ جو شرطیں روسیہ نے پیش کی ہیں وہ ترکوں کے حق میں بہت سخت ہیں۔ اور اگر یہی شرطیں ہو گئیں تو ترکی بجائے ایک خود مختار سلطنت کے روسیہ کی باجگزار بن جائے گی۔ جب یہ خبر لندن پہنچی کہ ترک بہت ہی پریشان ہو گئے ہیں اور عنقریب وہ ایسے معاہدہ پر مجبوراً دستخط کرنے والے ہیں جس سے ان کی آزادی بالکل جاتی رہے گی اور باوجود معاہدہ کی کارروائی نہونے کے بھی روسی فوجیں قسطنطنیہ پر بڑھی چلی جاتی ہیں اور انکشاف ہو چکا ہے کہ پائے تخت پر قبضہ کرکے شرطیں پیش کریں تو ایک تہلکہ عظیم تمام انگلستان میں پیدا ہو گیا۔ مگر اس کے

ترکی لشکر کا کریٹ بھیجا جانا۔ سرویا کی خود مختاری۔ سلطان کا یورپ روانہ ہونا۔ پیرس اور لندن میں آپ کی آؤ بھگت۔ ملکہ معظمہ کا سلطان کو تمغہ گارٹر پہنانا۔ بحری جہازوں کی قواعد۔ واپسی۔ جنگ فرانس و جرمنی۔ روسیہ کے مطالبات۔ پایۂ تخت میں شورش۔ یورپی ریاستوں کی بغاوت۔ سلطان کی معزولی۔

اپنے بھائی سلطان عبدالمجید کی وفات پر ۲۵ر جون ۱۸۶۱ء عبدالعزیز تخت نشین ہوئے۔ تخت پر بیٹھنے سے چونکہ آپ کا بہت سا وقت حرمسرائے میں گزرا تھا اس لئے آپ اتنی بڑی سلطنت کے انتظام کرنے کے لئے بالکل ناتجربہ کار تھے۔ خوش قسمتی سے سلطنت کی باگ علی اور فواد پاشا کے ہاتھوں میں تھی ان دونوں قابل اشخاص نے محض اپنی روشن ضمیری سے سلطان پر ایسا قابو پالیا کہ سلطان بالکلیہ ان ہی کی رائے پر چلنے لگے لیکن تو بھی یہ قابل وزرا آپ کی فضول خرچی پر قابو نہ پا سکے۔ فضول خرچی سے سلطنت روز بروز مشکلات میں پڑتی چلی جاتی تھی۔

بعد ہی یہ خبریں پہنچیں کہ روسیہ کے آگے بڑھنے کی افواہیں بالکل بے بنیاد ہیں تو کسی قدر تسکین ہوئی اسی زمانہ میں سلطان المعظم نے ایک خط اپنے ہاتھ سے ملکہ معظمہ کے پاس بھیجا کہ آپ اپنے جہاز دردانیال میں روانہ نہ بھیجیں گا۔ اور دوسرا خط شہنشاہ روسیہ کو روانہ کیا جس میں یہ لکھا کہ آپ جنگ کے بند ہونے کا حکم دیدیں۔ اور معاہدہ کی شرطیں تجویز کرنے کے لئے قسطنطینہ میں ایک جلسہ کا انعقاد کریں۔ ملکہ معظمہ نے سلطان المعظم کے خط کو اپنے وزرا کے حوالہ کر دیا۔ اور ۹ تاریخ سے ۱۲ تک بذریعہ تار برقی گورنمنٹ سلطان اور گورنمنٹ ملکہ معظمہ میں نامہ و پیام ہوتا رہا انگریز تو یہ کہتے تھے کہ ہمیں دردانیال میں آنے کی اجازت دی جائے ترک یہ کہتے تھے کہ ہم اجازت نہ دیں گے آخر لارڈ بیکنسفیلڈ کی گورنمنٹ نے اس بات کا فیصلہ کر دیا کہ جس صورت ہو ہمارا بیڑہ جہازات دردانیال میں چلا جائے۔ اس فیصلہ کے ہوتے ہی امیر بحر جی پی ہارن بی کو حکم ہوا کہ بحر روم کا بیڑہ جہازات لیکے فوراً دردانیال میں چلے جائیں۔ چنانچہ ۱۳ تاریخ ایک خطرناک طوفان میں اس حکم کی تعمیل کی گئی۔ جب یہ بیڑا دردانیال پہنچا تو ترکی حکام نے مطلق مزاحمت نہیں کی

جنگ کریمیا سے پہلے ترکی پر کچھ بھی قومی قرضہ نہ تھا مگر سلطان کی بے احتیاطی سے سلطنت چودہ[14] کروڑ پونڈ کے قرضہ میں دب گئی تھی۔ تو بھی سلطان کو اس کی پروا نہ ہوئی۔ باسفورس کے سواحل پر سلطان نے محل ہی محل اور کوشک بنوا ڈالے مگر ہاں اس سے بھی انکار کیا جا سکتا کہ سلطان نے بحری قوت بڑھانے کے لئے بھی بہت سے جہازات اور سامان یورپ سے خرید کیا۔ مگر تو بھی وہ رقم جو ان کے تعیش میں خرچ ہوتی تھی اس کی مقدار اس روپیہ سے جو سامان حرب خریدنے میں خرچ کیا گیا تھا بہت بڑھی ہوئی تھی۔ آپ کے ذاتی ملازموں کی تعداد چھ ہزار سے کم نہ تھی اور حرمسرائے میں خانموں اور لونڈیوں کی صرف تنخواہوں کا اوسط ایک لاکھ ساٹھ ہزار پونڈ سالانہ سے بھی زیادہ بڑھا ہوا تھا۔

سلطان کو تصاویر۔ ظروف چینی بلعد جواہرات کا خاص شوق تھا چنانچہ ان چیزوں کی خریداری میں سالانہ ایک لاکھ چالیس ہزار پونڈ خرچ ہوا کرتے تھے۔ سر جسٹی یہ ہر سال کم سے کم ۲½ ملین پونڈ کا قرضہ محض صرف خاص کی وجہ سے ہو جایا کرتا تھا۔

اور آئندہ جہاز یہاں سے نکل کے قسطنطنیہ کے آگے لنگر انداز ہوگئے۔
روسیہ نے انگلستان کی اس نقل و حرکت کو بڑی ناخوشی سے دیکھا کیونکہ جنرل اسکوبلوف قسطنطنیہ فتح کرنے کی تیاری کر رہا تھا۔ اور اس نے اِدھر اُدھر اضلاع میں فوجیں نصب کر رکھی تھیں۔ اصل میں نہ تو انگلستان روسیہ سے جنگ کرنا چاہتا تھا اور نہ روسیہ ایسی شکستہ حالت میں انگلستان سے بھڑنا چاہتا تھا غرض ایک دوسرے کے دباؤ سے یہ ضرور ہوا کہ ایک معمولی معاہدہ ہوگیا جس سے قسطنطنیہ فتح کرنے کا خیال روسیوں کے دل سے جاتا رہا۔ پہلے انگریزی بیڑا جزایرِ روسیہ میں ٹھیرا تھا لیکن یہ جگہ جب موقع کی نہیں دیکھی تو خلیج موادینا میں آگیا لیکن یہ مقام بھی نامناسب دیکھ کے توزلا کے مقام پر لنگر انداز ہوا۔ جو خلیج اسمدر کے قریب قسطنطنیہ سے ستر۷۰ میل کے فاصلہ پر ہے۔ یہاں یہ بیڑہ جہازات کئی مہینے تک لنگر انداز رہا اور آخر خدا خدا کرکے مزید جنگ کا خوف جاتا رہا۔
جب انگریزی بیڑہ جہازات قسطنطنیہ سے ستر میل کے فاصلہ پر رہ گیا تو روسیوں نے اپنی فوجوں کو حکم دیا کہ ترکی پایۂ تخت پر ہم چلے جائیں۔ ۱۱ / فروری کو تمام روسی افسر اور شہنشاہ روس کا بھائی

باوجودیکہ وزرائے سلطنت اُن کو مانع آتے تھے لیکن سلطان اعظم روپیہ خرچ کرنے سے باز نہیں آتے تھے۔ اگرچہ سول لسٹ یعنی اخراجات مَلکیہ کی فہرست بارہ لاکھ اسی ہزار پونڈ کے معقول پیمانہ پر تھی لیکن کئی سال تک سالانہ خرچ برابر بیس لاکھ پونڈ سے زائد ہوتا رہا۔ ان فضول خرچیوں کے سبب سے اُنہوں نے ملک کو یقینی دیوالیہ بنا دیا۔ جس سے چھٹکارا پانے کی ذرا بھی امید باقی نہیں رہی۔
سلطنت کی حالت روز بروز زیادہ خوفناک اور وحشت انگیز ہوتی جاتی تھی۔ آبادی کا بہت بڑا حصہ کھلم کھلا یا درپردہ نارضامند ہوا چلا جاتا تھا۔ کثیر التعداد موجودہ شکایتوں کے متعلق مدت دراز سے جو وعدے اصلاحات کے ہوتے چلے آتے تھے ان کو بار بار اس طرح معرض التوا میں ڈالا دیا گیا تھا کہ بغاوت کا اب سر سے ٹلنا مشکل تھا۔ آخر کار وزرا نے دیکھا کہ کچھ نہ کچھ ہونا چاہئے اور جو کچھ ہو وہ فی الفور ہو۔ چنانچہ ملک کی پوست کندہ حالت حضور سلطانی میں عرض کر دی گئی اور حضور نے آخر الامر ایک فرمان جاری کرکے کچھ عواطفت خسروانہ مبذول فرمائے۔ منجملہ دیگر امور کے

ایڈریانوپل سے قسطنطنیہ روانہ ہوئے اور انہوں نے سان اسٹیفنو پر اپنا لشکر قایم کر لیا اور روسی سپاہ سالار ریگنا ئف نے باب عالی کو لکھ کے بھیجا کہ اب ہم آپ سے عہد و پیمان کرنے کو مستعد ہیں۔

روسیوں کی طرف سے سپاہ سالا ریگنا ئف اور میلی ٹونف وکیل مقرر ہوئے اور ترکوں کی طرف سے صفوت پاشا اور سعد اللہ بیگ مقرر ہوئے۔ روسیوں کو اس بات کی بہت جلدی تھی کہ جس طرح ہوسکے عہد و پیمان میں جلدی کریں۔ اور وہ زور دے رہے تھے کہ جو کچھ شرطیں ہم نے پیش کی تھیں اس کو منظور کرو۔ آخر ۳ مارچ کو عہد نامے پر دستخط ہوئے اور ۳۱ شرطیں ان میں قرار پائیں۔ بحر امور اپر با وجود عہد نامہ ہونے کے بھی فوجیں برابر بڑہی چلی آئیں جہاں سے سینٹ صوفیہ (یا آیا صوفیہ) کے طلائی مینارے دکھائی دیرہے تھے جوں ہی اس عہد نامہ کی خبر یورپ میں پہنچی تو ایک تہلکہ عظیم برپا ہوگیا کیونکہ یہ عہد نامہ ایسا خطرناک تھا کہ جس سے ترکوں کی آزادی میں ایک بڑا فرق آجاتا۔ سب سے زیادہ انگلستان میں لوگ بھڑک اٹھے اور انہوں نے

یہ بات بھی تھی کہ عیسائی اور محمدی رعایا کا درمیان مساوات قایم کی جائے۔ انتظامات عدالت کی ترتیب بالکل از سر نو کی جائے۔ محصولات میں تخفیف ہو۔ اجازت عام ہے کہ جس شخص کا جو مذہبی عقیدہ ہو اس کو برملا ظاہر کرے اور عیسائی رعایا کو سارے ملک میں اجازت ہے کہ جائداد از قسم اراضی پیدا کرے۔ یہ اور اسی قسم کی چند دیگر اصلاحات بجائے خود خیال میں لایق تحسین تھیں لیکن مثل تمام عنایات موعودہ کے ان کی نسبت بھی اندیشہ تھا کہ باعتبار عملدرآمد کے وہ بھی کبھی پوری ہونے والی نہیں۔

سلطان عبد العزیز ایسے وقت میں مسند آرائے خلافت ہوئے جب ملک کی نسبت وہ نہایت درجہ اندیشہ مند تھے۔ عہد نامۂ پیرس کو دستخط ہوئے صرف پانچ سال گزرے تھے۔ مگر اس عہد نامہ نے ترکی کو ایک خاص حد تک گویا اچھوتا چھوڑ دیا تھا لیکن اس عہد نامہ کی رو سے اگرچہ ترکی سے کوئی حصہ قلمرو نہیں لیلیا گیا تھا تاہم جو صوبے اس کے چھین لئے گئے تھے وہ بھی اسکو واپس نہیں دلائے گئے۔ دول عظیمہ نے بجائے اس کے کہ اپنی کامیابی سے فائدہ اٹھائیں اور روسیہ کو اپنی حدود قایم میں

ارادہ کرلیا کہ یہ معاہدہ کبھی سرسبز نہ ہونے دیں گے۔ روسیوں کی جان لڑی ہوئی تھی اور وہ چاہتے تھے کہ کسی نہ کسی طرح سے یہ عہدنامہ قایم ہوجائے اور ہماری دیرینہ آرزوئیں بر آئیں۔ انگریزوں نے روسیوں کو لکھا کہ ذرا ہوشیار ہو جانا ہمارا بیڑہ جہازات قسطنطنیہ میں موجود ہے جب روسی افسر مجبور ہوئے آخر انہیں دول یورپ کی رائے پر کاربند ہونا پڑا اور دول یورپ کی مرضی سے ماہ جون ۱۸۷۸ء برلن میں کل سلطنتوں کے وکیل جمع ہوئے اور ۱۷ رجون ۱۸۷۸ء سے فوراً عہدنامہ اور اس کی شرطوں پر غور کرنے لگے چنانچہ وہ عہدنامہ بالکل بدل دیا گیا اور ... عہدنامہ کی ترتیب ہوئی جس کی شرطوں کو ہم آخر کتاب میں درج کردیں گے۔ روزمرہ ان وکلا کا جلسہ ہوتا رہا آخر ۱۳ رجولائی ۱۸۷۸ء اس عہدنامہ پر دستخط ہوئے۔ اگرچہ سلطان کی یورپی سلطنت کا بہت بڑا حصہ نکل چکا تھا۔

اب ان شرائط کے بعد جن کو تسلیم کرنے کے سوائے ترکی کو کوئی چارہ نہ تھا۔ ترکی کا قبضہ پھر بھی ملک کے بہت بڑے حصہ پر باقی رہا لیکن سلطنت کچھ ایسی پیچیدگیوں میں پڑ گئی جن سے وہ تباہ ہوکے

واپس ہٹا دیں۔ اور اس طرح جو امر کہ فی الواقع ظہور میں آیا تھا اس کو روک دیں ایک ایسے عہدنامہ پر دستخط کردیئے جس کی رو سے ترکی کو بجز اس کے کہ اس کے سرحدی علاقہ میں خفیف سی اصلاح ہوگئی کچھ بہت ہی کم ہاتھ لگا۔ اور نیز یہ اور بہت کچھ زاید جلد تر ہاتھ سے نکل گیا۔ اور وہ وقت اب کچھ دور نہیں معلوم ہوتا تھا جب کہ سلطنت کا پارہ پارہ ہوجانا لابُد ہو جائے گا۔

نظر آتا تھا کہ ایمانداری کے ساتھ ایک چلتی ہوئی اصلاح اگر کردی جائے تو شاید سلطنت محفوظ رہے ورنہ کوئی صورت اب بچاؤ کی نہیں ہے لیکن انصرام امور کے لئے کوئی ایسا شخص زبردست نہیں دکھائی دیتا تھا کہ ان تغیرات کا نفاذ کرسکے جو بقائے سلطنت کے واسطے سخت ضروری ہیں۔

علی پاشا اور فواد پاشا دونوں مرچکے تھے اور محمود ندیم جس کو اس بات کا بڑا خیال رہتا تھا کہ سلطان کی خلاف مرضی کوئی امر نہ ہونے پائے وہ وزیراعظم تھا۔ یہ بات بخوبی معلوم تھی کہ سلطان عبدالعزیز اس امر کے سخت مخالف ہیں کہ انتظام سلطنت میں کسی قسم کا بین تغیر اور تبدل کیا جائے۔

بہ حیثیت ایک یورپی طاقت کے آخر کو بالکل نیست و نابود ہو جائے۔ بلقان کے شمال میں بلغاریہ کو ایک مستقل ریاست بنا کے کھڑا کر دیا گیا۔ گو وہ خراج دیتا رہا لیکن حقیقۃً وہ ترکی قبضہ اقتدار سے اور طرح بالکل آزاد تھا۔ اس سلسلۂ کوہ کے جنوب میں مشرقی رومیلیا کا صوبہ قایم ہوگیا جو پولیٹیکل اعتبار سے برائے نام سلطان کے تحت حکومت تھا لیکن حقیقت میں اس پر ایک عیسائی گورنر جنرل فرمانروا تھا اور اب اُن کے انتظام حکومت کے متعلق جو خود مختاری اس صوبہ کو عطا کی گئی تھی۔ در حقیقت یہ گورنر اس کا محافظ و نگراں تھا کہ کہیں ایسا نہ ہو ترکی کی طرف سے اس میں دست اندازی کی جائے۔ مانٹی نگرو والے جس آزادی کو بزور اسلحہ چار سو برس تک سنبھالے رہے وہ اب تسلیم کر لی گئی بلکہ کسی قدر زاید علاقہ اُن کو اور دیدیا گیا۔ رومانیا اور سرویا کو مطلق العنان قرار دیا گیا۔ بوسنیا اور ہرزی گودینا آسٹریا کے حوالے کر دیئے گئے۔ روس نے بسرابیا کے قطعۂ زمین پر جو ۱۸۵۶ء میں اس سے لیلیا گیا تھا از سر نو قبضہ حاصل کر لیا اور ما سوا اس کے وہ اپنے ایشیائی مفتوحات یعنی باطوم۔ قارص اور اردہن پر بدستور سابق قابض رہا۔ انگلستان نے دوستانہ خدمتوں کے

ہاں مدحت پاشا اس وقت میں ایک ایسا شخص تھا جس کے اندر ضروری لیاقتیں جمع تھیں اور جو سلطنت بھر کے نہایت لیاقتمند لوگوں میں شاید ایک شخص تھا۔ اپنی صداقت شعاری اور ملک کے ساتھ جوش شفقت و ہمدردی اس کو تھی اس کی وجہ سے اس نے صوبجات کو عروج دینے اور رعایا کے واسطے عمدہ انتظام سلطنت پیدا کرنے میں بہت کچھ سعی کی تھی۔ وہ دار الخلافہ میں ابھی بغداد سے پہنچا تھا۔ جہاں وہ بہ حیثیت گورنر جنرل کے کام کرتا رہا تھا۔ یہاں پہنچتے ہی اس نے زور لگایا کہ ملازمت سلطانی حاصل کرے اور جب اس کو یہ موقع ملا تو اس نے حضور سلطانی میں ملک کی جو اندیشہ ناک حالت تھی اس کو بے دھڑک عرض کر دیا اور التماس کیا انتظام سلطنت کی درستی و بہبود کے لئے خاص خاص اصلاحات کا فوراً نفاذ پذیر ہونا واجبات سے ہے۔ اس نے نہایت زور سے باصرار تمام اس امر کو جتایا کہ محمود (وزیر اعظم) جس کو رفاہ عام کی ذرا بھی پروا نہیں ہے اسکی رشوت ستانی و بد انتظامی کا صرف یہی اثر نہیں ہے کہ سلطنت تباہی کے کنارہ پہنچ رہی ہے بلکہ حضور معلّی کے جملہ طبقات رعایا میں نہایت خطرناک قسم کا جوش نارضامندی اس وجہ سے پیدا ہو اچلا جارہا ہے۔ سلطان المعظم نے

معاوضہ میں جزیرہ قبرص لیلیا اور یہ معاہدہ کیا کہ جب تک اس جزیرہ پر ہمارا قبضہ ہے ہم سلطان کو سالانہ خراج دیتے رہیں گے۔

جنگ کا جب آغاز ہوا تو سلطان کے زیر حکومت ۱۸ ملین اہل یورپ کی آبادی تھی اور اگر باجگزار ریاستوں کو شامل کیا جائے تو تیرہ ملین سے اوپر اہل یورپ سلطان کی رعایا تھے۔ جنگ کا جب خاتمہ ہوا تو باجگزار ریاستیں انجام کار سلطنت سے علیحدہ کر دی گئیں۔

بلغاریہ۔ بوسینا۔ ہرزی گووینا اور قبرص سلطان کی حکومت سے نکل گئے۔ اور بظاہر کوئی توقع نہ تھی کہ یہ دونوں سلطنتیں جو پچھلے دنوں لڑتی رہی ہیں ان کی طرف سے کوشش ہو کہ ان ممالک میں معمولی امن وامان کی صورت دوبارہ پیدا ہو جائے۔ وارنا۔ باطوم اور دیگر شہر جو دشمنوں کو دیدیئے جانے والے تھے ان کے حوالہ کر دینے میں سلطان کو چنداں شتاب زدگی نہ تھی۔ اور نہ سرحد پر ان انتظامات جدید کے کرنے کی جلدی تھی جو کشمکش حال کی وجہ سے ہونی چاہئے تھی۔ برخلاف اُسکے روسیہ اسباب پر تلا ہوا تھا کہ جہاں تک اس کو موقع ملے حیلہ بہانہ کر کے وہ قسطنطنیہ کے قرب وجوار میں ڈنڈی ڈیرے

ان کلمات کا ایسا اثر ہوا کہ وہ خائف ہو گئے اور انہوں نے دوسرے ہی روز محمود کو برطرف کر کے مدحت پاشا کو اس کی جگہ وزیر اعظم مقرر کر دیا۔ مگر یہ بات شروع ہی سے خلاف قیاس معلوم ہوتی تھی کہ مدحت پاشا کا دور دورہ زیادہ عرصہ تک رہے گا۔ اس کے مزاج میں وہ بات ہی نہ تھی جو اہل دربار میں ہوا کرتی ہے۔ اور چونکہ وہ عزم مصمم کر چکا تھا کہ شعبہ ہائے انتظام میں سے کسی میں بھی میں کسی قسم کی بدنظمی وابتری نہیں رہنے دوں گا اس کو جلد تر یہ بات معلوم ہو گئی کہ میرا سابقہ ایک ایسے زبردست آقا سے پڑا ہے جو مدت مدید تک مطلق العنان رہتے رہتے اس قدر خودسر اور خودپسند ہو گیا ہے کہ اس وقت کسی امر میں اگر اس سے اختلاف رائے کیا جائے تو وہ ذرا بھی نہیں برداشت کر سکے گا اس پر منکشف ہو گیا کہ میں فی الحقیقت بے اختیار ہوں۔ چند ماہ کے عرصہ میں وہ برطرف کر دیا گیا اور محمود کو دوبارہ وزیر اعظم بنا دیا گیا گویا کہ اس سے زیادہ آرام دینے والا کوئی وزیر سلطان اعظم کو میسر نہیں آسکتا تھا۔

ملک کے اندرونی معاملات اور بھی زیادہ ابتر ہو گئے۔ رشوت ستانی اس درجہ کو پہنچ گئی کہ پہلے کبھی

[illegible] اور معلوم ہوتا تھا کہ اس کا منشا یہ ہے کہ جب تک ترک بعض شرائط صلح کو پورا نہ کریں وہ اپنی سپاہ کو جگہ سے نہ سرکائے۔ چنانچہ اوائل اگست میں جب تک ڈارنا کو خالی نہیں کر دیا گیا حملہ آوروں نے اس وقت تک اپنی افواج کو جنبش نہیں دی۔ اب ۲۴ تاریخ کو جوق جوق سپاہیوں کے سین سٹیفانو میں فراہم ہوئے اور یہ چل چلاؤ کی کارروائی کرایہ کی باربرداری میں دنوں تک قایم رہی یہاں تک کہ اسی ہزار جوان کا یہ بڑا لشکر آبنائے باسفورس سے عبور کر کے روسیہ کو واپس روانہ ہو گیا اور برطانی جہازوں کا بیڑا بھی تیرہ مہینے کے قیام کے بعد ۲۰ مارچ ۱۸۷۹ء سے پہلے ابنائے ڈارڈنلز سے علیحدہ نہ ہوا۔

روانہ ہونے سے پہلے سلطان نے امیر البحر کپتان اور جہازی افسروں کی یلدز کوشک میں دعوت کی اور شکریہ ادا کیا کہ ایسے نازک موقع میں تم نے خوب مدد دی۔

جب جنگ ہو رہی تھی تو قسطنطنیہ کی حالت دیکھنے کے قابل تھی ترکی پارلیمنٹ کا افتتاح ہو چکا تھا مگر کامیابی نہ ہوئی تھی پلونا ہاتھ سے جاتا ہی رہا تھا۔ سلیمان پاشا شپکا پر مایوسی کیساتھ شکست

اس درجہ کو پہنچی تھی۔ تمام قسم کی مناصب و تقررات کیا ادنے کیا اعلیٰ حرم شاہی سے خرید و فروخت کئے جاتے تھے۔ گورنر جنرل لوگ ہر چند مہینہ یا ہفتہ کے بعد ان معمولی تحفہ تحائف کی وجہ سے جو تقررات پر ان لوگوں کی طرف سے دیئے جایا کرتے تھے معزول یا بحال ہوا کرتے تھے۔ مگر جو لوگ ایمان دار تھے وہ کوشش تو بہتیری کرتے تھے کہ کسی طرح حالت قایم ہو مگر صوبے اور شہر برباد ہوئے جاتے تھے بیچارے کرتے تو کیا کرتے۔ جو اخراجات عبدالعزیز نے قرض لیکے کئے تھے ان کا بار خزانہ شاہی پر پڑا اور اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ملازمین کو تنخواہ دینے کے لئے خزانہ میں کوڑی نہ رہی۔ عام طور پر ناراضی پھیل گئی اور اب سب کے یہ خیالات ہو گئے کہ جب تک حکومت کی تبدیلی نہ ہوگی یہ عالمگیر مصیبت رفع نہیں ہو سکتی ترکی صوبے یکے بعد دیگرے آزادی حاصل کرتے جاتے تھے۔ مالڈیویا اور ولاچیا کو پیرس کے معاہدہ نے آزاد کرا دیا تھا۔ اور اب یہاں یورپی طرز کی خود مختار حکومت قایم ہو گئی تھی۔

کریٹ میں یونان نے فساد کرا دیا۔ قسطنطنیہ سے فساد فرو کرنے کے لئے فوجیں بھیجی گئیں جن سے بڑی بھاری لڑائیاں ہوئیں اس پر باب عالی نے یونان کو للکارا کہ تیری وجہ سے فساد ہوا ہے تو ہوش میں آ کے

[illegible] ایشیا میں قارص اکل بچا تھا اور ارض روم کا شہر [illegible] معلوم ہوتا تھا [illegible]

شہر ہاتھ سے جا چکے تھے۔ مگر سلطان کے دل و گردہ کو شاباش ہے کہ ایسے خوف میں بھی ہمت نہ ہوا تو [illegible] پارلیمنٹ کا انعقاد کیا۔ اور مختلف اقوام کے وکلا سے مشورہ لیا کہ کیا کرنا چاہئے

پہلا اجلاس ۱۹ مارچ ہوا اور دوسرا اجلاس سلطان کی موجودگی میں ہوا اگر ان جلسوں کا نتیجہ کچھ [illegible] آزادی سے بحثیں ہوئیں اور انتظامی امور پر ردّ و قدح ہوئی اس سے اتنی بات ضرور معلوم ہوتی ہے کہ ترکوں میں جمہوری سلطنت کے قایم کرنے کا مادّہ موجود ہے اور جب کبھی پارلیمنٹ ہوگی کامیابی سے ہوگی۔

وزیروں کی تبدیلیاں بدقسمتی سے جلدی جلدی ہونے لگیں۔ جنوری میں کل وزیر بدل دئیے گئے پھر فروری میں وزیروں کی تبدیلیاں ہوگئیں اور وزیر اعظم کا عہدہ منسوخ ہو کے صدر اعظم کا عہدہ نکالا گیا اور احمد وافق پاشا کو جس کی کل وزرا سے کشمکش ہوئی تھی صدر اعظم بنایا گیا۔ اب یہ سوال پیدا ہوا کہ جنگ کو کس طرح جاری رکھنا چاہئے اور جن شروط پر صلح ہوئی ہے

کام کرے۔ یہ جھگڑا یہاں تک بڑھا کہ سیاسی تعلقات قطع ہوگئے اور خیال ہونے لگا کہ عنقریب اعلان جنگ ہو جائے گا۔ یونان نے دیکھا کہ دول یورپ کچھ سہارا دیتی ہوئی نہیں معلوم ہوتیں اس نے باغیوں کو مدد دینی موقوف کر دی اور پھر وہاں امن قایم ہوگیا۔ لیکن جزیرہ بالکل برباد ہوگیا اور لوگ گھر چھوڑ چھوڑ کے بھاگ گئے۔ یونان نے معافی مانگ لی اور تعلقات بحال ہوگئے۔

سرویا تیس سال سے آزادی کی ہوا میں تھی ترکی کی صرف برائے نام افسری قایم رکھی تھی مگر اسی [illegible] قسطنطنیہ شکایتیں پہنچیں کہ سرویا بلغراد وغیرہ چند قلعے اور مانگتا ہے اور اس کا مقصود ہے کہ جب تک یہ قلعے نہ آ جائیں گے آزادی کی تکمیل نہیں ہو سکتی۔ آخر ۱۲۹۶ھ میں سرویا نے [illegible] مطالبہ کر دیا انگریزوں اور فرانسیسیوں نے اس مطالبہ کی تائید کی ترکوں نے دیکھا [illegible] کھلتا ہے قلعوں کو خالی کر دیا اور ۱۲۹۸ھ میں سرویا نے [illegible] [illegible] [illegible] سرویا ترکی کو دیا کرے۔

ان کی ایک نقل ڈپوٹیوں کے پاس بھیجی چاہئے وزیروں نے ان مطالبات کا کچھ جواب نہ دیا آخر
وزیروں اور ڈپوٹیوں میں کھلم کھلا جھگڑا ہونے لگا - ۱۱ فروری کو ایک طوفان خیز جلسہ میں
احمد واقف پاشا نے صاف کہدیا کہ میں کچھ نہیں کرسکتا اور نالایق ممبروں کے ساتھ مجھ سے
کام نہیں ہو سکتا -

۱۴ فروری ۱۸۷۸ء سلطانی حکم سے پارلیمنٹ کا اجلاس ملتوی کیا گیا اور وہ ابھی تک ملتوی
چلا جاتا ہے تجربہ تو خوب ہو گیا کہ جنگ اور ملکی بغاوتوں کے درمیان پارلیمنٹ کے کئی جلسے منعقد ہوگئے
اور خیال ہے کہ اگر آیندہ ترکوں نے اپنی جمہوری سلطنت قایم کرنی چاہی تو کامیابی کی خاطر
خواہ اُمید ہو سکتی ہے - جب پارلیمنٹ بند ہو گئی تو پھر وہی شخصی حکومت کا دور دورہ ہوا اور
سلطان المعظم نے براہ راست سلطنت کی باگ اپنے ہاتھ میں لیلی -

جب سلطان اس بات کی کوشش کر رہے تھے کہ معاہدہ برلن کی شرطوں پر عملدرآمد کریں کہ ایک
نیا اندیشہ سلطنت کو پیدا ہو گیا اگرچہ یہ خوف کچھ زیادہ پیمانہ پر نہ تھا لیکن تو بھی تمام

۱۸۶۷ء کے موسم گرما میں جبکہ نئی فساد کی آگ بھڑک رہی تھی سلطان عبد العزیز نے لندن
اور پیرس کی سیر کرنی چاہی -

یہ واقعی تمام اسلامی تاریخ میں پہلا واقعہ تھا کہ خلیفۃ المسلمین اس طرح صلح امن کے ساتھ یورپ جاتا
ہے اور اس نے مذہبی تعصبات کو بالائے طاق رکھ دیا ہے - کوئی سلطان سوائے تاخت و تاراج کرنیکی
غرض سے کبھی اپنے پائے تخت سے روانہ نہیں ہوا - چند روز تک سلطان شہید پیرس میں شہنشاہ
نپولین ثالث کے ہاں مہمان رہے اور پھر لندن پہنچے ان کا نہایت اعزاز کیا گیا اور کوشش کی گئی کہ
آپ کے اعزاز میں کوئی دقیقہ اٹھا نہ رکھا جائے گا - محل بکنگم میں آپ فروکش ہوئے اور ملکہ انجہانی نے
کاؤنڈسر کیسل میں ملکی استقبال کیا اور پھر لارڈ میور اور لندنیوں نے خوب آؤبھگت کی -
۱۷ جولائی کو جہازوں کی مصنوعی جنگ دکھائی گئی - پچاس جہاز تھے - سلطان کو گارٹر کا تمغہ پہنایا گیا
جہاں سلطان گئے اُن کی خوب آؤبھگت ہوئی - یورپ کے سفر سے سلطان نے اپنی رعایا کو کوئی فائدہ
نہیں پہنچایا - جب آپ اپنی سلطنت میں آگئے معاملات ملکی کی اور بھی بدتر حالت ہو گئی - اصل میں سلطان کو

سلطنت میں ایک زلزلہ محسوس ہو گیا۔ سلطان المعظم کے یونانی صوبوں میں بے چینی پیدا ہو گئی اور یونان نے موقع غنیمت جان کے اپنے بھائیوں کی حمایت کے لئے ہاتھ پیر پھیلائے۔ یونانی جنٹ وزرا نے بغیر کسی اعلان جنگ کے اپنی فوج کو حکم دیدیا کہ وہ ترکی حدود کو عبور کر جائے۔ اور اپنا مُدعا یہ ظاہر کیا کہ ہم نے فوجیں اس لئے روانہ کی ہیں کہ تھسلی میں ترکی لشکر قتل عام نکر سکے یہ سنکے ترکی گورنمنٹ کو بہت غصّہ آیا اور اس نے فوراً آہن پوش جہاز یونانی سواحل پر روانہ کر دیئے وولو میں ترکی فوج اُتار دی گئی تاکہ تھسلی کی بغاوت کو روکے۔ اور کچھ جنگی جہاز کریٹ روانہ کئے گئے کیونکہ وہاں بھی فساد کی آگ بھڑک اٹھی تھی۔

یونان نے یہ ارادہ کر لیا تھا کہ جب تک دول عظام اس بات کا ذمّہ نہ لیں گی کہ آیندہ سلطان کے یونانی صوبوں میں امن رہے گا فوجی نقل و حرکت میں کوئی فرق نہیں آسکتا اور ہماری فوج ترکی عملداری میں برابر بڑھی چلی جائیگی۔ اصل بات یہ تھی کہ برلن کی مجلس نے اس بات کا فیصلہ کیا تھا کہ محض اس صلہ میں کہ یونان ترکی اور روسیہ کی جنگ میں خاموش رہا اسے کچھ دینا چاہیئے اور وہ صلہ

انتظام کے متعلق کچھ مذاق ہی نہ تھا۔ کل وزرا سے ناراض تھے کیونکہ وہ ان کی رائے کے خلاف کیا کرتے تھے صرف محمود سے خوش تھے کہ وہ اپنے آقا کی خواہشوں کی پیروی کرتا تھا۔

سلطان کو آئے ہوئے تین سال گزر گئے کہ یکایک فرانس اور جرمن کا اعلان جنگ ہو گیا ترکی نے اس جنگ میں مطلق حصّہ نہیں لیا لیکن فرانس کی بالکلیہ بربادی سے ترکوں کو بہت صدمہ پہنچا۔ کیونکہ جب فرانس قوی تھا تو انگلستان کے ساتھ ملکے روسیہ کو عہدنامہ پیرس پر قایم رکھے ہوئے تھا۔ اور جب فرانس کمزور ہو گیا تو روسیہ نے فوراً ترکی کو لکھا کہ عہدنامہ پیرس کی شروط میں گیارہ سے سولہ تک تبدیلی ہونی چاہئے۔ اور ان شروط کا مضمون یہ تھا کہ بحر اسود پر کسی کا خاص قبضہ نہ ہے گا کل ملکوں کے جہازات تجارتی بے روک ٹوک آمد و رفت رکھینگے۔ روسیہ نے لکھا کہ میں ان شروط کا زیادہ مدت تک اس لئے پابند رہنا نہیں چاہتا کہ مجھے انکی پابندی سے نقصان بہت پہنچ رہا ہے نہ میں بحر اسود پر قلعے بنا سکتا ہوں اور نہ جنگی بیڑے بھیج سکتا ہوں۔ آخر ۱۷ جنوری ۱۸۷۱ء کو لندن میں ایک مجلس کا انعقاد ہوا اس مجلس میں فرانس کے وکلا شریک تھے چنانچہ اس مجلس نے روسیہ کے حسب خواہش ان شروط میں ترمیم کی اور پھر بحر اسود کا آئین روسی علیحدہ تسلیم کر لیا گیا۔

ابھی تک یونان کو نہیں دیا گیا تھا۔ اگرچہ ترکی یاددہانی برابر کی جاری تھی لیکن ترکی برابر ٹالتی چلی آتی تھی اور یونان کو نذرانہ دینے کا نام نہ لیتی تھی۔ اب یونان نے کھلم کھلا کہا کہ ایک تو مجھے اپیرس اور تھسلی دیدیا جائے اور دوسرے جزیرہ کریٹ میرے حوالہ کر دیا جائے۔

آغاز سنہ ۱۸۸۰ء میں انگلستان اور دول یورپ کو ساتھ لیکے ترکی اور یونان میں بیچ بچاؤ کرنیکے لئے کود پڑا اور یہ فیصلہ کیا کہ ترک تھسلی اور اپیرس دونوں صوبوں میں سے ایک بڑا حصہ یونان کو دے دیں جس کے معنی یہ ہوئے کہ دہن سگ بلقمہ دوختہ بہ لیکن یونان نے یہ قبول نہ کیا اور اس نے کہا کہ قلعجات جینینا۔ مٹ زرو اور لرلیسا بھی مجھے ملنے چاہئیں۔ یہ تینوں قلعے گویا البانیا کی کنجی اور یورپین ترکی کی جان تھے۔

سلطان تو بالکل راضی تھے کہ کسی طرح سے فیصلہ ہوجانا چاہئے مگر ترکی جنگی گروہ سخت برہم تھا کہ ایک ذلیل ریاست کو ہم کیونکر اپنے ایسے قیمتی اور زرخیز صوبے دیدیں۔ ترکوں نے بیان کیا کہ اگر اس وقت یونان کو یہ صوبے دیئے بھی گئے پھر بھی وہ مطمئن ہونے والا نہیں ہے وہ انگلی پکڑ کے پونچا پکڑنیکے لئے

ترکی کی مالی حالت بہت ہی خراب ہوگئی تھی۔ اسوقت گورنمنٹ ۱۴ کروڑ پونڈ کی مقروض تھی اور ابھی تک روپیہ کی ضرورت کم نہ ہوئی تھی۔ اسکے اور صوبوں کی بغاوت کے متعلق ہم اپنے حصہ اول حمیدیہ میں تفصیل وار لکھ آئے ہیں اس لئے یہاں اسکے اعادہ کرنیکی ضرورت نہیں۔ غرض جب پانی سر سے گزر گیا جیسا کہ ہم پہلے حصہ میں لکھ چکے ہیں تو سلطان عبدالعزیز معزول کردیئے گئے اور انکی جگہ اُنکے بھتیجے مراد تخت نشین ہوئے۔ مراد کی بھی مختصر کیفیت حصہ اول میں گزرچکی ہے اس لئے انکا بھی مزید ذکر نہیں کرنا چاہتا اور حاشیہ کو جو مدت سے متن کا ساتھ دیرہا ہے یہیں ختم کردیتا ہوں۔ مجھسے جہانتک ممکن ہوا میں نے علاوہ تواریخ روسیکے سلاطین آل عثمان کی ایسی جامع اور مختصر تاریخ لکھدی ہے کہ ناظر اچھی طرح اطمینان کرسکتا ہے میں نے ہمیشہ اس بات کا خیال رکھا کہ جہاں تک ہو جامعیت اور اختصار کو ہاتھ سے نہ دیا جائے اگر میں طول دیتا تو ایک ایک ترکی سلطان کے واقعات زندگی اتنے بڑے لکھتا کہ پچاس جز بھی کافی نہ ہوتے۔ میں طول کو ہمیشہ ناپسند کرتا رہا ہوں۔ مجھسے جو کچھ ہوسکا اس سوانح کے ع۔ کوشش کی نہ میں اس کتاب کو بے مثال بتاتا ہوں اور نہ لاجواب ہے۔

مستعد ہو جائے گا اور اس کا دعوے پھر قسطنطینہ کے لئے ہو گا کیونکہ وہ اس شہر پر اپنا خدائی حق سمجھتا ہے۔

یونانی مطالبات میں سب سے نازک جینی نا کا مطالبہ تھا جس کو ترک اپنے ہاتھ سے کھونا نہیں چاہتے تھے کیونکہ اس کے نکل جانے سے ایڈریانوپل کے صوبے بے پناہ ہو جائیں گے۔ غرض کئی مہینے اسی گفت و شنید میں گزر گئے اور کچھ فیصلہ نہ ہوا۔

آخر دسمبر ۱۸۹۵ء کے آخر میں سلطان نے اس نازک مسئلہ کے فیصلہ کرنے کے لئے ایک کمیشن مقرر کی لیکن یہ کمیشن بھی حسب دلخواہ کچھ فیصلہ نہ کر سکی۔ کئی بار مختلف جلسوں میں فیصلے ہوئے اور وہ فیصلے منظوری کے لئے باب عالی میں بھیجے گئے لیکن وہاں سے منظوری ایک فیصلہ پر بھی نہیں ہوئی۔ وقت صرف یہ تھی کہ یونان دس ہزار مربع میل زمین سلطان سے مانگتا تھا اور اس لئے اس کے دینے میں سلطان اور اُن کے وزراء پس و پیش کرتے تھے۔ زیادہ دیر ہونے سے یہ اندیشہ ہونے لگا کہ کہیں ان ناواجب مطالبات پر ترکی یونان کو اعلان جنگ نہ دیدے۔

دیکھیں ممکن ہے کہ انہیں مذاق حاصل ہو اور کچھ واقفیت وہ ایک اسلامی سلطنت سے پیدا کرلیں اگر اس کے دیکھنے سے یہ بات لوگوں کو حاصل ہوئی تو میں اپنے کام کی کامیابی خیال کروں گا۔ اور اگر حاصل نہ ہوئی تو میری یہ تصنیف ان کثیر تصانیف کی فہرست میں شریک ہو جانے دیجے جو گمنامی کے پردہ میں چھپی ہوئی ہیں۔

میں اس نئی طرز میں کامیاب ہوا کہ متن میں زمانہ حال کے واقعات کا سلسلہ اور حاشیہ میں زمانہ گزشتہ کے حالات لکھے تاکہ ناظرین کو تطبیق کرنے کا بھی پورا موقع ملتا جائے اور بھی بہت سی یا چند ترکی سلطنت کی تاریخیں لکھی گئی ہوں لیکن مجھے اس سے بحث ہی نہیں ہے کہ کامل اور عمدہ تاریخ کونسی ہے اس کا فیصلہ ناظرین خود کرلیں گے۔ یہ خدا کا شکر ہے کہ جو ارادہ کیا تھا وہ پورا ہو گیا یعنی سلطان عبدالعزیز تک کل سلاطین آل عثمان کے واقعات زندگی قلم بند کر دیئے۔

بعہد سلطان عبدالعزیز شہید کے قرضہ۔ خرچ۔ سفر یورپ اور ابتری کی کیفیت چونکہ بوضاحت پہلے حصہ میں تھی چنانچہ اس مجلس نے روپئے کے سبب قلم انداز کر دی گئی۔ رہی سلطان مراد کی سلطنت اصل تو وہ صرف

طول کھینچتے کھینچتے کہیں ۱۸۸۱ء میں جاکے یہ بات قرار پائی کہ اگر تھسلی یونان کو دید یا جائے گا تو کچھہ خطرہ کی بات نہوگی کیونکہ اگرچہ وہ صوبہ زرخیز ہے تو بھی اس کے جانے سے سلطنت کا کوئی دوسرا بازو ضعیف نہیں ہوسکتا۔ اس بناپر سلطان نے یہ رضامندی ظاہر کی کہ تھسلی اور ایپرس کا بہت بڑا حصہ یونان کو دیدیا جائے۔ پہلے تو یونان نے کچھہ حیل و حجت کی لیکن آخرکار رضامند ہوگیا اور باہم دونوں سلطنتوں میں سمجھوتہ ہوکے یہ معاملہ رفع دفع ہوگیا۔ سلطان جانتے تھے کہ اس وقت یونان سے جنگ کرنے میں کوئی فائدہ نہیں ہوگا اگرچہ یہ بات یقینی ہے کہ فتح ترکوں ہی کی ہوگی لیکن یورپ اس فتح سے سلطان کو کوئی فائدہ نہ اُٹھانے دے گا پھر کیا فائدہ کہ اپنی پریشان حالت میں نئی مصیبت مول لی جائے۔

ان مشکلات کے زمانہ میں جو اندر اور باہر پیدا ہوگئی تھیں ایک عجیب و غریب شخص ترکی میں واپس آیا۔ یہی شخص تھا جس کے ہاتھہ میں آغاز جنگ میں حکومت کی باگ تھی اس کا نام مدحت پاشا تھا مگر ۵ار فروری ۱۸۷۷ء کو یہ شخص جلاوطن کردیا گیا تھا ۱۸ مہینے اسے یورپ میں رہتے ہوئے گزر گئے تھے

چند مہینے ہوئے دوسرے اس کا بھی مختصر تذکرہ حصہ اول حمیدیہ میں آچکا ہے۔ اب میں حاشیہ کو یہیں ختم کرتا ہوں اور انشاء اللہ آیندہ سے وہی واقعات درج ہوں گے جو سلطان حال کے زمانہ حکومت میں واقع ہوئے۔ پہلے خیال تھا کہ اور بھی تفصیل کے ساتھ ترکی کے حالات بیان کئے جاتے لیکن عبارت طویل اور کتاب ضخیم ہوجاتی اور لوگ پڑھتے پڑھتے گھبرا جاتے اس لئے اختصار ہی پر قناعت کی۔ میرا خیال ہے کہ ۳۱ دسمبر ۱۹۰۲ء میں حمیدیہ حصہ سوم بالکل ختم کردوں گا تو اس صورت سے تینوں جلدیں حمیدیہ کی پوری ۴۸ جزو یا ۷۶۸ صفحے کی ہونگی یہ ضخامت بھی کچھہ کم نہیں ہے اور ایک تاریخ کے لئے بہت کافی ہے۔ بہرحال جو کچھہ ہے اُسے ناظرین کے آگے پیش کردیا ہے باقی وہ جانیں اور ان کا کام۔

سپردم بتو مایۂ خویش را　　　تو دانی حساب کم و بیش را

حاشیہ ختم ہوا

آج کل وہ پیرس میں تھا کہ ترکی ایلچی نے اُسے بماہ ستمبر ۱۸۷۸ء سلطان المعظم کا ایک خط دیا جس میں یہ لکھا تھا کہ تم واپس آؤ اور اپنی سابق کی جگہ پر کریٹ چلے جاؤ۔

یہ شقہ سلطانی دیکھتے ہی مدحت پاشا پیرس سے روانہ ہو کے کریٹ پہنچا اور یہاں اپنے بال بچوں سے آ کے ملا۔ جو اُس کی جلاوطنی کے زمانہ میں کریٹ میں مقیم تھے۔

اگرچہ سلطان المعظم کو اس پاشا پر کچھ زیادہ بھروسہ نہ تھا لیکن پھر بھی اُسے گورنر سمرنا کر دیا گورنر ہو کے مدحت پاشا نے اس کامیابی سے حکومت کی اور ایسا اچھا انتظام کیا کہ رعیت خوشحال ہو گئی۔ دو سال کامل گزر چلے تھے کہ یکایک ترکی اور آسٹریا میں پیچیدگی واقع ہو گئی۔ بات یہ تھی کہ آسٹریا نے بوسنیا اور ہرزیگوینا پر حملہ کیا اور بغیر خون کی بوند گرائے ان صوبوں پر قبضہ کر لیا سلطان المعظم نے سوچا کہ اگر جنگ کی جاتی ہے تو سوائے مسلمانوں کی بربادی کے اور کچھ حاصل نہو گا دوسرے برلن کی کانفرنس فیصلہ کر چکی ہے کہ یہ صوبے آسٹریا کو دیدیئے جائیں اس لئے خاموشی بہتر ہے سلطان نے ایک سپاہی بھی آسٹریا کو خارج کرنے کے لئے روانہ نہ کیا اور دوستانہ تعلقات میں کسی قسم کی پیچیدگی نہیں ڈالی۔ جب آسٹریا نے یہ دیکھا کہ سلطان آشتی کی طرف مایل ہیں اس نے اپنی فوجیں واپس ہٹا لیں اور جو جھگڑا عیسائیوں اور مسلمانوں میں ہوا تھا اس کا تصفیہ بھی ہو گیا۔

ملک میں یکایک ایک جدید پریشانی کا دروازہ کھل گیا۔ ابھی مدحت پاشا کو صرف دو ہی سال گورنری کرتے ہوئے تھے کہ قسطنطنیہ میں یہ افواہیں گرم ہونے لگیں کہ سلطان عبدالعزیز کے قاتلوں کا پتہ لگ گیا ہے۔ اس افواہ سے چند بڑے بڑے ترکی حکام کانپ اُٹھے۔ آخر ان افواہوں کی تصدیق ہوئی اور بیان کیا گیا کہ سب سے پہلا قاتل مدحت پاشا ہے۔ چنانچہ سمرنا میں وہ فوراً گرفتار ہو کے قسطنطنیہ لایا گیا اور اس کے ساتھ اور بھی گرفتاریاں عمل میں آئیں۔ کثرت سے شہادتیں بہم پہنچائی گئیں مگر چونکہ پانچ سال کا زمانہ عبدالعزیز کو ہو چکا تھا اس لئے شبہہ تھا کہ آیا مجرموں پر اثبات جرم ہو سکیگا یا نہیں۔ غرض مقدمہ کی کارروائی شروع ہوئی اور ۲۷ جون ۱۸۸۱ء میں اس کا آغاز ہوا۔ یہ بات دیکھنے کی ہے کہ اس مقدمہ کی تحقیق کھلی عدالت میں ہوئی تھی اور کل کارروائی قانونی اصول پر کی جاتی تھی اور ہر شخص کو اجازت تھی کہ وہ مقدمہ کی سیر دیکھ سکے۔ ترکی تاریخ میں اس طرح علانیہ مقدمہ کی تحقیق ہونا یہ بالکل نئی بات تھی۔ دُوَل خارجہ کے اخبارات کے نامہ نگار بھی موجود تھے۔

تین دن تک مقدمہ کی کارروائی جاری رہی - اور ملزموں پر فرد قرارداد جرم لگ گئی - مختلف لوگوں پر مختلف جرائم قایم کئے گئے مگر سزائے موت سب کو یکساں دی گئی - جب اس عدالت کا فیصلہ سلطان کے آگے بڑھا گیا تو آپ نے سزائے موت کو جلاوطنی سے بدل دیا کیونکہ سلطان رقیق القلب بہت ہیں اور کسی کو سزائے موت دینی نہیں چاہتے - ابھی اس جھگڑے کا فیصلہ نہوا تھا کہ مصر کا جھگڑا چھڑ گیا - عربی پاشا جو مصری فوج کا ایک افسر تھا اپنی گورنمنٹ سے بگڑ گیا - اور بات یہ تھی کہ وزیر کی موقوفی فوج اور اس کے افسر چاہتے تھے - عربی پاشا کی وجہ سے فوج میں بھی بغاوت کی روح پھونک گئی - اب عربی پاشا کے پاس بارہ ہزار سے اٹھارہ ہزار فوج جمع ہو گئی - بہت کچھ عربی پاشا سے گفت و شنید ہوئی اس نے کہا کہ میں کچھ نہیں چاہتا صرف میری یہ خواہش ہے کہ ریاض پاشا وزیر اعظم موقوف کر دیا جائے -

سلطان المعظم کی گورنمنٹ اس وقت مصر میں کچھ دست اندازی کرنی نہیں چاہتی تھی صرف اس نے اخلاقی طور پر دو کمشنر علی نظام پاشا اور علی فواد پاشا کو مصر بھیجا تاکہ سمجھا بجھا کے باہم فیصلہ کر دیں - یہ کمشنر صرف بارہ روز مصر میں رہے - خدیو نے ان کے ساتھ بہت سرد مہری کا برتاو کیا اور فرانس و انگلستان اُن کے آنے سے اس قدر ناخوش ہوئے کہ دونوں سلطنتوں نے ایک ایک آہن پوش جہاز اپنا اسکندریہ بھیج دیا کہ جب تک کمشنر مصر سے چلے نہ جائیں یہ جہاز اسکندریہ پر لنگر انداز رہیں - آغاز جنوری میں فرانس اور انگلستان نے خدیو کو لکھ کے بھیجا ہم تمہاری مدد کے لئے موجود ہیں کچھ پروا کی بات نہیں ہے - اس تحریر نے لوگوں کو پریشان کر دیا اور لوگ خیال کرنے لگے کہ مصر کا حال بھی ٹونس کا سا ہو جائے گا - ادہر سلطان المعظم نے اپنے ایلچیوں کو لکھا کہ تم اس بات پر زور دینا کہ مصر کے اندرونی معاملات میں دست اندازی سخت ناانصافی ہے -

مشکلات روز بروز ترقی پذیر تھیں - عربی پاشا جو فوج میں معمولی عہدہ دار تھا اب وزیر جنگ بن گیا تھا ادہر قوم کا میلان اس کی طرف بہت پایا جاتا تھا اور وہ رفتہ رفتہ خوفناک دشمن بنتا جاتا تھا - فرانس اور انگلستان نے ادہر تو سلطان کے اصرار کا جواب دیا اور ادہر ایک یورپی مجلس کر کے اس کے متعلق گفتگو کی کہ کیا کرنا چاہئے -

چنانچہ بمقام قسطنطنیہ ۲۳ جون معاملات مصر پر غور کرنے کے لئے دُوَل یورپ کے وکلا جمع ہوئے -

اس جلسہ کا نتیجہ کچھ بھی نہ ہوا سلطان کا تو یہ خیال تھا کہ جہاں تک ہو سکے ایسی ہر کارروائی کو بگاڑ دینا چاہئے جس سے میرے شاہی حقوق میں رخنہ پڑنے کا اندیشہ ہو۔

قاہرہ کی حالت بدتر سے بدتر ہوتی چلی گئی۔ اپریل ۱۸۸۲ء سے کوئی مستقل گورنمنٹ کی صورت نہ رہی تھی۔ تین لاکھ پونڈ جنگی تیاری کے لئے صرف کر دیئے گئے تھے۔ اسی طرح اندھا دھند خرچ کیا جا رہا تھا۔ وزیر جنگ کو قتل کرنے کی سازش کی گئی اور اس کا راز کھل گیا۔ پچاس سے زیادہ لوگوں کا کورٹ مارشل ہوا اور وہ سب سوڈان میں جلاوطن کر دیئے گئے۔ عربی پاشا کی ہر دلعزیزی میں روز بروز زوال آتا گیا اور جس طرح سلطان پاشا ایک بینی و دوگوش کے ساتھ رہ گیا اس طرح عربی پاشا نے بھی منہ کی کھائی۔ جب معاملات کی حالت یہاں تک برباد ہوئی تو فرانس اور انگلستان نے جنگی جہازوں کے مشتمل بیڑے اسکندریہ پر روانہ کئے۔

۲۰ مئی کو دونوں دولتوں کے جنگی بیڑے اسکندریہ پہنچے انگریزی اور فرانسیسی کونسل جنرلوں نے خدیو سے ان جہازوں کے آنے کا استفسار بیان کیا۔ پھر عربی پاشا نے ذرا پلٹا کھایا اور اعلان دیا کہ ہم اپنے بندروں میں یورپی جہازات نہیں آنے دیں گے اور اس لئے ہم فوجیں روانہ کرتے ہیں تاکہ جہازوں کو آنے سے روک دیں۔ اِدھر عربی پاشا نے یہ اڑانا شروع کیا کہ انگریزی اور فرانسیسی جہازوں کا اس طرح آنا سلطانی حقوق کو غصب کرنا ہے اور میں سلطانی حقوق کی نگرانی کرتا ہوں۔ اور یہ بھی عربی پاشا نے بیان کیا کہ جب تک مشتملہ جنگی بیڑا نہ ہٹ جائے گا میں کوئی عہد و پیمان نہیں کرنے کا۔ جب حجت زیادہ بڑھی تو ۲۵ مئی انگریزی اور فرانسیسی ایجنٹوں نے مصری وزیر اعظم کو الٹیمیٹم دیا کہ عربی پاشا کو اور اس کے ساتھ عبدالعہد اور علی فہمی کو فوراً جلاوطن کر دیا جائے اور جلسہ وزرا استعفا داخل کر دے۔ محمود دیمع نے صاف انکار کیا کہ یہ نہیں ہو سکتا مگر وزرا کے خلاف خدیو نے الٹیمیٹم کو قبول کر لیا۔ یہ دیکھ کے جلسہ وزرا نے فوراً استعفا داخل کر دیا۔ خدیو نے غیر معمولی سرگرمی سے سلطنت کی باگ اپنے ہاتھ میں لیلی۔ شریف پاشا کو طلب کر کے حکم دیا کہ فوراً ایک جدید جلسہ وزرا کو قائم کر۔ پھر توفیق پاشا خدیو مصر نے جلسہ علما جمع کیا۔ اور انہیں سمجھایا کہ انگریزوں اور فرانسیسوں کی تجویز محض دوستانہ ہے آئندہ سے میں براہ راست اپنے ہاتھ میں لشکر کی باگ لیتا ہوں۔

اس جلسے نے جس میں علما اور اعلیٰ حکام شریک تھے خدیو نے اتفاق رائے نہیں کیا اور بیان کیا کہ ہم غیروں کو اپنے گھروں میں دخل دینا نہیں چاہتے۔ اسی اثناء میں اسکندریہ کے فوجی افسروں نے خدیو کو تار دیا کہ ہم سوائے عربی کے اپنا جنگی افسر دوسرے کو بنانا نہیں چاہتے اس سوچنے کے لئے تمہیں صرف بارہ گھنٹے کی مہلت دی جاتی ہے ادہر قاہرہ میں سلطان پاشا کے محل میں ایک بڑا طوفانی جلسہ ہوا اور جس میں یہ طے پایا کہ عربی پاشا فوج کا افسر بنایا جائے۔ اس تجویز کو خدیو کے پاس بھیجا خدیو نے فوراً انکار کردیا کہ میں عربی پاشا کو سپاہ سالاری دینا نہیں چاہتا۔ خدیو کے اس انکار سے تمام مصر میں غصہ کی آگ بھڑک گئی۔ اب جو یورپی قاہرہ اور اسکندریہ میں رہتے تھے انہیں اپنی جانوں کے لالے پڑ گئے۔ اور وہ اِدہر اُدہر بھاگنے لگے۔ انگریزی جہازوں کی قوت روز بروز بڑہتی جاتی تھی اور اب ایک معقول بیڑا متعدد جہازوں کا ہوگیا تھا۔

مشتملہ بیڑا اسکندریہ کے بندر پر لنگر انداز تھا۔ اس کے بحری افسر دیکھ رہے تھے کہ سامنے خوب سرگرمی سے قلعہ بندی ہورہی ہے اور مصری فوجیں جنگ کی تیاری کر رہی ہیں۔ امیر بحر سیمور نے لکھ کے بھیجا کہ مورچہ بندی کا کام فوراً بند کردیا جائے۔ چوبیس گھنٹے کی مہلت دی جاتی ہے ورنہ گولہ باری شروع ہوجائے گی اس نوٹس کا مصریوں پر کچھ اثر نہ ہوا۔

۱۱ر جولائی ۱۸۸۲ء کو انگریزی آٹھ جنگی جہازوں سے گولہ باری شروع ہوئی مگر فرانسیسی جنگی بیڑے نے گولہ باری سے انکار کردیا اور وہ وہاں سے ہٹ کے بندر سعید پر چلا آیا۔ مگر انگریزی بیڑہ نے شہر پر گولہ باری شروع کی مصریوں نے اس کا جواب دیا۔ حربوں کے تمام مورچے منہدم ہوگئے اس سے مصریوں کا دل چھوٹ گیا اگرچہ مصریوں نے نہایت دلیری سے جنگ کی لیکن کچھ نتیجہ نہ نکلا صبح تک شہر پر گولہ باری ہوتی رہی جبکہ امن طلبی کا ایک جھنڈا لہرانے لگا اس وقت آگ بند ہوئی۔ انگریزی بحری افسر چاہتا تھا کہ معزز شرطوں پر فیصلہ ہوجائے اور سامنے سے ایک کشتی بھی آتی ہوئی نظر آتی تھی مگر تھوڑی دیر کے بعد معلوم ہوا کہ مصری صلح کرنا نہیں چاہتے یہ ترکیب انہوں نے کچھ مہلت حاصل کرنے کے لئے کی تھی۔ اسی اثناء میں مصری پیچھے ہٹ گئے اور جو لوگ انگریزی بیڑے کی طرف سے عہد و پیمان کرنے گئے تھے وہ واپس چلے آئے کہ مورچوں میں کوئی آدمی ہی نہیں ہے ہم عہد و پیمان کس سے کریں۔ نہ سپاہی تھے نہ حکام۔ جانے سے پہلے عربی پاشا جیل خانہ کو توڑ دیا تھا اور شہر میں سخت بے انتظامی پیدا

ہو گئی تھی۔ ان لوگوں نے شہر کے یورپی حصہ میں آگ لگادی جو جل کے خاکستر ہو گیا۔ اسکندریہ کی حالت دو روز تک بہت خراب رہی اس عرصہ میں دو ہزار یورپین بالکل برباد کر دیئے اور مار ڈالے گئے۔ گولہ باری کے وقت بیچارہ خدیو اپنی جان بچائے محل راس التین میں چھپا رہا پانسو بحری سپاہی محل کے دروازہ پر پہرہ دے رہے تھے۔ اب خدیو نے یہ اعلان دیدیا کہ عربی پاشا باغی ہو گیا ہے۔

لارڈ چارلس برا سفورڈ بحری فوج کا ایک دستہ لیکے شہر میں اترے اور امن امان قائم کیا۔ اس کے بعد کثیر تعداد انگریزی فوج جنرل سرگارنٹ وہ لسلے کی ماتحتی میں اتار دی گئی چونکہ ترکوں اور فرانسیسیوں نے جنگ میں شامل ہونے سے انکار کر دیا تھا اس لئے اب صرف انگریزوں ہی کو باغی مصری فوجوں سے مقابلہ کرنا پڑا۔

۱۵ اگست کو انگریزی اور مصری فوجوں میں جنگ شروع ہوئی جس میں انگریز غالب رہے۔ دشمن بھاگ گیا پانچ توپیں اور بہت سامان رسد ہاتھ لگا۔ ۹ ستمبر عربی پاشا اپنے لشکر گاہ سے ہٹ کے صلاحیہ کی طرف پیچھے ہٹ گیا اس وقت اس کے پاس آٹھ ہزار آدمی تھے۔ یہاں بھی اُسے شکست ملی اور وہ اپنی مورچہ بند مقامات پر چلا گیا اب سرگارنٹ ویسلے نے بھی اپنا لشکر گاہ تبدیل کر دیا اور عربی پاشا کے قریب لا جمایا۔

دشمن کی تعداد اس وقت انگریزی سپاہ سالار کو پوری پوری معلوم ہوئی کہ اس کے پاس گیارہ ہزار پیدل دو ہزار سوار اور ساٹھ توپیں ہیں۔ اس نے اس فوج پر حملہ کرنا چاہا۔ آدھی رات کو شب خون مارنے کے لئے انگریزی فوجیں روانہ ہوئیں اور جب الکبیر کے مقام پر پہنچیں تو مصریوں کو معلوم ہو گیا۔ مصری تیار ہوتے رہے کہ انگریزی فوجیں سر پر جا پہنچیں اور سنگین بازی ہونے لگی۔ شکست کھا کے مصری قاہرہ کی طرف بھاگے۔ ہندوستانی فوج نے بھی دو ایک مقامات پر حملہ کیا آخر عربی پاشا گرفتار کر لیا گیا۔ ۱۵ اگست کو انگریزی سپاہ سالار نے قاہرہ کو اپنا لشکر گاہ بنایا۔ فساد جاتا رہا اس لئے کہ عربی پاشا کی بغاوت کا خاتمہ ہو چکا تھا۔

انگریزوں کا نقصان یہ ہوا۔ گیارہ افسر اور تینتالیس سپاہی مقتول بائیس افسر اور تین سو سپاہی مجروح۔ فساد رفع ہونے کے بعد خدیو قاہرہ واپس آئے۔ شہر میں امن قائم رکھنے کے لئے لارڈ وہ لسلے نے دس ہزار سے بارہ ہزار فوج چھوڑ دی۔ اور باقی کی فوج انگلستان اور ہندوستان روانہ ہو گئی۔

لارڈ ڈفرن حکم پا کے قسطنطنیہ سے سیدھے قاہرہ آ پہنچے اور عربی پاشا کا مقدمہ پیش ہوا عربی پاشا
مجرم قرار دیا گیا اور خدیو کے حکم سے اس کو جلا وطن کر دیا گیا۔

یہ ہو ہی رہا تھا کہ یکایک یورپ ان خبروں سے چونک پڑا کہ شرقی رومیلیا میں فساد ہو گیا وجہ یہ تھی کہ
امیر بلغاریہ کا اس پر دانت تھا ادھر سرویا اور یونان اس پر قبضہ کرنا چاہتے تھے کہ باب عالی نے دوَل
یورپ کو دعوت دی کہ یہ ریاستیں باہم جوتی بیزار کر رہی ہیں ان کا فیصلہ ہونا چاہئے ادھر ترکوں نے
جنگی تیاری شروع کر دی وہاں یہ گل کھلا کہ سرویا نے بغیر کسی جنگ کے بلغاریہ پر حملہ کر دیا۔ سرویا کی
فوجوں کا سپاہ سالار شاہ میلان تھا اور بلغاریہ کی کمان خود شہزادہ فرڈی نینڈ کر رہا تھا پہلی لڑائی
میں تو سرویا والوں کو فتح ہو گئی لیکن آخر بتاریخ ۱۷ نومبر بلغاریوں نے انہیں بھگا دیا۔ ایک مہینہ کے
بعد دونوں میں نامہ و پیام ہو کے صلح ہو گئی اور مارچ میں دونوں سلطنتوں کے دستخط ہو گئے۔

ادھر ابھی جنگ نہ ہوئی تھی کہ یونان نے دوَل یورپ کو لکھ دیا کہ اگر شرقی رومیلیا بلغاریہ کو دلوا دیا تو
ہزاروں آدمیوں کا خون بہ جائے گا اور میں اپنی جان تک کھو دونگا۔ یہ لکھ کے یونان نے بحری اور بری
تیاری شروع کر دی۔ روسیہ نے تجویز کی یونان۔ بلغاریہ اور سرویا تینوں ریاستوں سے ہتیار لیلئے جائیں
اس پر سرویا اور یونان نے صاف انکار کر دیا مگر بلغاریہ نے یہ جواب دیا کہ میں شرطیں کر کے ہتیار دیتا ہوں
انگلستان نے پھر یہ تجویز کی ہم کوئی بحری حملہ تجھے ترکی پر نہ کرنے دیں گے۔ ۲۴ جنوری کو ایتھنس میں
دوَل یورپ کی طرف سے یونان کو نوٹ پیش کیا گیا۔ یونان نے ایک نہ سنی اور ایک بیڑہ جہازات روانہ
کر دیا انگریزوں نے جنگی جہاز بھیجے کہ یونانی جہازوں کو حملہ نہ کرنے دیں۔ ترک سخت پریشان تھے کہ کیا
ہونا چاہئے کسی طرح فیصلہ ہی نہیں ہوتا۔

بلغاریہ میں بتاریخ ۲۱ اگست ایک عجیب واقعہ ہوا۔ چند مسلح افسر محل ایلگزینڈر میں چلے گئے اور زبردستی
اس دستاویز پر جس میں لکھا تھا کہ میں نے تخت چھوڑا دستخط کرا لئے۔ جب یہ کامیابی ہو گئی تو روسیہ کی
بن آئی فوراً اس کے افسر آ موجود ہوئے اور صوبے کی طرف سے حکومت قایم ہو گئی۔ جب بیچارہ ایلگزینڈر
کو دیس نکالا ملا تو فوج نے اپنے بادشاہ کو طلب کیا۔ اور ان افسروں کو قید کر لیا جنہوں نے
زبردستی دستخط کرائے تھے اس کے بعد ایلگزینڈر صوفیہ واپس چلا آیا۔ روسیہ اس شاہ کے مخالف
ہو گیا جب اس نے یہ دیکھا فوراً تخت سے علیحدہ ہو گیا کہ "لینا ایک نہ دینا دو" کون مصیبت میں پڑے

اس کے علیحدہ ہوتے ہی فوراً صوبہ کی گورنمنٹ قایم ہو گئی۔ ڈنمارک کا شہزادہ کونسل کا میر مجلس تجویز کیا گیا لیکن اس کے باپ نے انکار کر دیا کہ میں بلغاریہ کی بادشاہت سے اپنے بیٹے کے لئے باز آیا۔ پھر سیکز میری کو برگ کے شہزادہ سے درخواست کی گئی اس نے قبول کر لی۔ آسٹریا نے اس انتخاب کو پسند کیا لیکن روسیہ انکار کرتا ہی رہا مگر تو بھی تنہا روسیہ کی کچھ نہ چلی اور شہزادہ فرڈی ننینڈ تخت پر بٹھا دیئے گئے۔

۱۸۹۴ء میں یہ خبریں گرم ہوئیں کہ ترکوں نے عیسائیوں کو قتل کر ڈالا۔ مبالغہ سے بہت کچھ کام لیا گیا حالانکہ اس آرمینیا کے فساد کی اصل کچھ بھی نہ تھی۔ بماہ اکتوبر یورپ میں جو خبریں پہنچی تھیں وہ یہ تھیں کہ ترکوں نے چھ ہزار عیسائی قتل کر ڈالے اور بہت سے گاؤں جلا دیئے۔ سب سے پہلے آرمینیوں نے بارہ کردوں کو قتل کر ڈالا اور ایک تار برقی اس واقعہ کے متعلق قسطنطنیہ روانہ کی وہاں سے یہ جواب آیا کہ چاروں طرف فوجیں بھیج کے بہت جلد انتظام کرو۔ عیسائیوں کا بیان ہے کہ فوج نے بجائے امن قایم کرنے کے خونریزی کی اور عیسائیوں کو بالکل برباد کر دیا۔

غرض برطن اعظم۔ فرانس اور روسیہ کے قایم مقاموں نے ایک جلسہ کیا اور سب کا یہ مشورہ ہوا کہ ترکوں پر زور ڈالا جائے کہ آپ عہد نامہ برلن کے مطابق کیوں نہیں مسیحی رعایا میں امن قایم کرتے۔ اور ان کے ملکی حقوق کے دینے میں کیوں کوتاہی کر رکھی ہے۔

بہت کچھ عیسائیوں کے قتل عام میں دُوَل یورپ کے وکلاء نے تحقیقات کی مگر نتیجہ ان کے حسب منشاد نہیں نکلا۔ ریوٹر نے یہ بات اڑائی کہ ترکی حکام نے تحقیق میں سخت سخت مزاحمتیں ڈال دی تھیں اس لئے دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی الگ نہ ہو سکا۔ کمیشن نے جو کچھ تحقیق کی وہ سلطان المعظم کی خدمت میں بھیج دی گئی اور آپ نے جلسہ وزراء کے سپرد کر دی۔

پھر ۱۱ رمئی ۱۸۹۵ء میں فرانسیسی۔ انگریزی اور روسی سفیروں نے کچھ تجاویز باب عالی میں پیش کیں اور ان تجاویز کو۔ جرمنی۔ آسٹریا اور اطالیہ نے پسند کر لیا۔ ان تجاویز میں آرمینیا کی اصلاح مدِّ نظر رکھی گئی تھی۔

خیال یہ کیا گیا تھا کہ دُوَل یورپ نے جو تجویزیں اصلاح کے متعلق پیش کی ہیں انہیں سلطان المعظم محض اپنی رحم دلی۔ رعایا پروری اور دوستی کی بنا پر ضرور مان لیں گے اور ان کا عملدرآمد فوراً جاری

ہو جائے گا مگر ترکوں نے بہت سی باتوں میں تامل کیا اور اصلاحوں کو عملی صورت میں لانے کے لئے چونکہ زیادہ عرصہ درکار تھا اس لئے دیر بہت لگ گئی۔ ادھر دُوَل یورپ یہ خیال کر رہی تھیں کہ جب تک آرمینیا کا کل ملک یورپ کی نگرانی میں نہ آجائے گا آرمینیوں کی اصلاح ممکن نہیں۔

ابھی تک اس مسئلہ پر غور کر رہے تھے کہ یورپ کا یورپ آغاز اکتوبر میں قسطنطنیہ کی بغاوت سے چونک اٹھا۔ کردستان سے فساد کی چنگاری اڑی اور آناً فاناً میں قسطنطنیہ میں اس سرے سے اُس سرے تک آگ لگادی اور قتل وغارت کا بازار خود ییلدز کوشک کی آنکھوں کے سامنے گرم ہوا بماہ دسمبر بکثرت ارمنی بطریق کے مکان پر جمع ہوئے اور اپنا یہ خیال ظاہر کیا کہ ہم اپنے ہاتھ سے سلطان المعظم کو عرضی دیں گے کہ جن رعایتوں اور حقوق کا آپ نے ہمارے لئے وعدہ کیا تھا وہ ابھی تک ہمیں نہیں ملے اور نہ ہمارے ملک میں اصلاحیں جاری ہوئیں۔ بطریق نے بہتیرا سمجھایا کہ ایسا مت کرو مگر انہوں نے نہ مانا اور آخر یہ مسلح جم غفیر وزیر اعظم سعید پاشا کے مکان کی طرف روانہ ہوا ابھی وزیر کے مکان کے پاس نہ پہنچا تھا کہ راستہ میں ثروت بے سے ملاقی ہوا جو جنگی پولس کے ساتھ آرہا تھا۔ اس پولس افسر نے کہا کہ تم تتر بتر ہو کے ادھر ادھر چلے جاؤ اور اگر تمہیں حضور سلطانی میں کوئی عرضداشت گزرانی ہے تو تم قاعدے کے مطابق اعلیٰ حکام کے ذریعہ سے بھیج سکتے ہو

یہ سنتے ہی آرمینیوں کے گروہ میں ایک جوش پیدا ہو گیا اور انہوں نے ترکی افسروں پر فیر کر دیئے۔ گولی سب سے پہلے میجر ثروت بے کو لگی اور پھر بہت سے پولس مین مجروح ہوئے۔ جہاں تک تحقیق کیا گیا پولس کی طرف سے کوئی حملہ نہیں کیا گیا لیکن جب آرمینیوں کی طرف سے پہل ہوئی تو پھر پولس نے بھی اپنی حفاظت کے لئے تلوار کا استعمال کیا جو آرمینیوں کے لئے بہت ہی خطرناک ثابت ہوا۔ طرفین کے مقتولین اور مجروحین کی تعداد تھوڑے سے وقت میں صدہا تک پہنچ گئی۔

دوسرے روز اس شورش میں اور بھی اضافہ ہو گیا۔ ترکی طلبہ کے گروہ کے گروہ جمع ہونے لگے اور آرمینیوں سے انتقام لینا چاہا ہزارہا پُرجوش مسلمان مسلح چلے آتے تھے۔ اور اس بات کی دھمکی دیتے تھے کہ قسطنطنیہ کی کل ارمنی آبادی قتل کر ڈالی جائے گی۔ ترکی فوجیں توپخانہ سے روانہ کی گئیں کہ ان جوشیلے مسلمانوں کو روکیں اور وہ قتل عام نہ کرنے پائیں۔ یہ فوجیں ابھی پہنچنے بھی نہ پائی تھیں کہ

صدہا ارمنی قتل کر ڈالے گئے تھے۔
اس فساد کے تیسرے دن چھ دُوَل عظام کے ایلچیوں نے وزارت پر زور دیا کہ ان فسادات کو روکنا چاہئے اور شہر میں امن قایم کرنے کی تدابیر کرنی چاہئیں۔ اس وقت سو مسلمان مفسد پولس کی نگرانی میں آچکے تھے اور قریب تین ہزار ارمنی عورتیں اور بچے اپنے بطریق کے گرجہ میں پناہ گزین ہو گئے تھے اور جب تک بالکل امن امان نہ ہوئی وہ گرجہ سے باہر نہیں نکلے۔
سلطان المعظم ان فسادات سے سخت خوفزدہ ہو رہے تھے انہوں نے عین زمانہ فساد پر پولس کے اعلیٰ افسر کو بلا کے یہ حکم دیا کہ بہت جلد اس کا انتظام کرو ورنہ ابھی جنگ عظیم کا دروازہ کھل جائے گا آپ نے فوراً ایک کونسل وزرا کو طلب کیا۔ آپ اُس کے میر مجلس بنے۔ اور پھر احکام جاری ہوئے کہ عمارات عامّہ کی نگرانی بڑی مستعدی سے کی جائے۔ مفسد پراگندہ کر دیئے جائیں اور انتظام فوراً ہو جائے۔
فساد کے رفع ہوتے ہی گرفتاریاں شروع ہو گئیں اور بہت جلد جیل خانے مجرموں سے بھر گئے ابھی پائے تخت میں فساد رفع ہی ہوا تھا کہ سلطنت کے دوسرے حصص سے مفسدہ کی خبریں گوش گزار ہونے لگیں۔ یورپ ہر چند چاہتا تھا کہ ترکوں کے خلاف آرمینوں کو مدد دے لیکن جب آرمینوں نے یہ غلطی کی کہ ترکی افسر کو گولی مار دی تو سخت افسوس کیا کہ ایسا کیوں کیا گیا
غرض کچھ ہوا فساد جاتا رہا اور قسطنطنیہ میں امن ہو گیا۔ سلطان المعظم نے امن ہوتے ہی سعید پاشا کو عہدۂ وزارت سے علیحدہ کر کے کامل پاشا کو اُن کی جگہ مقرر کر دیا۔ جن سے آیندہ ملک میں اصلاحوں کے پھیلنے کی بہت کچھ اُمّیدیں کی گئیں۔ ۱۷ اکتوبر کو باب عالی نے ایک فرمان جاری کیا کہ جن اصلاحوں کا وعدہ آرمینوں سے کیا گیا ہے اُن کے پورا کرنے کا حکم دیدیا گیا اور آیندہ سے عیسائیوں اور مسلمانوں میں کوئی فرق نہ سمجھا جائے گا۔
سب سے غمناک واقعہ آپ کی سلطنت کا معاملہ کریٹ ہی جو فی الواقع یورپ نے زبردستی چھین لیا اور سلطان کی عقلمندی تھی کہ آپ نے جنگ نہیں کی۔ پھر بجائے ایک جہاز کے سفیروں کے دو دو جہاز ہونا اِدھر ڈاک خانوں کا جھگڑا غرض یہ ایسی باتیں ہیں کہ ترکی جیسی سلطنت میں روز پیش آنی چاہئیں۔ اس میں کوئی بھی کلام نہیں کر سکتا کہ سلطان المعظم نے جب تخت پر قدم رکھا ہے

تو آپ کے آگے ایک مُردہ سلطنت پیش کی گئی تھی اور کوئی عاقل مدبر یہ امید نہیں کر سکتا تھا کہ سلطان اس کے زندہ کرنے میں کامیاب ہوں گے مگر خداوند تعالٰی نے آپ کی مدد کی اور آپ جلد کامیاب ہوئے اور سلطنت کے مُردہ جسم میں فی الواقع روح پھونک دی۔

سلطنت اب مُردہ نہیں ہے بلکہ زندہ ہے اور اس کے زبردست قوی سے معلوم ہوتا ہے کہ زندگی دیرپا ہے۔

سلطان المعظم پر سب سے زیادہ یہ الزام ہے کہ تمام ترکی سلاطین میں ایک یہی سلطان ہیں جنہوں نے یورپی بنکوں میں اپنا روپیہ جمع کیا ہے اور ہمیشہ جو کچھ جیب خرچ سے بچتا ہے جمع کرتے رہتے ہیں صحیح تعداد تو اس رقم کی نہیں معلوم لیکن ہے کروڑوں ہی۔ داماد پاشا جب اپنے بچوں کو لیکے پیرس بھاگا ہے تو اس نے بھی یہی اعتراض کیا تھا کہ سلطان کو چونکہ اپنی رعایا پر بھروسہ نہیں ہے اور سلطان اپنے کو غیر سمجھتا ہے اس لئے یورپ میں روپیہ جمع کر رہا ہے کہ اگر سلطنت ہاتھ سے جاتی رہی تو زندگی بھر آرام سے بیٹھ کے کھاؤں دوسرا خیال یہ ہے کہ میرے بعد بچوں سے بدسلوکی کی جائے تو انہیں روٹیوں کی پرواہ نہ رہے غرض اسی قسم کے فرضی الزام ہیں جو سلطان کی ذات پر چسپاں کئے جاتے ہیں مگر ہمارے خیال میں یہ بات نہیں ہے کیونکہ سلطان ایک بیدار مغز شخص ہے اور یہ ممکن ہے کہ اس میں انسانی کمزوریاں بھی بہت سی ہیں لیکن پھر بھی خداوند تعالٰی نے اس کا عجیب دل و دماغ بنایا ہے۔ بے شک اس کا روپیہ یورپ کے مختلف بنکوں میں ہے اور یہ ممکن ہے کہ اس کی وہ اغراض بھی ہوں جو مخالفوں نے بیان کی ہیں اور جن کا ذکر ہم اُوپر کر آئے ہیں مگر بڑی غرض یہ ہے کہ اپنی ساکھ بندھی رہے اور ضرورت کے وقت مہاجن سلطنت کو روپیہ دینے میں نہ جھجکیں کیونکہ سلطان شہید کے وقت سے ترکی ساکھ بالکل جاتی رہی تھی اور مہاجن ترکی کو قرض دینے سے کانوں پر ہاتھ رکھتے تھے لیکن اب وہ بات نہیں ہے۔ مہاجن خود درخواست کرتے ہیں کہ ہم سے روپیہ لیلو اور اس ساکھ سے یہ بہت بڑا فائدہ ہوا کہ سلطان المعظم نے کمی سود پر روپیہ قرض لیکے پہلے قرضخواہوں کو چکا دیا اور اس طرح لاکھوں پونڈ سالانہ کا فائدہ ترکی کو ہو گیا۔

جس شخص نے سلطان عبد العزیز شہید کے زمانہ میں قسطنطنیہ دیکھا ہے اور وہ اب جاکے دیکھے تو اُسے

بتین فرق نظر آئے گا۔ بیسیوں بازار اور پبلک عمارتیں نئی بنی ہوئی پائے گا۔ عدالتوں اور ڈاکخانوں
کا انتظام مثل یورپ کے اعلیٰ درجہ کا ملاحظہ کرے گا۔ صنعت و حرفت کے کارخانے جابجا اس کی
نظر پڑیں گے۔ شفاخانے۔ مدارس اور تار گھر جگہ جگہ پر پائے گا۔ اخبارات روزانہ کی کثرت اور
ترکوں کا شوق سے اخباروں کو راستہ میں پڑھتے ہوئے جانا اور تمام علوم سے واقفیت کا
ہونا اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ بے شک سلطان المعظم نے اپنی سلطنت میں جان ڈال دی ہے
جب میں حیدر آباد میں تھا تو مجھے ایک عیسائی نے اپنے کسی پادری کی ایک رپورٹ دکھائی تھی جو
بغداد سے اس نے بھیجی تھی اس نے اپنے سفر ایران و ترکی کا حال لکھا تھا جس کا مختصر خلاصہ میں
درج ذیل کرتا ہوں ”اس نے لکھا کہ جب تک میں نے ایرانی عملداری میں سفر کیا مجھے یہی نہیں معلوم
ہوا کہ یہاں کسی کی حکومت بھی ہے یا نہیں۔ قانون اور انصاف کا نام و نشان نہ پایا۔ سوائے
سنسانی۔ پریشانی اور ظلم کے کچھ نہیں دیکھا مگر جب میں ترکی عملداری میں آیا تو مجھے ایک
زبردست عملداری محسوس ہونے لگی یعنی جب میں ایک کارواں سرائے میں اترا تو فوراً
ایک ترکی سوار میرے پاس آیا اور مجھ سے کہا کہ میرے اعلیٰ حاکم نے مجھے حکم دیا ہے کہ جب
تک آپ یہاں رہیں میں آپ کی خدمت میں حاضر رہوں اور نگرانی کرتا رہوں کیونکہ آپ
پردیسی ہیں اور یہ مسلمانوں کا گاؤں ہے مبادا آپ کو کچھ تکلیف پہنچے۔ یہ دیکھ کے میں
بہت خوش ہوا اور میں نے اس کا آنا غنیمت جانا۔ جہاں میں ٹھیرا ہوا تھا یہ ایک چھوٹا سا
گاؤں اور ڈھائی تین ہزار سے زیادہ بستی نہ تھی۔ علی الصباح میں اٹھا اور کچھ عربی کی انجیلوں
وعظوں اور پند و نصائح کی ایک گٹھری اپنے آدمی کے سر پر رکھی اور بستی میں جا کے ایک ایک
کتاب تقسیم کردی ترکی سوار اس عرصہ تک میرے ساتھ رہا مگر اس نے نہ زبان سے اور نہ اشارہ
کنایہ سے میری تقسیم کتب میں مداخلت کی اور نہ لینے والوں کو روکا غرض میں بانٹ بونٹ کے
واپس چلا آیا اور چونکہ میں اپنا کام کر چکا تھا اس لئے وہاں سے روانہ ہو کے دوسری بستی کی طرف
روانہ ہوا۔ ترکی سوار اپنی سرحد تک میرے ساتھ آیا جب اس کا علاقہ ختم ہو گیا تو مجھ سے اجازت
طلب کر کے چلا گیا اور دوسرے علاقہ کا دوسرا ترکی سوار اسی طرح آ موجود ہوا۔ میں نے اس
دوسری بستی کی کارواں سرائے میں قیام کیا صبح کو میرے آدمی نے مجھے اطلاع دی کہ ایک شخص

کسی چیز کی ایک گٹھری رکھا گیا ہے اور یہ کہا گیا ہے کہ پادری صاحب کو دیدینا میں نے جو اپنے کمرہ میں اس گٹھری کو منگا کے دیکھا تو سخت تعجب کیا کہ کیا چیز ہے کھلوا کے دیکھا تو معلوم ہوا کہ یہ وہی انجیلیں وغیرہ ہیں جو میں دوسرے گاؤں میں تقسیم کرآیا تھا۔ کوئی انجیل کم نہ تھی اور نہ کسی کتاب کا کوئی ورق میلا ہوا تھا مجھے حیرت ہوئی کہ کس عمدہ انتظام سے یہ انجیلیں ان لوگوں سے واپس لی گئیں خیر میں خفیف اور خاموش ہو کے چپکا ہو رہا۔ مگر اپنی کوشش میں بند نہیں ہوا یہاں بھی میں نے انجیلیں تقسیم کیں مگر پھر یہی کیفیت تیسرے گاؤں میں پہنچ کر ہوئی غرض ہر گاؤں میں عطائے تو بہ لقائے تو کا مضمون ہوتا رہا۔

(پادری صاحب کی رپورٹ کا خلاصہ ختم ہوا)

پہلی بے انتظامیوں کو دیکھئے کہ جب راستے لٹتے تھے اور اس انتظام کو ملاحظ کیجے کہ کیسا اچھا انتظام ہے اور قانون کی زنجیروں میں رعایا کو کیسا کس دیا ہے۔ اس سے انکار نہیں ہوسکتا کہ ترکی میں رشوت ستانی اور غداری کا مادّہ نہیں ہے بیشک رشوت خوار افسر موجود ہیں لیکن بہت کم۔ غدّار ہیں لیکن ان کی مثال بالکل آٹے میں نمک کی سی ہے اور اگر سلطان عبد الحمید خاں خدا ان کی عمر دراز کرے بیس سال بھی اور زندہ رہے اور کوئی عظیم الشان جنگ ہوئی تو آپ ملاحظ فرمالیں گے کہ ایسے افسروں کا سلطنت میں سے بیج مار دیا جائے گا اور سلطنت ایسی قوی ہو جائے گی کہ مثل قدیم زمانہ کے ہر یورپی سلطنت ترکوں کی دوستی کی خواہاں رہے گی۔

جو عظیم الشان ترقی ترکی نے موجودہ صدی میں کی ہے اُس کا اندازہ موجودہ اور گزشتہ عام حالت تعلیمی سے کیا جا سکتا ہے۔ اس صدی کے شروع تک سلسلۂ تعلیم بہت ناقص اور غیر منضبط تھا۔ صرف دو قسم کے مدارس تھے اول ابتدائی جسکو محلہ کہتے تھے جہاں صرف قرآن مجید اور اصول دین کی تعلیم ہوتی تھی اور دوسرے مدرسے یعنی تعلیم گاہ جہاں عربی۔ تفسیر۔ حدیث۔ شرع۔ فقہ۔ ادب۔ طبیعات اور فلسفہ کی تعلیم ہوتی تھی۔ ان مدارس میں بالخصوص ان علمار کی تعلیم ہوتی ہے جو ملک کے مختلف دیوانی اور مذہبی اور دیگر عہدوں پر مامور ہوتے تھے۔ بہت سے دیوانی عہدہ دار اپنے سلسلہ مدارج میں تعلیمی ڈگریاں حاصل کرتے تھے۔ اس سلسلۂ تعلیم میں کار آمد سائنس کے سیکھنے کا بہت کم موقع ملتا تھا اور تعلیم عملی کا تو کہیں پتہ و نشان نہ تھا خانگی تعلیم سے بیشک اس قسم کی ضرورتیں ایک حد تک رفع ہوتی تھیں مگر عوام الناس تعلیم سے بے بہرہ رہتے تھے۔ گو ترکی علم ادب اعلیٰ طبقہ میں ترقی پر تھا مگر باقاعدہ علوم کی اشاعت

بہت کم کی گئی تھی۔
سلطان سلیم ثالث۔ اور محمد ثانی کے زمانہ میں جو اصلاحات قومی ہوئیں ان سے فوجی اور طبی علوم فنون کی تعلیم کی ضرورت داعی ہوئی۔ اور اعلیٰ درجہ کا ملیٹری کالج بنام "مکتب حربیہ" اور طبی مدارس متعلقہ توپخانہ اور فوج قایم ہوئے۔ علاوہ بریں ان جدید مدارس کے قابل بنانے کے لئے خاص قسطنطنیہ اور دیگر سات فوجی صدر مقاموں میں ابتدائی مدارس "اعدادیہ" قایم کئے گئے۔ محمد ثانی کے عہد سلطنت میں نیول (بحری) کالج قایم ہوا جہاں ابتک علاوہ ترکی زبان کے انگریزی زبان بھی سکھائی جاتی ہے۔
یہ چار قسم کے مدارس ابتک قایم ہیں اور مدرسۂ حربیہ میں ایک شاخ اسٹاف کے افسروں کی اعلےٰ تعلیم و تربیت کی اضافہ کی گئی ہے۔ ان مدارس میں دس ہزار طالب علم زیر تعلیم ہیں۔ ملیٹری مڈیکل اسکول (فوجی طبی مدرسہ) میں ایک شاخ وٹرنیری سرجن کی تعلیم کے لئے ہے۔ حضرت سلطان عبد المجید والد مرحوم سلطان حال کے زمانہ سلطنت میں مدارس باقاعدہ و سلسلہ تعلیم کے لئے تمام سلطنت میں نہایت تاکیدی احکام نافذ ہوئے جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ دار الخلافۃ اور صوبہ جات میں ہزاروں مدرسے جاری ہیں۔ جن میں عربی۔ فارسی اور ترکی اور ضروری ابتدائی علوم و فنون کی تعلیم ہوتی ہے۔
سلطان عبد المجید اور سلطان عبد العزیز کے زمانہ سلطنت میں مصر۔ کریٹ۔ جبل اسود۔ تمام جنگ کریمیا وغیرہ بہت سے ایسے خلل انداز امن و امان واقعات صعوبت انگیز ہوئے جس سے ترکی کو علوم اور فنون کی ترقی میں بہت روک رہی تاہم سلطان عبد العزیز کے عہد سلطنت میں ایک اور قسم کا جنگی مدرسہ (رشیدیہ) فوجی نگرانی میں قایم کیا گیا۔ اس قسم کے مدارس سلطنت عثمانیہ کے کل حصّوں میں پھیل گئے اور اعلیٰ حضرت سلطان عبد الحمید خاں کی جس توجہ سے اس میں معتدبہ اضافہ ہوا ہے یعنی نو ہزار سے زائد طلبہ اسکی عمدہ تعلیم سے فیضیاب ہو رہے ہیں وہ داد دینے کے قابل ہے۔
اس زمانۂ سلطنت میں ایک اور کالج بمقام پیرا حسب نمونۂ فرانسیسی "لی سیم" قایم ہوا۔ اس کالج میں جسکو سلطانیہ کہتے ہیں فرانسیسی زبان لازمی ہے اور فرانسیسی مدرس اپنی ہی زبان میں باقاعدہ علمی تعلیم دیتے ہیں۔ علاوہ فرانسیسی زبان اور علوم کے ترکی علم ادب اور عربی و فارسی پڑھائی جاتی ہے اور پروفیسران علوم زبان انگریزی۔ یونانی۔ جرمنی۔ ارمنی اور لاطینی مامور کار ہیں اس مدرسے میں آٹھ سو طالب علم زیر تعلیم ہیں۔

"مکتب صنیعی" نام ایک مدرسہ خاص قسطنطنیہ میں عملی اور تجارتی تعلیم کے لئے قایم کیا گیا جسمیں چار سو
طالب علم مفید تجارت سیکھ رہے ہیں۔ بہت سے صدر مقام صوبجات میں اس قسم کے مدارس قایم ہو گئے
ہیں۔ اسی وقت ایک اور کالج علما کی تعلیم کے لئے قایم ہوا۔ جس کے تعلیم یافتہ مناصب شرعیہ پر مامور
ہوتے ہیں یہ کالج جس کو "مکتب نواب" کہتے ہیں نہایت ضروری خدمت انجام دیر رہا ہے۔ یہاں
نہایت نامی گرامی علمائے فن شریعۃ اسلامیہ سکہاتے ہیں۔
موجودہ سلطان عبد الحمید خلد اللہ ملکہ شروع زمانہ سے اشاعت تعلیم کے بڑے حامی و مددگار رہے ہیں
اور باوجود نہایت اہم مشکلات ملکی و تمدنی کے اس معاملہ میں و نیز کل معاملات متعلقہ بہبود ملک و
رعایا میں ان کا عہد سلطنت سلاطین ماضیہ سے گوئے سبقت لے گیا ہے۔ یہاں تک کہ اس اولوالعزم
شہنشاہ نے اپنی بلند حوصلگی سے کسی جنگ کے نتائج بد سے اپنے مجوزہ سلسلہ تعلیم کو موثر نہیں ہونے دیا
جسکو انہوں نے نہایت عقلمندی سے سمجہ رکھا تھا کہ ترکی کی از سر نو زندگی محض عام اعلی تعلیم پر منحصر ہے
تعلیم کی پالسی جو اعلی حضرت سلطان المعظم نے قایم کی ہے نہایت نازک اور اہم وقت میں شروع ہوئی
یعنی جنگ کے مصیبت انگیز زمانہ میں جبکہ روسی ایڈریانوپل کی جانب بڑھ رہے تہے اعلی حضرت
ممدوح الشان نے "ملکیہ" مدرسے کی بنا فرمانے کا ارادہ کیا جو سول سروس کے واسطے ابتدائی مدرسہ
قرار دیا گیا۔ حضرت کی دوراندیشی جو اس مدرسے کے قیام میں ثابت ہوئی جبکہ ملک کی کل طاقت
۱۸۷۷ء کی جنگ عظیمہ کے نذر ہو چکی تہی اسی نظر سے دیکہی گئی جس نظر سے جنگ "جنا" کے بعد
پروشین سلطنت کی پالسی سمجہی گئی تہی جس سے نپولین کے ظلم و ستم سے ملک جرمنی مامون و مصئون رہا۔
پہلے پہل ملکیہ مدرسے میں پانچ درجے تہے۔ تین ادنے اور دو اعلی جن میں زبانہائے ترکی اور فرانس
علوم ریاضی۔ طبیعات۔ جغرافیہ۔ تاریخ عام و تاریخ عثمانیہ۔ پولیٹکل اکانمی۔ قانون اقوام یورپ
قانون دیوانی و انتظامی اور فنانشل کے علاوہ اور علوم و فنون کی تعلیم ہوتی تہی۔ یہاں کے تعلیم یافتہ
ملکی جلیل القدر عہدوں پر مثل سب گورنری۔ وائس کانسلی۔ معتمدی سفارت کونسلی۔ مجاہبی [illegible]
آف اسٹیٹ وغیرہ پر مامور ہوتے ہیں۔ اس وقت مدرسے کے دو سو فارغ التحصیل طالب علم سے
زیادہ سرکاری عہدوں پر سرفراز ہیں اور بعض ان میں سے بہت اعلی عہدوں پر مامور ہیں۔
یہاں تک کہ دربار کے بہت سے عہدہ داروں کی معزز خدمات اسی مدرسے کی تعلیمی فیضان کا

نتیجہ ہی جنپر سلطان خاص توجہ فرماتے ہیں کیونکہ یہ مدرسہ ابتدائی زمانہ سے اعلیٰ حضرت ممدوح کی نگرانی میں ہی۔ بعد چندے اس میں چند ضروری اصلاحیں کی گئیں۔ جو مدرسہ اور اہل مدرسہ کیلئے بہت مفید ثابت ہوئیں یعنی زبانہائے عربی و فارسی داخل ہوئیں اور تحصیل زبان یونانی۔ ارمنی لازمی ٹھیرائی گئی اور قرار دیا گیا کہ ہر درجہ میں کم سے کم پانچ طالب علم ہوں یہ مفید طریقہ خاص ایجاد کردہ حضرت سلطان المعظم ہی اس کے سوا اور دوسری ضروریات نے اس مدرسے میں اور دو درجے قایم کئے ایک اعلیٰ اور دوسرا ادنے۔ اس مدرسہ میں تمام رعایائے عثمانیہ بلا امتیاز رنگ و مذہب تعلیم پانے کی مجاز ہی۔

اعلیٰ حضرت نے خاص قسطنطنیہ میں ایک قانونی مدرسہ قائم کرکے اس پیشہ کی ضروری تعلیم کا سامان مہیا کردیا۔ اس مدرسہ میں چار درجے ہیں اور جو طلبہ بعد امتحان کے پاس ہوتے ہیں وہ بعد کسی قدر عدالتی تجربہ کے ابتدائی محکمہ میں ماتحت جج۔ ڈپٹی پروکیوریٹر۔ جنرل جج تعلیمات اور صدر الصدور عدالتہائے صوبجات مقرر ہوتے ہیں۔ اس کے سوا ان کو وکالت کرنے کا بھی اختیار رہتا ہی۔

یہ مدرسہ قانونی نہایت ضروری مدرسہ ہی کیونکہ اخلاقی حالت اور پیشہ وکالت اور مقدمات فوجداری کی قابلیت اس کی باقاعدہ تعلیم اور منضبط کارروائی سے ترقی پر ہی۔

ایک اور ابتدائی مدرسہ "ملکیہ" کے طریق پر قایم کیا گیا ہی۔ گونگے بہروں کی ایک خاص تعلیم گاہ جدا ہے۔ دستکاری کے لئے ایک علیحدہ مدرسہ معدنیات و جنگلات بطور خاص بنایا گیا ہے۔ سول انجنیروں کی تعلیم کے لئے آرٹلری کالج میں ایک خاص شاخ ہی علیٰ ہذا نیوِل (بحری) اسکول سے ملحق تجارتی جہازوں کے کپتانوں کی تعلیم گاہ ہی۔ زراعتی مدارس قسطنطنیہ۔ ایڈریانوپل۔ سلونیکا اور بروسا میں مع موڈل فارم کے قایم و جاری ہیں قسطنطنیہ میں دو مدرسے تجارتی غریب لڑکیوں کے لئے ہیں اور اسیطرح بہت سی تعلیم گاہیں اعلیٰ حضرت سلطان المعظم خلد اللہ ملکہ کی بیدار مغزی اور خواہش بہبودی رعایا و ترقی و توسیع اسباب مادی و اخلاقی کی شاہد ہیں۔

چونکہ اس مضمون میں مختلف ابواب پر بحث کی گئی ہی لہذا بخوف طوالت ان ضروری اور دلچسپ تعلیم گاہوں کی تفصیلی کیفیت بیان نہیں کی گئی۔ آیندہ آرٹکل موسومہ (ترقیات ترکی) میں مفصل بیان کیا جائیگا۔ مگر سردست تمام ملک عثمانیہ میں اشاعت تعلیم کے واسطے جو مضبوط بنیاد اعلیٰ حضرت نے رکھی ہے اس کا بیان دلچسپی سے خالی نہوگا۔ سب سے پہلے اس اہم کام کے واسطے فنڈ کی طرف لازمی ہے۔ اور اعلیٰ حضرت سلطان المعظم نے اپنے ابواب آمدنی ملاحظہ فرمائیے جو روز افزوں خود بخود ترقی کر رہے ہیں۔

اول وہ اوقاف جن کا قیام اس وقت بوجہ معدومیت کے غیر ضروری ہے ایسے اوقاف کی بنیاد سرکاری ہے اور اس میں روز افزوں ترقی و آمدنی کی بڑی گنجائش ہے کیونکہ اس زمانہ میں ملک کے بہت سے حصّوں میں اراضی کی قیمت بہت گھٹی ہوئی ہے۔

دوم پندرہ فی صدی کا سوم حصّہ جس سے وہ یکی بڑھ گئی ہے ذریعہ آمدنی بہت ترقی پذیر ہے جیسا کہ مختلف مقامات میں جہاں ریل جاری ہوگئی ہے ملک کے محاصل میں بہت وسعت ہوگئی۔

اس جدید آمدنی سے سررشتہ تعلیم نے بہت سے بڑے بڑے مقاموں میں ابتدائی مدارس قایم کر دیئے ہیں۔ جہاں مسلمان اور غیر مسلمان کامل مساوات کے ساتھ داخل ہوتے ہیں۔ ان کی تعداد روز بروز ترقی پر ہے۔ ابتدائی تعلیم کے لئے جس قدر مدارس قایم ہوئے ہیں ان کی صحیح تعداد بتانا دشوار ہے مگر شمار سے مدارس کے علاوہ تخمینہ کیا جاتا ہے کہ شانزدہ سالہ سلطنت ہزامپریل مجسٹی سلطان عبدالحمید دام سلطنتہ میں دو ہزار مدارس قایم ہوئے جن میں ایک لاکھ سے بہت زیادہ نے تعلیم پائی۔

سلطان عبدالمجید جنت مکان نے سلطنت ترکی کے امور انتظامیہ میں جو اصلاحیں (تنقیحات) کیں اور موجودہ سلطان کے مشہور و معروف ایام حکومت میں جو اصلاحات کی جانب تیزی اور مضبوطی سے خاص توجہ ہوئی وہ اس قدر عیاں ہے کہ حاجت بیان نہیں ہے۔ جو جو تنقیحات ملک میں ہوئیں ان سے صرف سلطنت ترکی ہی نے فائدہ نہیں اٹھایا بلکہ اس کا بڑا اثر ترکی سوسائیٹیوں پر پڑا جنکی بالکل کایا پلٹ ہوگئی اور بہت تھوڑے دنوں میں وہی ترکی تمدنی نقائص کی وجہ سے یورپین پبلک لائف سے خارج تھی اب مہذب شایستہ یورپین گروہ میں نہایت ممتاز و اعلیٰ جگہ پاتی ہے اس قسم کی جو اہم اصلاح سلطان عبدالمجید نے قایم کی تھی اس کی پوری تعمیل و تکمیل ان کے نامور فرزند رشید یعنی سلطان حال کی امداد سے جو عظیم تغیرات ہوئے اس کا مقابلہ صرف پیٹر اعظم کے کاموں سے کیا جاتا ہے بلکہ خوش نیتی سے اور عام و خاص کا اس اصلاح میں شریک ہونے سے کیا جاسکتا ہے کہ سلاطین ترک کا پلڑا بڑھا ہوا نکلا۔

ترکی کو ہمیشہ اپنی مفتوحہ غیر مذہب قوم پر رعایت و مراعات کرنے میں تفوق و اعزاز رہا۔ جب سینٹ بارتھولومیو کا قتل ایک متبرک فعل سمجھا اور یورپ کے ہر حصّہ میں آٹو ڈے فی (دین کا کام) محافظت مذہب کا صدر اعظم سمجھا جاتا تھا اعلیٰ حضرت سلطان عبدالحمید کے آبا و اجداد نے اپنے

الطاف شاہانہ ومراحم خسروانہ بنفاذ ایراد و احکام سلطنت ترک کے اراکین مذاہب غیر کو عام
اجازت و آزادی ملت دے رکھی تھی اور وہ رعایتیں اقوام غیر مسلم کے حق میں مبذول تھیں کہ انہیں
رعایتوں سے حقوق سلطنت در سلطنت پیدا ہو گئے مگر اسی سے نہایت قابل تعریف مساوات اور
کامل حفظ و اطمینان سے کل افراد مختلف اقوام زیر سایہ سلطنت عثمانیہ بسر کر رہے ہیں۔
"تنظیمات" اور ان خاص قواعد سے جو وقتاً فوقتاً جاری و نافذ ہوئے مذاہب غیر مسلم کی قانونی حفاظت
و رعایت بخوبی ہوئی اور اس وقت تمام دنیا واقف ہے کہ موجودہ سلطان روم اس رعایتی
پالیسی کے کس قدر طرفدار اور محافظ ہیں۔ میں ان واقعات پر زیادہ تفصیل سے بحث کرنا نہیں
چاہتا جس کی اشاعت عام اور مقبولیت تمام ہونی چاہیے اور جن واقعات سے اس عقیل اور مدبر
بادشاہ کو سب سے زیادہ عزت کا استحقاق حاصل ہے جو اپنی رعایا کا سچا باپ ہونا بخوبی جانتا ہے۔
شروع زمانہ سے غیر مسلم اقوام کو جو کچھ مساوات سول معاملات میں مسلمانوں کے ساتھ حاصل تھی اس کی
توسیع پولیٹیکل معاملات تک ہو گئی۔ یہ بالکل صحیح ہے کہ ترکی منجملہ ان چند ممالک کے ہے جہاں پولیٹیکل اعلیٰ
ترقیوں کے واسطے مذہب کی کوئی روک نہیں ہے تنظیمات مدون ہونے کے بعد یہ درجہ مساوات اور
نمایاں طور سے ظاہر ہونے لگا۔ غیر مذہب اقوام نے اپنے قدیم حقوق ہی قائم اور وسیع نہیں کئے جس سے
بعض حالتوں میں اپنے مسلمان ہم شہروں سے بڑھ گئے بلکہ ان کو وہ حقوق عطا ہوئے جو اہل حکومت
کے شایان شان ہیں۔ وہ مناصب دیوانی پر سرفراز کئے جاتے ہیں جہاں ان میں سے بعضوں نے بہت
اعلیٰ رتبہ حاصل کیا ہے اور عہدہ ہائے جلیلہ تک پہنچے ہیں۔ مثلاً سکرٹری آف اسٹیٹ ڈاکٹر جنرل۔
انڈر سکرٹری آف اسٹیٹ۔ گورنر جنرل۔ سفیر وغیرہ۔ اگر یہ کہا جائے کہ غیر مسلم اقوام فوجی خدمتوں سے
مستثنیٰ کر دی گئی ہیں اور بجائے خدمتوں کے وہ محصول ادا کرتی ہیں تو درحقیقت یہ ایک نقص تدبیر ہے
کیونکہ جو خفیف محصول ذات غیر مسلم افراد سے وصول ہوتا ہے وہ بمقابلہ جانہائے عزیز کے جو مسلمان
ادا کرتے ہیں بالکل بے حقیقت ہے اور تھوڑی سی رقم دیکر غیر مسلمان اقوام ہر طرح کے پورے فائدے
اٹھاتی ہیں۔ باوجود اس غیر مساوی حالت کے جو جنگی خدمتوں میں ہے فوجی طبیہ کالج کل رعایائے
عثمانیہ کے لئے یکساں کھلا ہوا ہے۔ چنانچہ بہت سے غیر مسلم ڈاکٹر اور سرجن فوج میں ہیں اور ان کی
حالت بالکل دوسرے مسلمان عہدہ داران کی سی ہے۔

سلطنت عثمانیہ میں جو کونسلیں جابجا ہیں ہر ملت کے رکن شریک ہوتے ہیں۔ کونسل آف اسٹیٹ میں مختلف مذاہب کے بہت سے لوگ شریک ہیں اور صوبہ جات کے آدارجات (مجلس انتظامیہ) میں ازروئے قانون نصف اراکین غیر مسلم ہر ایک صوبہ سے منتخب ہوتے ہیں چونکہ مختلف مذاہب کے سردار کونسلوں کے اصلی ممبر ہوتے ہیں تو اکثر ایسا اتفاق ہوا ہو کہ ایک شرعی جج اور مفتی کے مقابلے میں چار پانچ غیر مسلم سردار ہو جاتے ہیں جو اگرچہ قلیل جماعت کے وکیل ہوتے ہیں مگر انہیں کر تطوق حاصل ہوتا ہے۔ یہ ایک دلچسپ طریقہ کارروائی ہے جس سے اہل یورپ کو پورے طور سے آگاہی نہیں اور جس سے سلطنت عثمانیہ کے صوبہ جات کا انتظام یورپ کی دیگر سلطنتوں کے صوبہ جات کے مقابلے میں بہت اچھی طرح چل رہا ہو۔ چونکہ باستثناء جزیرہ کریٹ اور صوبہ سموس کے سلطنت عثمانیہ کے ہر حصہ میں مسلمان آبادی بمقابلہ دیگر مذاہب کے بڑہی ہوئی ہے یہانتک کہ مقدونیہ اور دیگر ایسے ہی اضلاع کے مسلمان نصف آبادی سے بڑہے ہوئے ہیں لہذا جو سلسلہ انتظام صوبجات قرار دیا گیا ہے وہ غیر مسلم اقوام کے واسطے سراسر مفید ہے اور کریٹ و سموس تو ازروئے قانون کونسلوں میں کثرت تعداد یونانیوں کا لحاظ رکھا گیا ہو۔

گزشتہ تین بادشاہوں کے عہد سلطنت سے صیغہ عدالت میں برابر ترقی ہو رہی ہے قبل اصلاح کے سلطنت عثمانیہ میں صرف شرعی عدالتیں تہیں اور کل قسم کے مقدمات دیوانی۔ فوجداری اور تجارتی فیصل ہوا کرتے تہے۔ مگر چونکہ معاملات مذہبی کا ہی تعلق تھا لہذا جج طبقہ علما سے منتخب ہو کر مقرر ہوا کرتے تہے اور غیر مسلمان بلکہ مسلمان سولین ان خدمتوں سے جدا رکہے جاتے تہے پس ظاہر ہو کہ جو قانون ایسی حالت میں انفصال مقدمہ کا اختیار کیا جاتا تھا وہ مختلف ابواب سے بحث کرتا تھا اور بعض وقت ضروریات حالیہ کے لئے مکتفی نہوتا تھا خاصکر معاملات تجارت میں اور اس لئے توضیع قانون کی سخت ضرورت داعی تہی۔ پس ضروریات جدیدہ اور تعلقات غیر اقوام کی موافقت کے لئے صیغہ عدالت کی تکمیل ترتیب و تشکیل کی سخت ضرورت تہی چنانچہ جو اصلاح ازجانب سلطنت کی گئی وہ پہلے معاملات فوجداری میں ہوئی اور ایک مجموعہ تعزیرات ترکی۔ فرانسیسی مجموعہ تعزیرات کے نمونہ پر بنایا گیا اور ہر مقام پر اصلاح و سزا سے مجرمین کیلئے عدالتیں مقرر ہوئیں جو کلیتہً صیغہ دینیات سے جدا تہیں۔ بعدہ تجارتی قانون جو فرانسیسی مجموعۂ قانون سے اقتباس کیا تھا بنایا گیا اور تجارتی عدالتیں قایم ہوئیں۔ محلے کی

اشاعت سے جس کو فاضلان روم کے معزز قانونی گروہ نے ترتیب دیا ہے معاملات دیوانی جدید عدالتہائے دیوانی میں رجوع ہونے لگے اور شرعی عدالتوں میں صرف معاملات مخصوص متعلقہ شرع مثلاً نکاح۔ طلاق ورثہ۔ ہبہ وغیرہ رہ گئے جو ترکی میں مذہبی امور سے متعلق سمجھے جاتے ہیں چنانچہ اس نوع کی تقسیم سے غیر مسلم اقوام کو اپنی خاص کونسلوں میں اور مذہبی سرداروں کے پاس مقدمات دینی فیصلے کا موقع باقی رہا۔ سلطان عبدالعزیز کے زمانہ میں جدید عدالتہائے دیوانی۔ تجارتی۔ وفوجداری صرف دو حصوں یعنی ابتدائی اور مرافعہ میں تقسیم ہوگئیں اور اختیار سماعت جدید سعین المہامی عدالت کے سپرد ہوا۔ اور خدمت مجسٹریٹی پر سلطنت عثمانیہ کے ہر فرد کا حق ہوگیا۔

اس میں ہر محبتی سلطان عبدالحمید کے عہد سلطنت میں بہت بڑی ترقی ہوئی۔ چنانچہ صوبجات کی عدالتیں از سر نو درست کی گئیں پر وکیور یٹر (مختار عام) اور ایڈوکیٹ جنرل (وکیل سرکار) نامزد کئے گئے۔ ججوں کی سلسلہ وار ترقی کا باقاعدہ طریقہ نکالا گیا اور ان کی ایماندار اور غیر طرفدار بنانیکا نہایت مضبوط طریقہ ایجاد ہوا۔ عدالتہائے دیوانی وفوجداری قایم ہوئیں۔ غرض یہ کارروائیاں اعلیٰ حضرت کے مبارک عہد میں علاوہ اس قانونی مدرسہ کے جس کی غرض عمدہ قانونی تعلیم یافتہ پیدا کرنا ہے اصلاح صیغۂ عدالت کے متعلق ہوئیں۔

پولیس کی درستی بھی از سر نو اسی عہد میں ہوئی جس مبارک زمانہ میں رعایائے سلطنت عثمانیہ کی فلاح و بہبود کے لئے بہت سے کار نمایاں ہوئے جو قدیم جھگڑے پولیس اور فوج اور حکام فوجداری میں ہوتے تھے یک قلم موقوف ہوگئے۔ فوج جو مسلح رہا کرتی ہے وہ صیغہ جنگ سے متعلق ہوگئی اور ملک کی اصلاح اور فلاح کے لئے پولیس بدستور سعین المہامی کوتوالی کے ماتحت رہی بارہا کہا گیا اور اب بھی کہتے ہیں کہ ترکی میں امن وامان نہیں ہے مگر یہ کبھی اظہار نہیں کیا جاتا کہ قسطنطینیہ منجملہ دنیا کے نہایت عظیم الشان شہروں کے ہے۔ جہاں ارتکاب افعال مجرمانہ نسبتہً بہت کم ہوتے ہیں اور یہی کیفیت اس ملک کے بڑے بڑے صوبہ جات کی ہے جہاں بلحاظ آبادی اور وسعت کے تعداد جرایم نہایت کم۔ اور ملک محفوظ اور مامون ہے اوسط تعداد جرایم لندن و پیرس بمقابلہ اوسط تعداد جرایم قسطنطینیہ کی بدرجہا بڑھی ہوئی ہو۔ اس ملک کی وہ چند بدمعاشیاں جنکا ذکر بڑے زور شور سے اخبارات یورپ میں ہوا یہ مقابلہ ایسے ہی واقعات ممالک متحدہ امریکہ یا دیگر ممالک کے بلحاظ قلت آبادی وہ دیگر امور کے مثل ترکی کے ہیں کوئی وقعت نہیں رکھتیں۔

محاصل سلطنت میں جو عظیم الشان نمایاں ترقی اس زمانہ سلطنت میں ہوی ہی اسکے چنداں بیان کرنے کی ضرورت نہیں ہی کیونکہ ہر شخص جانتا ہی کہ چند پچھلے سالوں سے ٹرکی نے کسقدر فنانشل ترقی کی ہی - جب اعلیٰ حضرت اقدس وہمایوں سریر آرائے تخت عثمانیہ ہوئے اس وقت سلطنت دیوالیہ ہوگئی تھی - ابواب آمدنی مسدود ہوگئے تھے اور سخت جنگ کا خوف دامنگیر تھا - چنانچہ وہ نہایت عظیم الشان جنگ چھڑ گئی اور چند زرخیز صوبے ہاتھ سے نکل گئے اور علاوہ کثیر رقم تاوان جنگ کے تیس ملین پونڈ (۴۵ کرور روپیہ) جدید قرض ہوگیا - پس نہایت مایوسی کی حالت ہورہی تھی اور بڑی مستقل اور مضبوط شخص کی ضرورت ایسی مایوسی اور ناقابل برداشت حالت کے سنبھالنے کے لئے تھی - چنانچہ ہر شخص جانتا ہی کہ اعلیٰ حضرت نے ایسے نازک وقت میں کیا کیا کارروائی کی - سلطنت علیہ پر جسقدر مختلف قرض تھے تقسیم دیا گیا اور گھٹا کر ایک سطح میں لائے گئے جس کا نرخ سود بہت بڑھا ہوا تھا - ایک مجلس انتظامیہ جسکے کل اراکین یورپین تھے اور جس میں عثمانیہ قرضخواہان کے وکلا شریک تھے قایم کی گئی اور سود و اصل قرضہ ادا کرنے کی ہدایت ہوئی -

سلطنت کے مختلف ابواب آمدنی اس قومی قرض کی ادائیگی کے لئے تفویض کردیئے گئے گورنمنٹ عثمانیہ نے اس معاملہ میں ایسے انصاف و نیک نیتی سے کام لیا کہ سالانہ خراج بلگیریہ جو خزانہ سلطانی میں از روئے معاہدہ برلن بوجہ شمول محاصل مقبوضہ آنا چاہئے تھا کروگیری (چنگی) کی آمدنی سے ادا کردیا - اور قرضخواہوں کو بوجہ کمی و قصور ریاست ہائے دیگر پامال نقصان نہونے دیا - پس اب ترکی دستاویزیں یورپ میں نہایت محفوظ ہیں اور سلطنت عثمانیہ کو اس وقت پانچ فیصدی سود پر بے تکلف قرض ملسکتا ہی - حالانکہ پہلے بارہ فیصدی پر بھی محال تھا - کل مقدار قرضہ مجموعاً و منفرداً جو ایک سو دس ملین پونڈ (ایک ارب ۶۵ کرور روپیہ) ہی نسبتہً بہت کم ہی اور امید ہے کہ سلسلہ حالیہ کے بموجب کل قرضہ بہت جلد ادا ہوجائے گا -

جب سے اعلیٰ حضرت تخت نشین ہوئے ہیں بہت سے بھاری بھاری ٹکس معافی یا کم کردیئے گئے ہیں مگر تاہم محاصل ملک میں قابل تعریف ترقی ہوئی ہی - بعد جنگ کے محاصل ملک کی مقدار ۱۱ ملین پونڈ (۱۶ کرور ۵۰ لاکھ روپیہ) ہوئی اور اب ۱۶ ملین پونڈ (۲۴ کرور روپیہ) ہے اور باوجودیکہ بہت سے اہم غیر معمولی اخراجات بوجہ جدید رائفل کے بھرتی کرنے جنگی سامان مکمل کرنے اور فوج کے ساز و سامان

از سر نو قایم کرنے کے ہوئے تاہم بہت پرانا قرض بھی ادا کیا گیا - چنانچہ تاوان جنگ سالانہ تین لاکھ پونڈ (ساڑھے باون لاکھ روپیہ) برابر ادا کیا جا رہا ہے جو روس کو ایسے محتاط کی حالت میں جو اس بنک میں ہے یہ کثیر رقم بہت کچھ اطمینان بخش معلوم ہوتی ہوگی -

حاصل کی ترقی سے اس حقیقی نتیجہ ملک کی عام خوشحالی و سرسبزی کا پتہ لگتا ہے جو ٹرکی میں اب آغاز ہوئی ہے - ذرائع آمد و رفت اس عہد سلطنت میں بہت ترقی پذیر ہیں - چنانچہ عثمانیہ - بلگیریہ اور سرویا کی ریلوں کا اتصال (جنکشن) سے جو مقامات بنیوا سے وکارل تک اور اسکب سے ورانیا تک ریل تیار ہونے سے واقع ہوا - قسطنطنیہ اور سلونیکا تک براہ راست یورپ سے سلسلہ قایم ہوگیا -

اب ایک اور ریلوے لین سلونیکا سے مناسطر تک تعمیر ہو رہی ہے جس سے البانیا کی پیداوار کی نقل و حرکت میں آسانی ہو جائے گی اور جب اس لین کی اور شاخیں پہونچیں گی تو بحر اڈریاٹک تک صاف اور آسان راستہ کھل جائے گا - اور مقامات دیدہ سے آگاچ اور سلونیکا تک جو ریلوے لین تعمیر ہوئی ہے اس کی تکمیل کے بعد اس ملک کو آمد و رفت اور روانگی سامان و اسباب وغیرہ کے لئے ویسی ہی فائدہ اور آسانی ہوگی - جو آج بلجیم کو ہے -

ایشیائے کوچک میں سمرنا سے کسابا اور سمرنا سے انڈین تک جو دو ریلوے لین انگریزی عہدہ داروں کے زیر اہتمام تیار ہوئیں نہایت مفید ملک ہیں اور جب انکی مختلف شاخیں تیار ہو جائیں گی تو دوچند فائدہ ہوگا - ایک اور لین مقام اسمد سے انگورا تک زیر تعمیر ہے اور یقیناً بہت جلد باتکمیل تعمیر ہوجائیگی ایک چھوٹی لین مانیسا سے بروسا تک تیار ہو رہی ہے - اور بحر مارمورا سے اکونیم تک تیاری ریلوے کا تعہد منظور ہو چکا ہے - علی ہذا بہت سے مفید اور دلچسپ ریلوے لین زیر تعمیر ہیں -

ایک چھوٹی لین بندرگاہ سینیا سے ادانہ تک اگر جاری کی جائے تو جنوبی اور وسطی حصص ملک ایشیا کو شک کی ترقی مال و دولت میں بڑی اعانت ہوگی -

شام میں یافہ سے یروشلم تک ایک لین بن رہی ہے - ایک دخانی ٹرام وے کی تعمیر بیروت سے دمشق اور ہاران تک ابھی شروع ہوئی ہے - ایک انگریزی کمپنی کو شام کی ریلوں کا تعہد دیا گیا ہے کہ وہ اگر دمشق اور ہاران ہوتی ہوئی حیفہ تک ریل بنائے - علاوہ ان ریلوے لائنوں کے ہزاروں میل عمدہ سڑک تیار ہو چکی ہے - جو تسہیل آمد و رفت و نقل اسباب وغیرہ کے لئے بیحد مفید ہے -

اعلیٰ حضرت سلطان عبدالحمید نے اور بہت سے فائدہ بخش اجارے یورپین کمپنیوں کو دیئے ہیں مثلاً قسطنطنیہ میں پانی کا نل۔ معابر اور گیاس کی روشنی۔ بیروت میں معابر۔ دمشق اور دوسرے مقامات میں ٹریموے۔ میدانوں آبپاشی۔ دلدلوں میں نہریں۔ کارخانہ اور مصنوعات وغیرہ۔
ان کل باتوں سے ملک کی تجارت و زراعت میں بے انتہا ترقی ہو گئی ہے جو زمانہ آیندہ میں سلطنت عثمانیہ کے لئے دولت کے ذرائع ہوں گے۔ سلطنت عثمانیہ کی درآمد برآمد میں قابل تعریف ترقی ہوئی ہے بندرگاہوں میں جو جہازات لنگرزن ہوتے ہیں اُن کے اسباب کی مقدار اور کروڑگیری کے نقشہ جات سے موجودہ عہد سلطنت میں قومی دولت کی ترقی کا بہترین ثبوت ملتا ہے۔ دوسری جانب عظیم ترقیات ملکی کا پتہ سلطنت علیہ کے تجارتی شہروں میں اراضی کے بے انتہا قیمت بڑھ جانے سے لگتا ہے سلطنت عالیہ عثمانیہ کی طرف سے زراعت کی ترقی کی نہایت کوشش کی جاتی ہے اور علاوہ زراعتی بنک کے موڈل فارم کے قایم ہونے سے زراعت پیشہ کو بہت کچھ علم و دولت حاصل ہوئی ہے۔
مجھے امید ہے کہ آیندہ کسی مضمون میں خود غرض دشمنان سلطنت عثمانیہ کے سلسلہ وار بلاثبوت نزمین کے مقابلہ میں ہندسہ سے واقعات کا ثبوت کیا جائے گا جو سکت و اطمینان بخش ہے۔
جنگی سامان جو بعد روسی لڑائی کے کلیتہً تہ و بالا ہو گئے تھے اعلیٰ حضرت کی عام اصلاح سے محروم نہیں ہوئے۔ سب سے پہلے توجہ افواج بحری و بری کی جانب مصروف ہوئی۔ خشکی بیڑہ جہازات کو کثیر التعداد تارپیڈو کی کشتیوں سے خوب مضبوط کیا ہے۔ جرمنی کے طریقہ پر جو سب سے عمدہ طریقہ ہے فوج از سر نو ترتیب دی گئی۔ توپخانہ جو بعد جنگ کے بہت خفیف ہو گیا تھا سینکڑوں جدید کرپ اور کنیسٹ توپوں سے پھر معمور کیا گیا ہے اور جدید الفضل میگزین بھرتی ہوئی ہیں۔ اب ترکی پانچ لاکھ مسلح اور سامان و سامان جنگ سے آراستہ جوان میدان میں لاسکتی ہے علاوہ ان کے دوں کے رسالے کے جنگی تربیت ہو رہی ہے اور جس سے چند روز میں ایک بہت بڑی اعانت فوجی ہو گی۔ ہر سال ترکی سے عہدہ دار اور سولین یورپ کے مختلف ممالک میں اپنے محصلہ علوم و فنون کی تکمیل کے لئے جاتے ہیں اور واپسی پر ایسے ممتاز اور اعلیٰ عہدوں پر سرفراز ہوتے ہیں جس میں ان کو علوم و فنون محصلہ سے ملک کو فائدہ پہنچانے کا بہت اچھا موقع رہتا ہے۔
ہر شخص جو ملک ترکی کے حالات غیر طرفدارانہ ڈھونڈھنا چاہے گا تو اس کو معلوم ہو گا کہ اس ملک کی

حالت موجودہ متغیر اور ترقی پذیر ہے جس شئے کی ضرورت وہ امن و امان ہے جس کے قایم و برقرار رکھنے کے لئے اعلیٰ حضرت سلطان المعظم نے ایسی نمایاں کوششیں کیں بلکہ نقصان تک گوارا کیا ہے۔ جس سے نہ صرف ان کی سلطنت کو فائدہ پہنچا ہے بلکہ تقریباً کل ممالک یورپ کو یہ واقعہ منجملہ دیگر بڑے واقعات کے اس نامی گرامی سلطان کے کارنمایاں میں سے ہے اور اس میں شک نہیں کہ سچے مورخ اس غیر ضروری معاملہ سے اغماض نہیں کر سکتے ترکی کی نسبت ہم کو صرف اس قدر کہنا ہے کہ وہ یورپ کے جنرل اکانومی میں کوئی حقیر شے نہیں ہے اور بخلاف بہت سے اہل غرض مجمعوں کے جو اس کی نسبت آئے دن فیصلہ کیا کرتے ہیں ترکی کا عظیم القدر اور ترقی کرنے والی سلطنت ہونے کا دعویٰ بہت کچھ قابل لحاظ ہے۔

غرض یہ ہے کہ سلطنت علیہ عثمانیہ نظم و نسق نہایت عمدہ اور ہر طرح سے قابل تعریف و توصیف ہے۔ گو متعصب اور غیر واقف اشخاص اس کی نسبت بہت کچھ ناجائز اور ناقابل تسلیم الفاظ مثل وحشی ظالم و غیرہ وغیرہ کا استعمال کرتے ہیں لیکن فی الواقع وہ ان کلمات کا کسی طرح سے مستحق نہیں ہے اگرچہ ترکی ایک شخصی سلطنت ہے لیکن شرع اسلام کی پابندی رسم و رواج کا پاس و ادب سلطنت کو مطلق العنان نہیں ہونے دیتا علاوہ بریں سلطان کے بیجا ارادوں کا مزاحم وزیر اعظم شیخ الاسلام بھی ہوتا رہتا ہے مثل اور مہذب اور منتظم شہنشاہوں کے اس سلطنت کے تمام قوانین و آئین بھی مہذب و شایستہ ہیں تمام سلطنت کا نظم و نسق خود والی سلطنت کے زیر نگرانی ہوتا ہے اور بعد حضرت سلطان کے وزیر اعظم جملہ امورات سلطنت کا منتظم اور مدار المہام ہے وزیر اعظم کے سوا بہت سے وزرا مثل وزیر صیغہ داخلہ۔ وزیر صیغہ خارجہ وزیر خزانہ وزیر افواج بحری وزیر عساکر بری وزیر تعلیمات وغیرہ وغیرہ ہیں شیخ الاسلام جو تمام عالموں اور اماموں اور قاضیوں اور مفتیوں کا امام و پیشوا ہوتا ہے معاملات دنیاوی میں سلطان کے بعد اور دین میں اس کا اقتدار حضرت سلطان المعظم سے بھی بڑھا ہوا ہے اسی کی نیابت میں مذہب کے دو اعلیٰ عہدہ دار قاضی القضاۃ اور مفتی اعظم بھی ہوتے ہیں ہر دو وزیر کا ایک کونسل جداگانہ مقرر ہے جس کی رائے اور مشورے سے تمام کاروبار سلطنت انجام پاتا ہے۔ اول کونسل جس کا نام صدارت عظمیٰ ہے اور پریزیڈنٹ جس کے وزیر اعظم ہیں یہ کونسل اس قصر مبارک میں منعقد کی ہے جس کا ترکی نام پاشا قپوسی اور باب عالی ہے۔

حضرت امام المسلمین بھی اسی کونسل کی کرسیٔ صدارت پر جس کا ہر ایک ممبر پوری پوری قابلیت اور لیاقت تجربہ کاری اور آئین سلطنت رانی سے مفخر اور ممتاز ہو نشست فرماتے ہیں۔ اس مقدس کونسل میں ایک معتد گروہ علماء کا بھی شامل ہے جو بحیثیت واقفیت مذہبی اور معلومات شرعی جائز طور سے امام العلماء اور رئیس الفضلاء کا معزز خطاب حاصل کر سکتے ہیں اور جن کا پیشوا شیخ الاسلام ہے اور کل ایسے مقدمات جو قابل توجہ حضرت سلطان ہوں وزیر اعظم کے ذریعے سے پیش ہوتے ہیں۔ یہ کونسل حضرت سلطان عبدالحمید خان کے عہد میں ہفتہ وار منعقد ہوتی ہے۔

(دوسری کونسل واضع قانون) چونکہ قوانین کی بنا اکثر طور پر ظاہر و باطن کتاب اللہ اور سنتِ رسول اور اجماع اور قیاس اور مصلحت وقت پر مبنی ہوتی ہے۔ اس لیئے اس کونسل کے ممبر تجربہ کار۔ عقلاء اور لائق و فائق علماء اور مصلحت اندیش فضلاء مقرر ہوتے ہیں۔ اور یہی وجہ ہے کہ قوانین عدالتِ دیوانی اور فوجداری نہایت درجہ انصاف پر مبنی ہیں۔

تیسری کونسل اور احکام سے تعلق رکھتی ہے۔ جس میں زیادہ تر قاضیوں اور مفتیوں، و نیز لایق، فائق تجربہ کار اشخاص کا تقرر ہوتا ہے تاکہ حکام اعلیٰ کی لیاقت و دیانت و امانت کی جانچ باطمینان تمام ہو اور بعد امتحان اُن کو خدمت انفصال مقدمات دیجائے۔

چوتھی کونسل بنام مجلس المعارف العمومیہ مشہور ہے۔ یہ کونسل مدارس سلطانی کی نگرانی کرتی اور مدرسین اور طلبہ کے امتحان لیتی ہے۔

پانچویں کونسل محاسبہ ہے۔ جس میں سلطنت کے جملہ سررشتوں کا حساب کتاب پیش ہوتا ہے۔

چھٹی کونسل انتظام صفائی شہر کے لیئے ہے اور اسکے ممبر اکثر عمائدین شہر مقرر ہوتے ہیں۔

ساتویں کونسل صیغۂ تجارت۔ اس میں امورات و مقدمات صیغۂ تجارت پیش ہو کر طے ہوتے ہیں۔

آٹھویں وہ کونسل ہے جس میں مقدمات غیر قوم اور غیر مذہب والوں کے پیش ہو کر طے ہوتے ہیں۔

نویں کونسل تعمیرات جو جملہ تعمیرات سڑک پختہ و خام اور آہنی اور مکانات سلطانی وغیرہ کی محافظ و نگہبان ہے۔

دسویں کونسل جسکے زیر انتظام افواج سلطانی کے معاملات ہیں۔

گیارہویں کونسل متعلق محکمۂ توپخانہ و اسلحہ ہے جس ہتھیاروں کی آراستگی اور اُن کی صفائی و تیاری

و نگرانی ہوتی ہے اور افواج کی وردی وغیرہ تبدیل کیجاتی ہے۔

بارھویں کونسل متعلق معاملات بحریہ۔ جس میں انتظام جزائر اور بندرگاہوں کا ہوتا ہے۔

تیرھویں کونسل طبقات الارض جسکے متعلق کانوں کا ڈھونڈنا اور معدنیات کا نکالنا ہے۔

چودھویں کونسل متعلق بمصارف سلطانی وخزانۂ شاہی۔

پندرھویں کونسل بنابرامور متفرقہ یعنے وہ اُمور جو ان صیغہ ہائے مندرجۂ بالا کے علاوہ ہوں۔ حکم خیر کے لیئے اسی کونسل میں پیش ہوتے ہیں۔ اِن سب کونسلوں میں صدر انجمن۔ میر مجلس اور وزیر مقرر ہوتے ہیں۔ غرض یہ کہ تمام اسباب تہذیب سلطنت اور منصفانہ حکمرانی کے کافی طور پر موجود ہیں ترک۔ دیانتدار اور سچے ایماندار منصف مزاج ہوتے ہیں۔ اور عمدہ عمدہ صفات پیدا کرنے کے لیئے اعلیٰ قسم کی تعلیم اُن کو دیجاتی ہے۔ انتظام مالی اور ملکی کے لیئے ملک کی تقسیم ولایتوں (کمشنری۔ ضلع) میں کیگئی ہے۔ ولایت کا نام بزرگ ترین ولایت کے نام پر رکھا گیا اور اُن میں والی اور حکمران مقرر ہوا۔ لہذا جو اعلیٰ درجہ کا ہوتا ہے اُسے شیر پاشا کہتے ہیں۔ اور بنجک یعنے ضلع میں جو حاکم ہوتا ہے اُسے قماقان کے لقب سے پکارتے ہیں۔ اُن میں اول درجہ کے حاکم کو متصرف اور درجۂ دوم کو پاشا کہتے ہیں۔ پھر ضلع کے ماتحت قصبات یعنے ضلع کے حصے ہیں جنھیں ہم جائز طور پر پرگنہ کے نام سے موسوم کرسکتے ہیں۔ حکام مدبر کا جائز خطاب دیا جاتا ہے اور حکام کا تقرر رعایا کی جانب سے بمنظوری والئ ولایت ہوتا ہے۔

علاوہ بریں ایک عہدہ ماہی کا ہوتا ہے جو ذی اختیار اور صاحب اعتبار آدمیوں کی طرف سے ایک سال کے لیئے مقرر ہوتا ہے۔ اور ان عہدوں کے سوائے اور بہت سے عہدے مثل قاضی مفتی وغیرہ وغیرہ ہیں۔

خراج اکثر طور پر ہمیشہ یعنے وہ یک کے انتظام قدیم کے موافق لیا جاتا ہے۔ ٹکسوں کا بار بھی رعایا پر بہت کم ہے سد انتہائے دیوانی و فوجداری اور پولیس وغیرہ کا بھی بطور کافی بندوبست موجود ہے۔ سلطان المعظم کی انتظامی قابلیت اور روشنضمیری صرف اُس فرمان سے ظاہر ہوتی ہے جو جنگ آرمینیا کے بعد آپنے اپنے ایشیائے کوچک کے والی اور رعایا کے نام جاری کیا تھا۔ جو درج فرمان ہے۔

سلطان کا نصیحت آمیز فرمان
بنام
مسلمانان ایشائے کوچک

جن اسباب سے دولت عثمانیہ میں وہ فتنہ برپا ہوا جو مسئلہ آرمینیا کے نام سے مشہور ہے اُن میں سے ایک بڑا سبب یہ تھا کہ غیر ملکوں سے سیاح جو ممالک عثمانیہ میں سفر کرتے تھے وحشت انگیز خبریں پھیلاتے تھے اور عیسائیوں اور مسلمانوں کو ایک دوسرے کے خلاف جنگ کرنے پر آمادہ کرتے تھے سلطان نے مفسدوں کے دبانے اور فتنہ وفساد کی آگ بجھانے اور فریقین کی صلح کرانے کے لیئے بھی اپنی پوری قوت سے کام لیا۔ یہانتک کہ مسئلہ آرمینیا کا شور شغب پست ہوگیا۔ لیکن اَب بھی ہر روز یہ ہی سننے میں آتا ہے کہ سلطان کے مخالف اور دولتِ عثمانیہ کے بدخواہ ایشیائی سرزمین میں گشت لگا رہے ہیں اور بعض نادان مسلمانوں اور عیسائیوں کو ایک دوسرے کے برخلاف اکساتے اور فتنہ وفساد پر آمادہ کرتے ہیں۔ سلطان نے بہت سے نصیحت آمیز فرمان فریقین کو سمجھانے۔ باہم صلح وآشتی رکھنے اور آیندہ خرابیوں کو روکنے کے لیئے جاری کیئے ہیں۔ اخیر فرمان جو ایشیائے کوچک کے مسلمانوں کے نام جاری ہوا ہے اور عربی اور ترکی زبانوں میں چھاپ کر شائع کیا گیا ہے ہم اسکو المؤید مطبوعۂ ۱۰ مئی ۹۶ سنہ ء سے ترجمہ کرکے ناظرین کی خدمت میں پیش کرتے ہیں۔ وھو ہذا

ترجمۂ فرمانِ شاہی

یہ بات نہایت روشن اور واضح ہے کہ آرمینی عیسائیوں کی ایک جماعت نے اجنبی مخالفوں اور بدخواہوں کے حیلہ وفریب سے دھوکا کھا کر جو ہنگامے برپا کیئے تھے وہ سلطانی سطوت اور قوت سے اب فرو ہوگئے ہیں اور تمام ملک میں مثل سابق کے امن وامان ہوگیا ہے لیکن یہ سُنا جاتا ہے کہ بعض اجنبی دشمن اب بھی بہت سے نادان اور بیخبر عیسائیوں کو بھڑکاتے اور اسباب پر آمادہ کرتے ہیں کہ ارمنی عیسائیوں میں جو اہلِ ذمہ ہیں قتل وغارت کے سیلاب جاری کریں۔ باب عالی نے اِس اندیشہ سے ممالک محروسہ کے تمام گورنروں اور حاکموں کے نام متواتر فرمان جاری کیئے ہیں۔ جن میں نہایت وضاحت

سے اول خطرناک پولیٹیکل نتائج کا بیان ہے جو ایسے ہنگاموں کے وقوع سے پیدا ہونگے

مثلاً اگر کوئی مسلمان فتنہ و فساد کے برپا کرنے کی جرأت کرے اُسکو یہ جان لینا چاہیئے کہ وہ اپنے اِس عمل کے سبب سے خدا کے غضب اور عذاب کا مستحق ہوگا۔ اُنھیں قرآن مجید اور احادیث رسول اللہ اور احکامِ فقہ کی مخالفت جو شریعتِ اسلام نے عام رکھے ہیں۔ شریعت کی تمام کتابیں جو قرآن مجید کی آیتوں اور رسول اللہ کی حدیثوں سے ماخوذ ہیں بلند آواز سے پکارتی ہیں کہ آدمی کو ظلم و ستم ہلاک کرنے والا ہے اگرچہ مسلمان ہو ضرور اُس سے قصاص لیا جائیگا۔ شریعتِ اسلام نے آدمی کو ستانا اور اُسکے مال و آبرو سے تعرض کرنا اور تہمت لگانا قطعًا حرام کر دیا ہے۔ اسلام کا صریح حکم ہے لاھل الذمۃ ما لنا وعلیھم ما علینا یعنی نفع و نقصان کی حالتوں میں ذمی اور مسلمان برابر شریک ہیں۔ ذمیوں کا ستانا حرام ہے مذہبِ اسلام اس سے ابا کرتا ہے۔ بلکہ ذمی کی غیبت اور بدگوئی کرنا اور اُسکو کافر کے لفظ سے خطاب کرنا بھی شرعًا ناجائز ہے اور جو مسلمان ان باتوں کا مرتکب ہوگا وہ گنہگار اور نافرمان ہے۔ ذمیوں کا ستانا اور قتل کرنا کیونکر جائز ہو سکتا ہے جب کہ قرآن مجید میں خدا ظلم کرنے تکلیف پہنچانے اور قتل کرنے سے مطلقا روکتا ہے اور ڈراتا ہے اور فرماتا ہے ولا تقتلوا النفس التی حرم اللہ الا بالحق۔ بنی اسرائیل آیت ۳۵ یعنی نہ مارو کسی جان کو جو خدا نے حرام کر دی ہے مگر حق پر۔ پھر اس آیت میں فرماتا ہے ومن قتل مظلومًا فقد جعلنا لولیہ سلطانا یعنے جو شخص ظلم سے مارا جاوے ہم نے اُسکے وارث کو غلبہ یعنے قصاص کا حکم دیا ہے۔ اسیطرح فرماتا ہے ومن اجل ذلک کتبنا علی بنی اسرائیل انہ من قتل نفسا بغیر نفس او فساد فی الارض فکانما قتل الناس جمیعا ومن احیاھا فکانما احیا الناس جمیعا سورۂ مائدہ آیت ۳۵ یعنے ہمنے اِس سبب سے بنی اسرائیل کو حکم دیا تھا کہ جو شخص کسی کو بغیر کسی کے عوض کے یا ملک میں فساد کرنے کے مار ڈالے اُسنے گویا تمام آدمیوں کو مار ڈالا اور جو اُسکو زندہ رکھے اُس نے گویا تمام آدمیوں کو زندہ رکھا۔ جامع صغیر اور امور الاحادیث میں ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا من اذی ذمیا فانا خصمہ ومن کنت خصمہ خاصمتہ یوم القیمۃ یعنے جو شخص ذمی کو تکلیف دے میں اُسکا دشمن ہوں اور میں جس کا دشمن ہوں قیامت کے روز اُس سے جھگڑوں گا۔ اسیطرح حضرت عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یا ایھا الناس اتقوا اللہ فی ذمۃ یعنی اے لوگو

اپنے معاہدے میں خدا سے ڈرو یعنی ذمیوں پر ظلم و ستم نکرو اور خدا کے عہد و پیماں کو نہ توڑو اسیطرح رموز الاحادیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے کہ اتقوا دعوۃ المظلوم ولو کان کافرا یعنی مظلوم کی فریاد سے ڈرو اگرچہ وہ مظلوم کافر ہو۔ امام طبری نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے من قذف ذمیا جد بسیاط من نار یوم القیامۃ یعنے جو شخص ذمی کو تہمت لگاتا ہے قیامت کے روز آگ کے تازیانوں سے اسکو سزا دیجائیگی۔ اسیطرح رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں المسلمون یسعی بذمتہم ادناہم یعنے ہر ایک مسلمان اُس عہد کے پورا کرنیکی کوشش کرے جو مسلمانوں اور ذمیوں کے درمیان ہو۔ آنحضرت نے یہ بھی فرمایا ہے من قتل معاہدا فقد حرم اللہ علیہ الجنۃ یعنی جو مسلمان ذمی کو بلا وجہ قتل کرے خدا نے اُس پر جنت حرام کی۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے جناب رسولخدا صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے منعنی ربی اظلم معاہدا یعنی خدا نے مجکو اسبات سے منع کیا ہے کہ مَیں کسی ذمی پر ظلم کروں۔ اسیطرح بیشمار آیتیں اور حدیثیں ہیں جو ذمیوں پر ظلم و ستم کرنے انکو تکلیف پہنچانے اُنکے ساتھ بُرائی کرنے کی صریح ممانعت کرتی ہیں تمام علماوں واعظوں اور خطیبوں پر واجب ہے کہ لوگوں کو ہدایت کریں اور ان بلند پایہ آیتوں اور حدیثوں میں جو احکام ہیں انکو سمجھائیں اور اجنبی دشمنوں کے مکر و فریب سے دھوکا کھانے اور ظلم و تعدی کا ارتکاب کرنیسے انکو جہانتک ہو ڈرائیں کیونکہ ایسی باتوں کو ہمارا دین متین روکتا ہے۔ خدا ہمکو سیدھے راستے پر چلنے کی ہدایت کرے۔

جو کچھ واقعات ترکی کے بارے میں مجکو لکھنے تھے لکھ چکا۔ اور میرے خیال میں ابھی سالہا سال کے لئے حمیدیہ کافی ہوگی۔ بہت سی کتابیں یورپ میں خاص معاملات ترکی کے بارے میں لکھی گئیں۔ کہ اگر ان سب کا پورا پورا ترجمہ کردیا جائے تو کئی جلدوں کی ایک طویل اور ضخیم کتاب بن جائے۔ جنگ پلونا کے بیان میں ایک یوروپی محقق نے دو ضخیم ضخیم جلدیں لکھی ہیں۔ میں بھی اگر چاہتا تو بہت کچھ طول دیسکتا تھا لیکن میرے خیال میں زیادہ طول ٹھیک نہ تھا اور وہ بجائے دلچسپ تاریخ کے دو بھر ہو جاتی اور مطلب حاصل نہ ہوتا۔

جو ترتیب اس حمیدیہ کی میں نے رکھی ہے اپنے خیال میں اُسے اچھی ترتیب سمجھتا ہوں میں نے اس مختصر تاریخ میں نہ صرف سلطان اعظم سلطان عبدالحمید خان غازی کے حالات قلمبند کیئے ہیں بلکہ کل سلاطین ترکی کے مختصر اور جامع حالات سے بحث کی ہے تاکہ میری تاریخ کا پڑھنے والا یہ بھی جانتا جائے کہ سلاطین ترکی کی ابتدا کیونکر ہوئی اور ترقی کے کیا اسباب تھے۔ زوال کیونکر ہوا اور موجودہ سلطان نے اُن خرابیوں کو جو

سلطنت کے ضعف کی پیدا کرنے والی تھیں اپنی حکمت عملی سے کہاں تک دور کیا۔

تاریخ کو غور سے پڑھنے کے بعد خداوند تعالی کی بیمثال قدرت یاد آتی ہے کہ جو بدعات ترکی میں وقتاً فوقتاً ظہور پذیر ہوتی رہیں اور جو کچھ ناحق کی خونریزی خاص جگر سلطنت بلکہ محلوں میں ہوتی رہی اور جسطرح یکے بعد دیگرے صوبوں پر صوبے نکلتے رہے اور جس طرح غیر محتاط سلاطین نے سلطنت کا روپیہ اڑا کے اُسے بربادی کے کنارہ پر پہنچادیا یہ ساری باتیں اس بات کی شہادت دیتی تھیں کہ ترکی کا نیست ونابود ہونا لازمی ہے اور قانون تعالے سلطنت کی خلاف ورزی اس حد تک ہوگئی ہے کہ اُس کا بچنا محالات سے ہے۔ مگر خداوند تعالی کو یہ منظور نہ ہوا کہ مسلمانوں کو بالکل دنیا سے مٹادے اور مثل یہودیوں کے انھیں ذلیل خوار کرے اس لیئے محض اسکی رحمت اور فضل سے آج ترکی صفحۂ عالم پر دکھائی دیتی ہے۔

ترکی تاریخ پر خیال کرتے ایک عجیب وغریب قدرت کے راز کا پتہ لگتا ہے۔ ادھر تو بعض سلاطین آل عثمان کا ضعف اور بے پروائی سلطنت کو آدھا کیئے دیتی تھی اور اُدھر یورپ کی ملک گیری کی ہوس اُسے جھوجرا بنائے دیتی تھی۔ کئی بار یورپ کے شاہوں میں اسباب کا تذکرہ ہوا کہ ترکی کو صفحۂ ہستی سے مٹایا جائے۔ اور اگر اس اتفاق میں کوئی رخنہ اندازی نہ ہوتی تو موجودہ نسلیں سوائے اسکے کہ ترکی سلطنت کی تاریخ پڑھیں اُنھیں ذاتی کوئی تعارف نہوتا۔ جس طرح خلفائے بنی عباس۔ بنی اُمیہ۔ بنی فاطمہ وغیرہ کے حالات پڑھکے صرف ہم اسقدر جان سکتے ہیں کہ دنیا کے کسی حصہ پر ان اسلامی خاندانوں نے حکومت کی ہے اور اُن کا یہ جلال تھا اور یہ جبروت تھی۔ بس اسیطرح سے ترکوں کا بھی حال سنتے۔ اور اُنھیں بھی گم شدہ اقوام عالم میں ایک قدیم قوم خیال کرتے۔ اور اُنکے واقعات حکومت ایک افسانہ ہوجاتے۔ قدرت باری تعالی یونہی معلوم ہوتی ہے کہ ایک کمزور کو زبردست دشمنوں کے پنجہ سے باوجود بے انتہا کمزوری کے صاف بچادیا۔ خداوند تعالی کے اس فضل پر ترک جسقدر شکر کریں کم ہے۔

۱۸۷۷ء سے پہلے ہندوستان کے مسلمان جانتے بھی نہ تھے کہ ترک کدھر بستے ہیں۔ اُنکے معاملات سیاسیہ کیا ہیں؟ اُنکی سلطنت کتنی وسیع ہے؟ وہاں کی طرز حکومت کیا ہے؟ ترک کس شکل وصورت کے ہوتے ہیں۔ اگر اُس زمانے کے مسلمانوں کو کچھ علم تھا تو یہ تھا کہ روم کا بادشاہ ہے جسکے پاس شام کا ملک بھی ہے اور وہ بہت بڑا بادشاہ ہے اور قیامت کے قریب عیسائی اُس پر غلبہ کرلیں گے۔ پھر امام مہدی علیہ السلام کا ظہور ہوگا اور اُنکی سلطنت تمام دُنیا پر ہوجائیگی۔ بس یہ قیاسی باتیں تھیں جو مسلمان گھر میں بیٹھے ہوئے

کرتے تھے اور اُنھیں اپنے ہم مذہب حکمرانوں کے حالات کا مطلق علم نہ تھا مگر خدا انگریزوں کو سلامت رکھے کہ اُنھوں نے تار ریل۔ جہاز نکالکے تمام دنیا کو ہمارے سامنے پیش کر دیا۔ اور ایک ایسا جہاں نما جام ہمیں دیا کہ گھر میں بیٹھے بیٹھے ہم تمام دنیا کے کونہ کونہ کا حال جان سکتے ہیں۔ جمشید کے پاس تو صرف ایک جام جہاں نما تھا۔ مگر اب اس زمانے میں بچہ بچہ کے پاس جام جہاں نما موجود ہے جو جمشیدی جام سے بدرجہا بہتر اور اعلیٰ درجہ کا مفید ہے۔

اصل میں یہ انگریزی سلطنت کی برکت ہے کہ ہمیں یہ معلوم ہو گیا کہ ہمارے ہم مذہب کہاں کہاں آباد ہیں اور اُنکی حالت کیا ہے۔ پہلے ہم اپنی کل اسلامی تاریخ کا مدار سکندر نامے اور شاہنامے پر رکھتے تھے اور یہ جانتے تھے کہ جو کچھ ان کتابوں میں لکھا ہے وہ صحیح ہے۔ اب آپ معمولی بچہ سے دنیا کا جغرافیہ اور صاحب حکومت اقوام کے حالات دریافت کر لیجیئے بھلا انصاف سے نظر کیجیئے کہ یہ کیفیت کہاں تھی۔ غدر سے پہلے سوائے چند پاک نفوس کے جاہل ہی جاہل بستے تھے نہ علم تھا نہ کوئی ہنر۔ ڈٹ کر پہننے اور کھانا بس یہ اُنکا روزمرہ تھا قومی ہمدردی کا کوئی نام بھی نہ جانتا تھا اس لیئے کہ قومی تاریخ پڑھائی نہ جاتی تھی۔ ایک پرانا دہلی کالج تھا جس میں زیادہ تر ادب اور صرف و نحو کی تعلیم ہوتی تھی انگریزوں نے ہمیں بیدار کر دیا یہ انگریزی سلطنت کی بہت بڑی برکت ہے کہ میں دہلی کے ایک محلہ میں رہتا ہوں اپنے محلہ میں بیٹھ کے کچھ لکھتا ہوں مگر میری وہ تحریر جو خاموشی اور تنہائی میں لکھی جاتی ہے آٹھویں روز ہندوستان کے اس کونہ سے اُس کونہ تک بلکہ سات سمندر پار تک پہنچ جاتی ہے اپنے اخبار کرزن گزٹ کے ذریعے ہزار ہا آدمیوں سے جو صدہا بلکہ ہزار ہا میل کے فاصلہ پر رہتے ہیں آٹھویں دن باتیں کر لیا کرتا ہوں اور یوں روزانہ اخبار ہوتا تو روزانہ باتیں کیا کرتا۔ تار برقی کے ذریعہ سے اگر چاہوں تو چند لمحے میں بات چیت کر سکتا ہوں۔ یہ باتیں ہمارے گزشتہ بھائیوں کو کہاں نصیب تھیں اور ان قدرتی برکتوں کا اُنھیں کہاں حصہ ملا تھا۔

ہم نے اپنے بزرگوں کے کارنامے بالکل بھلا دیئے تھے مگر انگریزی سلطنت کی برکت نے از سر نو تازہ کر دیئے ہمارا مذہبی علم چند مولوں میں محدود ہو گیا تھا لیکن اب بچہ بچہ درس و تدریس میں مشغول ہے۔ عربی بالکل ہندوستان سے مٹ چکی تھی جو ہماری مقدس زبان ہے اور جسکی ادنیٰ شہادت یہ ہے کہ قرآن بے معنی پڑھایا اور حفظ کرایا جاتا تھا مگر اب عربی کی اتنی ترقی ہوئی کہ شہر شہر ایک ایک کوچہ میں بھی عربی جاننے والے بہت سے نکل آئینگے۔ کتابیں کوڑیوں کے مول فروخت ہو رہی ہیں وہ مذہبی کتابیں جنکے رکھنے کا فخر یا تو کتبخانہ شاہی کو تھا یا بعض بڑے بڑے خاندانی علماء کو آج معمولی آدمی کے گھر میں بھی وہی کتابیں دیکھی جاتی ہیں غرض ہم سلطنت انگلستان کی ان برکتوں اور احسانات کا

جتنا شکر ادا کریں کم ہے۔ ہمارا مذہب ہمیں تعلیم دیتا ہے کہ ہم اپنے محسن کا شکر ادا کریں کیونکہ مذہب نے یہ فیصلہ کیا ہے جو انسان کا شکر ادا نہیں کرتا وہ خدا کا شکر کیونکر ادا کرے گا۔

ہزار آفریں بر من و دین من   کہ منعم پرستیست آئین من

خداوند تعالیٰ اس انگریزی سلطنت کو دن دونی اور رات چوگنی ترقی دے جسنے برباد ہوتے ہوتے ہمیں سنبھال لیا اور جسنے ایسی مذہبی آزادی ہمیں دے رکھی ہے کہ ہمیں تو اپنے ہوش میں کبھی نصیب نہیں ہوئی مسجدیں کھلی ہوئی ہیں جدید مسجدیں برابر تعمیر ہوتی جاتی ہیں دھڑتے سے وعظ ہوتے ہیں۔ اذانیں ہوتی ہیں عیسائی مذہب کی تردید میں صدہا مضامین اور کتابیں شائع ہوگئیں اور ہو رہی ہیں ایک پادری کلاں کے مقابلہ میں آزادی سے ہم اپنے دین کی فضیلت پر بحث کر سکتے ہیں اور اپنے دین کی حقانیت دوسرے مذاہب پر ثابت کر سکتے ہیں۔

مسلمانو! یہ مذہبی آزادی بڑی نعمت عظمیٰ ہے بشرطیکہ تم خیال کرو۔ ہماری تو یہ دعا ہے کہ تمام دنیا کے مسلمان علم شائستگی۔ تہذیب۔ حرفت وصنعت۔ تجارت و تمدن میں ترقی کریں۔ حوادث زمانے سے محفوظ رہیں۔ اور وہ اسباب تنزل جنکی وجہ سے اُنکے بزرگوں نے تنزل کیا تھا۔ ان میں سے بالکل جاتے رہیں۔ وہ دنیا کی شائستہ قوموں کے پہلو بہ پہلو بگ لیتے جائیں اور جو کمزوریاں اس وقت ان میں موجود ہیں وہ یکے بعد دیگرے ان سے نکلتی جائیں۔ رسول کریم کی محبت انکے دلوں میں استوار ہوتی جائے اور اسلام کی اشاعت انکی زندگی کا جزو اعظم قرار پائے۔

اسیطرح ہم شہنشاہ ایڈورڈ ہفتم اور قیصر ہند کو دعا دیتے ہیں کہ آپکی سلطنت ہمیشہ تروتازہ اور شائستہ بنی رہے اور جو برکتیں کہ وہ رعا کو اس وقت دے رہے ہیں یوں ہی ہمیشہ دیتے رہیں۔

دیر باش اے وقت تو خوش وقت ما خوش کردۂ   شاد زی چندانکہ نپذیرد زمانت انقضا

اللہ سب مسلمانوں کا بھلا کرے اور ان میں خیر القرون کا سا اتفاق پیدا ہو جائے۔ قومی ہمدردی کے معنے سمجھنے کی ان میں قوت پیدا ہو اور وہ علم و تمدن میں مثل سنین ماضیہ کے اور قوموں سے سبقت لیجائیں۔ والسلام

تمت

۹۸۱۶

اس اسلامیہ کمپنی نے ایک ایسا کارخانہ قایم کیا ہے جس مین اکثر اسلامی کتب کی اشاعت دی جائیگی۔ تمام دینیات کی عربی کتب کے ترجمے نہایت بامحاورے اُردو مین کئے جاوینگے اور انہین اعلی پیمانہ پر طبع کر کے بہت ہی کم قیمت پر فروخت کیا جائے گا حضور انور رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سوانح عمری سے لیکے کل صحابہ تابعین۔ تبع تابعین مجتہدین۔ محدثین۔ مفسرین وغیرہ کی وقتاً فوقتاً سوانح عمریان طبع ہوتی رہین گی۔ اور ساتھہ ہی جرمنی۔ فرانسیسی اور انگریزی اسلامی کتب کا ترجمہ بھی ہوتا رہے گا۔ جس سے مسلمانون کو بہت بڑا فائدہ پہونچے گا۔

زبان اُردو جسکے مٹانے کی یہ کوشش کی جارہی ہے اپنا سکہ محض اسلامیہ پرنٹنگ اینڈ پبلشنگ کمپنی کے طفیل سے ہندوستان مین بٹھائے گی۔ عام طور پر مسلمانون کے ہاتھہ وہ کتابین لگین گی جو ابھی تک جرمنی فرانسیسی یا انگریزی ذخائر مین چھپی ہوئی ہین ہماری اس کمپنی سے ہندوستان کے لائق مصنفین اور مترجمین کو تصنیف اور ترجمہ کا حوصلہ ہوگا۔ اور انہین ان کی محنت کا کافی معاوضہ دیا جائیگا۔

صحاح ستہ کا دوبارہ نظر ثانی کر کے اور اچھی طرح بامحاورے اُردو ترجمہ کر کے پارہ پارہ شائع کیا جائیگا اور جگہہ جگہہ ادق مضامین کا حل بھی کیا جائے گا اسی طرح کل فقہی کتب کے نئے سر سے جدید ترجمے کئے جاوینگے۔

تھوڑی غور کے بعد ہر شخص خیال کر سکتا ہے کہ اس کمپنی سے مسلمانون اور ان کے مذہب کو کتنا بڑا فائدہ پہونچ سکتا ہے اسلئے ایک حصہ کی قیمت صرف دس روپیہ رکھی ہے تاکہ ہر شخص بے تامل خرید کر سکے نہ اس کارخانہ کے لئے بڑی تنخواہ والے انجینیر کے ولایت سے بلانے کی ضرورت ہے اور نہ زر خطیر خرچ کر کے کلون کے لینے کی حاجت ہے۔ فی الحال صرف دہلی کے ڈھلے ہوئے پریسون پر کام ہوگا اور یہ پریس کلون سے زیادہ بہتر کام دین گے۔

غرض حصہ داران کے سرمایہ مین سے ایک پیسہ بھی بیکار صرف نہوگا۔ ہمین خدا کی ذات سے بہت بڑی امید ہے کہ اس اسلامی کام مین ہمین بہت بڑا فائدہ ہوگا اور جہانتک غور کیا جاتا ہے نقصان کی اس مین کوئی صورت نظر نہین آتی۔

مگر بہت اطمینان کی بات جو کسی کمپنی مین اجتک نہین ہوئی وہ یہ ہے اگر کسی حصہ دار کو اپنے خیال مین نقصان معلوم ہو تو وہ اپنے حصص یا حصہ کو کرزن گزٹ کے ہاتھہ فروخت کرسکتا ہے

اور کرزن گزٹ اس کا ذمہ وار ہے کہ معا درخواست پہنچتے ہی اُسکا کامل روپیہ اُسے ارسال کردے۔ اصل رقم سے ایک پیسہ کم یا زیادہ نہ دیا جائیگا۔ اس سے زیادہ حصہ داروں کا اور کسی بات مین بہی اطمینان ممکن نہین اس کمپنی کو لمٹیڈ اس وجہ سے نہین کرایا گیا ہے تاکہ کسی کارروائی کا اثر عام حصہ داروں پر نہ پڑے اور ہر حالت مین کرزن گزٹ ہی ذمہ وار ہے اور حصہ دار ہر طرح سے بالکل بری الذمہ ہین ✤

کمپنی کا انتظام براہ راست میرزا حیرت مالک و اڈیٹر کرزن گزٹ سے تعلق رکہتا ہے وہ خود اسکے منتظم بہی ہین اور ذمہ وار بہی ہین دو تین سال کے بعد ہی معلوم ہو جائیگا کہ اس اسلامیہ کارخانہ نے کتنی کتب دینی طبع کرائین اور کس قدر منافع حصہ داروں مین تقسیم کیا ✤

ہم خرما و ہم ثواب کے یہی معنی ہین۔ اصل رقم محفوظ جب چاہین طلب کر سکتے ہین اور پہر دین کی امداد اور اسلامی کتب کی اشاعت مین معاونت۔ خدا کی ذات سے مجہے کامل امید ہے کہ کہ اسکا سرمایہ مبلغ پچیس ہزار روپے بہت جلد جمع ہو جائین گے بڑی خوشی کی بات یہ ہے کہ کمپنی نے اپنا ششماہی منافع پندرہ روپیہ سینکڑہ سالانہ کے حساب سے حصہ داروں مین تقسیم کر دیا ہے۔ انشاء اللہ دوسری ششماہی کو بہی اسی کامیابی سے منافع کی تقسیم ہوگی۔ حصے ابہی فروخت ہونے باقی ہین اور اس سے بہتر موقع مسلمانوں کیلئے اور مل نہین سکتا گو انکی رقم محفوظ جب چاہین طلب کر لین اور پہر پندرہ روپیہ سینکڑہ سالانہ منافع دنیا مین کم ایسی تجارتین ہین جن مین اتنا فائدہ کثیر ہو ششماہی گزشتہ کی رپورٹ تیار ہے جو درخواست آنے پر روانہ ہو سکتی ہے۔ قرآن مجید معہ ترجمہ اور تفسیر کے چہپنے کا انتظام ہو رہا ہے۔ اور خدا کی ذات سے امید ہے کہ اس مقدس کام مین بہت بڑا فائدہ ہوگا۔ قرآن مجید کمپنی ہی کے روپے سے شائع کیا جائیگا۔ اب بہی موقع ہے کہ مسلمان اسکے حصے خریدین حصہ صرف دس روپے کا اسی لئے رکھا ہے کہ ہر شخص باسانی شریک ہو سکے۔ اور جب اُسے ضرورت ہو فوراً اپنے حصہ کا روپیہ لیلے۔ الحمد للہ کہ حصوں کا روپیہ برابر آرہا ہے اور امید ہے کہ چند ماہ مین پچیس ہزار روپیہ کے حصے پورے ہو جائینگے۔ جہانتک ممکن ہو حصے خریدنے مین جلدی کرنی چاہیئے۔

میرزا حیرت سکرٹری کمپنی ہذا